فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْ عُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَ نَا
وَ نِسَآءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ.

(اٰل عمران:۶۲)

مَکْتُوْبُ اَحْمَدؑ

اِلٰی

عُلَمَاءِ الْهِنْدِ وَ مَشَائِخِ هٰذِهِ الْبِلَادِ

وَ غَیْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ الْاِسْلَامِیَّةِ

(مع اردو ترجمہ)

بسم الله الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جولائی ۱۸۹۶ء میں پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کے انجام کے بعد اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''انجام آتھم'' تحریر فرمائی اور اس کے ساتھ آپ نے تین رسائل خدائی فیصلہ، دعوت قوم اور مکتوب عربی بنام علماء تحریر فرمائے۔ عربی مکتوب متعدد بار مکتوب احمد کے نام سے الگ بھی شائع ہوتا رہا ہے۔

اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک کے علماء ومشائخ کو مخاطب فرمایا ہے اور بڑے عمدہ اسلوب بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی تعلیمات اور اپنے دعویٰ کو پیش فرمایا ہے اور نصاریٰ کے عقائد کی تردید کی ہے۔ اس مکتوب میں حضور نے مخالفین کے اس اعتراض کا تفصیلی جواب دیا ہے کہ آپ عربی زبان نہیں جانتے۔ اپنے مخالف علماء کو عربی نظم ونثر میں مقابلہ کا چیلنج دیا ہے اور فرمایا ہے کہ

''اگر تم لوگوں نے اعراض کیا اور درماندگی سے کام لیا اور مقابلہ میں آنے کی بجائے چھپ رہے اور فرار کی راہ اختیار کی تو ہمیشہ کے لئے تم پر حجت پوری ہو جائے گی اور لوگ جان لیں گے کہ تم جھوٹے اور وہ تمہاری ناکامی پر ایسے روئیں گے جیسے گھاٹا پانے والوں پر رویا جاتا ہے اور تم پر ایسے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھ لیں گے جیسے مصیبت زدوں پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا جاتا ہے۔''

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مکتوب میں مکفر اور مکذب علماء کو دعوت مباہلہ دی ہے۔

نظارت اشاعت ربوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معرکۃ الآراء مکتوب کا اردو ترجمہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ان جملہ کارکنان کو جو اس کام کو سرانجام دینے میں مصروف خدمت رہے جزائے خیر دے خصوصاً مکرم صدر صاحب عربک بورڈ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے باوجود ناسازیٔ طبع اس کام کو بڑی دلچسپی سے اس کی نظر ثانی اور مکمل کیا۔

خاکسار

خالد مسعود

﴿۷۳﴾

اَلْمَکْتُوبُ اِلٰی عُلَماءِ الْهِنْدِ ومشائخ هٰذِهِ البلاد وغيرهَا مِنَ الْبِلادِ الاسلاميه

علماء ہنداور اس ملک (پنجاب) اور دیگر اسلامی ممالک کے مشائخ کے نام خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدُ للّٰهِ الذی مَنَّ علینا بإرسال الرُّسل والکُتب، وجَعَل الأنبیاء لِخیَام التوحید کالطُّنُب، وقَفَّا علی آثارهم بالأولیاء لیکونوا کالأوتاد للسَّبب. والصّلٰوة والسَّلام علی خیر الرُسُل ونخبة النخب محمّد خاتَم النبیّین وشفیع المذنبین، وأفضل الأوّلین والآخرین، وآله الطّاهرین المطهّرین، وأَصحَابِهِ الذین هُم آیات الحقّ وحُجّة اللّٰه علی العالمین، وعلی کل عبدٍ من عباده الصّالحین.

أمّا بعد. فهذا مکتوبٌ کتبتُه إلی الذین أنعم اللّٰه علیهم بأنواع الکرامة وهذّبهم بالعلم الکامل والمعرفة التّامّة، وکَشَف علیهم سُبُلَ الاصطفاء والقُربة، وحَبَّبَ إلیهم طُرقَ الانکسار

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اور کتابیں بھیج کر ہم پر احسان کیا اور اس نے انبیاء کو توحید کے خیموں کے طنابوں کی طرح بنایا اور ان کے نقش قدم پر پے در پے اولیاء بھیجے تا کہ وہ ان طنابوں کے لئے میخوں کا کام دیں اور خیر الرسل اور برگزیدوں میں سے برگزیدہ تر محمدؐ خاتم النبیین اور شفیع المذنبین اور افضل الاولین والآخرین نیز آپ کی طاہر ومطہرآل اور آپ کے ان صحابہ پر جو حق کے نشان اور جہانوں پر اللہ کی حجت ہیں اور اس کے نیکوکار بندوں میں سے ہر ایک بندے پر درود وسلامتی ہو۔

امّا بعد! یہ خط میں نے ان لوگوں کی طرف لکھا ہے جن پر اللہ نے انواع واقسام کی کرامات کا انعام کیا ہے اور علم کامل اور معرفت تامہ دے کر ان کی تربیت فرمائی ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ نے برگزیدگی اور قربت کی راہیں کھولی ہیں جو کہ پختہ

والغُربة، مِن العلماء العاملين
الراسخين المتوَغّلين والفقراء
المنقطعين المتبتّلين الذين
جذَبهم الله إلى ملكوته وأذاقهم
حظَّ لاهُوته و رزقهم خشية
عظمته ، وسقاهم كأسَ محبّته ﴿۷۴﴾
فلا ترهَقهم ذلّة الزَّلّة ولا نكال
المَعصِية وهم من المحفوظين.
وإنما نخاطبهم لجلالة شأنهم،
وصفاء وجدانهم، وَسِعةِ
ظروفهم، وحلاوة قطوفهم،
لعلّهم يُؤيَّدون من الله ويُلهَمون،
ولعلّهم يفقهون ما لا فَقِهَ
الآخرون ، ويعلمون ما لم يعلمه
المحجوبون. ولعلهم يتدبّرون
بالفراسة الإيمانية، ويتفكرون
بالتقاة الرّوحانية، ويقومون لله
شاهدين، ليكونوا حجّة الله على
الظالمين المعتدين، ولينقطع
معاذير المعتذرين الأفّاكين،
وليَضمَحلّ كل قولٍ يُقال
من بعد موتي ولتستبين سبيل

ماہر اور عالم باعمل ہیں۔ اور جو دنیا سے کنارہ کش زاہد صوفیاء ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکوت کی طرف کھینچا ہے اور انہیں اپنی لاہوتی (خدائی) شان کا مزہ چکھایا ہے اور اپنی عظمت کی خشیت عطا کی ہے اور اپنی محبت کا جام پلایا ہے۔ پس انہیں لغزش کی ذلت اور معصیت کا وبال نہیں پہنچتا اور وہ محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ہم انہیں صرف ان کی بزرگ شان اور ان کے پاک وجدان اور وسعت ظرفی اور (ایمان کے) شیریں ثمرات (حاصل کرنے) کی وجہ سے مخاطب کر رہے ہیں تا کہ انہیں اللہ کی طرف سے تائید حاصل ہو جائے اور وہ الہام پائیں اور تا وہ (ان حقائق) کو سمجھ جائیں جنہیں دوسرے نہیں سمجھ سکے۔ اور تا وہ ان امور کو جان لیں جنہیں محجوب (حق سے محروم) نہ جان سکے اور تا وہ ایمانی فراست کے ذریعہ تدبر کریں۔ اور روحانی تقویٰ سے غور وفکر کریں اور خدا کے لئے گواہی دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں اور تا وہ سرکش ظالموں کے خلاف اللہ کی حجت ہوں اور تا عذر تراشنے والے جھوٹوں کے عذر ختم ہو جائیں اور تا میری موت کے بعد کہے جانے والا ہر قول بے اثر ہو جائے اور تا مجرموں کی راہ واضح ہو جائے۔

المجرمين. و إنّا ندعوا اللّٰه أن
يؤيّدهم ويلهمهم ويحفظهم
ويعصمهم ويعطيهم حظّ
الصّالحين. ولما كان المقصد
أن يتبيّن الحق الذى جئنا بهٖ لكلّ
تقىّ وسعيد من قريب وّبعيد،
أُلقىَ فى روعى أن أكتب هٰذا
المكتوب فى العربية، وأترجمه
بالفارسية، وأَرعَى النواظرَ فى
النواضر الأصلية، وأُوسّع التبليغ
بالألسن الإسلاميّة، ليكون
بلاغًا تامًّا للطالبين. فاعلموا يا
معشر الكرام، وجموع أولى
الأبصار والأفهام، أن اللّٰه قد
بعثنى مجدِّدًا على رأس هذه
المائة، واختصّ عبدًا لمصالح
العامّة، وأعطانى علومًا ومعارف
تجب لإصلاح هذه الأمّة،
ووهب لى من لدنه علمًا حيًّا
لإتمام الحجّة على الكَفَرة
الفَجَرة، وأعطانى ثمرًا غَضًّا
طريًّا لتغذية جِياع المِلّة، وكأسًا

اور ہم اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ان کی مدد
فرمائے اور انہیں الہام کرے اور ان کی حفاظت
فرمائے اور انہیں بچائے اور انہیں صالحین کا سا
نصیب عطا فرمائے۔ اور جب کہ مدعا یہ ہے کہ وہ
حق جو ہم لائے ہیں ہر متقی اور نیک بخت پر ظاہر ہو
جائے خواہ وہ قریب کا رہنے والا ہو یا دُور کا رہنے
والا۔ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ میں یہ خط عربی
میں لکھوں اور اس کا ترجمہ فارسی میں کروں اور
ناظرین کو حقیقی سرسبز سیر گاہوں کی سیر کراؤں اور
اسلامی زبانوں کے ذریعہ تبلیغ کو وسیع کروں تا
(حق کے) طالبوں کے لئے ابلاغ تام ہو۔ پس ﴿۷۵﴾
اے معززین کے گروہ اور اہل فہم و بصیرت کی
جماعت! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس صدی
کے سر پر مجدّد بنا کر بھیجا ہے اور مصلحت عامہ کے
لئے (اسی) عاجز کو خاص کیا ہے اور مجھے ایسے علوم
اور معارف عطا کئے ہیں جو اس امت کی اصلاح
کے لئے ضروری تھے اور کفّار و فجّار پر اتمام
حجت کے لئے مجھے اپنی جناب سے زندہ علم عطا
فرمایا۔ اور مجھے ملّت کے بھوکوں کو خوراک فراہم
کرنے کے لئے تر و تازہ پھل عطا کیا ہے اور ہدایت
اور معرفت کے پیاسوں کے لئے چھلکتا ہوا جام

دهاقًا لعُطاشى الهداية
والمعرفة، وجعلنى إمامًا لكل من
يريد صلاح نفسه، ويحبّ رضاء
ربّه، وجعلنى من المكلَّمين
الملهَمين. وأكملَ علىّ نعمه
وأتمّ تفضّله وسمّانى المسيح
ابن مريم بالفضل والرحمة،
وقدّر بينى وبينه تشابُهَ الفطرة
كالجوهرَين من المادّة
الواحدة، ووهب لى علومًا
مقدّسة نقيّة، ومعارف صافية
جليّة، وعلّمنى ما لم يعُلم غيرى
من المعاصرين. وصبّ فى قلبى
ما لم يُحيطوا بها علمًا، ونورًا لم
يمسّه أحدٌ منهم وجعلنى من
المنعَمين. ومِن أجلِّ آلائه أنه «٧٦»
استودعنى سِرَّه الذى يُكشف
للأولياء والرّوحَ الذى لا يُنفَخ
إلا فى أهل الاصطفاء، وأعطانى
كل ما يُعطى لأهل الموالاة و
الولاء، وصافانى ووافانى، و
شرح صدرى وأتمّ بدرى، و

دیا ہے۔اور مجھے ہر اس شخص کے لئے امام بنایا ہے جو اپنی اصلاح اور ربّ کی رضا کا متلاشی ہے اور مجھے اپنے الہام وکلام سے مشرف کئے جانے والوں سے بنایا ہے اور مجھ پر اپنی نعمتیں مکمل کی ہیں اور اپنا فضل تمام کیا ہے اور مجھے اپنے فضل اور رحمت سے مسیح ابن مریم کا نام دیا اور میرے اور مسیح (ابن مریم) کے درمیان ایسی فطرتی مشابہت رکھی گویا ایک ہی مادہ سے دو جوہر۔ اور مجھے مقدس مصفّٰی علوم اور صاف، روشن معارف عطا کئے اور مجھے وہ علوم سکھائے جو میرے ہم عصر لوگوں میں سے اور کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں وہ علوم اُنڈیلے جن کا دوسرے احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وہ نور عطا کیا گا جسے ان میں سے کسی نے نہیں چھوا اور اس نے مجھے انعام یافتہ لوگوں میں سے بنایا۔ اور اس کی عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے وہ راز ودیعت کیا ہے جو صرف اولیاء پر کھولا جاتا ہے اور مجھ میں وہ روح پھونکی ہے جو صرف اہلِ اصطفاء میں ہی پھونکی جاتی ہے۔ اور مجھے وہ سب کچھ عطا کیا جو دوستوں اور محبّین کو عطا کیا جاتا ہے اور اس نے مجھ سے خالص محبت کی اور میرے پاس آیا، میرے سینے کو جلا بخشی اور میرے نور کو مکمل کیا اور

أخبرني بأكثر ما هو مُزمِعٌ عليه في سابق علمه، وصبّغني بصبغة حُبّهٖ، وهداني طرق إسلامهٖ وسِلمهٖ، وأخرجني من المحجوبين. ومن آلائهٖ أنّه وفّقني لفِعل الخيرات، وهداني إلى الصّالحات الطيّبات، وأجرٰى لطائف قلبي فَأَحْسَن إجراءها، وزكّىٰ ينابيعَهَا وماءها، وأتمّ نورها وصفاءها، وطهّر مجراها و فِناءها، و بدّل أرضي غير الأرض وجعلني من المطهَّرين.

ومن آلائهٖ أنّه وَهَبَ لي حُبَّ وَجْهِهٖ حُبًّا جَمًّا، وصِدقًا أكمل وأتمَّ، وسألته أن يهب لي حُبًّا لا يزيد عليه أحدٌ من بعدي، فأعلمُ منه أنه استجاب دعوتي، وأعطاني مُنيتي، وأحاطني فضلا ورُحمًا، فالحمد للّٰه أحسن المُحسِنين. الحمدُ لِلّٰهِ الذي

اپنے اکثر پوشیدہ عزائم پر مجھے اطلاع بخشی اور مجھے اپنی محبت کے رنگ میں رنگ لیا اور مجھے اپنے اسلام اور سلامتی کی راہوں پر چلایا اور مجھے محجوبین میں سے نکالا۔ اور اُس کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے بھلائی کے کام بجا لانے کی توفیق بخشی اور میری صالح اور پاک اعمال کی طرف رہنمائی کی اور میرے دل کے لطائف کو نہایت عمدہ طور پر جاری کیا اوران لطائف کے چشموں اوران کے پانی کو مصفّا کیا اور ان کے نور اور پاکیزگی کو مکمل کیا اوران کی گزرگاہوں اور صحن کو پاک کیا اور میری زمین کوایک اور زمین سے بدل دیا اور مجھے مطہر لوگوں میں سے بنا دیا۔

اوراس کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے اپنی ذات کی بے تحاشا محبت اور کامل ترین اور اتمّ سچائی عطا فرمائی ہے اور میں نے اس سے ایسی محبت کی التجا کی کہ جس میں میرے بعد اور کوئی اس سے نہ بڑھ سکے اور مجھے اس کی جناب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور مجھے میری مراد عطا فرمائی اور مجھے اپنے فضل اور رحم میں لپیٹ لیا۔ پس تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام احسان کرنے والوں سے زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں ﴿۷۷﴾

أذهب عَنّي الحُزن وأعطاني ما لم يُعطَ أحدٌ من العالمين. وما قلتُ هذا من عند نفسي بل قلتُ ما قال عَلى السّماوات ربي، وما كان لي أَنْ أتكبّر وأرفع نفسي، إنَّ اللّٰه لا يُحبُ المستكبرين، بل هٰذا إلهام من حضرة العزّة، وأراد من العالمين ما هو في زماننا مِنَ الكائنات الموجودة في الأرضين.

جس نے مجھ سے غم کو دُور کیا اور مجھے وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ یہ وہ بات ہے جو میرے ربّ نے آسمانوں پر کہی۔ اور میرے لئے یہ جائز نہیں کہ میں تکبّر کروں اور اپنے آپ کو بلند سمجھوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ یہ حضرتِ عزت کی طرف سے ایک الہام ہے اور لفظ ''عَالَمِیْن'' سے اللہ کی مراد وہ مخلوقات ہیں جو اس وقت ہمارے زمانے میں زمین پر موجود ہیں۔

وَمِنْ آلائِهِ أنه علّمني القرآن، ورزقني منه معارف تُجاوز الحَدَّ والحُسبان لأذكّر الغافلين المنهمكين في هموم الدنيا الدنيّة، وأُنذِر قومًا ما أُنذرَ آباؤهم في الأيام السّابقة، ولأقيم الحجّة على المجرمين.

اور اس (اللہ) کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی جناب سے مجھے قرآن سکھایا اور اپنی جناب سے اس نے مجھے اپنے وہ معارف سکھائے جو بے حدّ وحساب ہیں تا میں غافلوں اور حقیر دنیا کے ہم وغم میں مبتلا لوگوں کو نصیحت کروں اور تا میں ایک ایسی قوم کو ڈراؤں جن کے آباءواَجداد کو گزشتہ زمانہ میں ڈرایا نہیں گیا اور تا میں مجرموں پر حجت قائم کردں۔

ومن آلائِهِ أنّهُ خاطبني وقال: "أنت وجيه في حَضرتي. اخترتُك لنفسي". وقال: "أَنْتَ مِنّي بِمَنزلة لا يَعلمه☆ الخلق".

اور اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا: تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو مخلوق نہیں جانتی۔

☆ سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے'' يعلمها ''ہونا چاہیے۔(ناشر)

وقال: " أنتَ مِنّي بمنزلة توحيدي وتفريدي". وقال: " يا أحمدي، أنت مرادي ومعي. يحمدك اللّٰه مِنْ عَرْشِهٖ". وقال: " أنت عيسى الذي لا يُضاع وقته. كمثلك دُرٌّ لا يضاع. جَرِيُّ اللّٰهِ في حلل الأنبياء". وقال: " قُلْ إنّي أُمرتُ وأنا أوّل المؤمنين". وقال: "اصنَعِ الفُلْكَ بأعيننا وَوَحْينا. إنّ الذين يبايعونك إنما يبايعون اللّٰه، يَدُ اللّٰهِ فوق أيديهم". وقال:" وَمَا أرسلناك إلّا رحمةً للعالمين".

وَمِنْ آلائِهٖ أنه لما رأى القسّيسين غالين في الفساد، ورأى أنهم علوا في البلاد أَرْسلني عند طوفان فتنهم وتراكُمِ دُجُنهم، وقال: " إنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ". فجئتُ من حضرة العزّة وعَتبة الوَحْدة، عند شيوع الفتن والبدعات،

اور اس نے فرمایا: تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید۔ اور فرمایا: اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ اور فرمایا: تو عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ نبیوں کے لباس میں۔ اور فرمایا: کہہ مجھے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔ اور فرمایا: ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا۔ جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ (تیری نہیں بلکہ) خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ اور فرمایا: میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔ ﴿۸﴾

اور اس کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس نے پادریوں کو فساد میں حد سے بڑھے ہوئے دیکھا کہ وہ زمین پر چھا گئے ہیں تو مجھے ان کے فتنوں کے طوفان کے وقت اور ان کی تہہ در تہہ تاریکی کے وقت بھیجا۔ اور فرمایا: تو ہمارے نزدیک صاحبِ مرتبہ ہے اور امین ہے۔ پس میں فتنوں اور بدعات کے پھیلنے

وظهـور الـمـفـاسد وَالسّيّئَات، وضـعف الـمـؤمـنين المسلمين. وقـد جرت عـادة اللّٰـه الرحيم، وسُنّة الـمولى الكريم، أنه يبعث مـجـدّدًا عـلـى رأس كـل مـائةٍ، فكيف إذا كان معها طِباقُ ظلمةٍ، وطـوفان ضلالةٍ، أليس اللّٰه أرحم الـراحـمين؟ وترون الناس كيف سقطوا في هُوّة النصارىٰ، وكيف تـمـايـلـوا عليهم كـالسُّكـارىٰ، وخـرجـوا مـن ديـن اللّٰـه المتين.
﴿۷۹﴾ أسـمـعتم مَنْ جـاء كـم مِنْ دوني لإصـلاح هذه الآفات، أو تظنّون أنـه نَسِـيَ هـذه الأمة عند تلك الصدمات؟ ما لكم لا تتفكرون، وتـنـظـرون ثـم لا تـنـظـرون؟ أو غـلـبـت عـليكم هموم أخرى فلا تتـوجّهـون؟ كلّا.. إنّ الـلّٰـه لا يُـخلف وعده، ولا يُخزي عَبْده، فتفكروا إن كنتم متفكّرين.

أيها الكرام. إن الفتن اشتدّت، والأرض فسـدت، والـمـفـاسد

اور مفاسد اور برائیوں کے ظہور اور مومن مسلمانوں کی کمزوری کے وقت حضرت عزت اور آستانۂ وحدت کی طرف سے آیا ہوں۔ اور یہ خدائے رحیم اور مولیٰ کریم کی سنت جاریہ ہے کہ وہ ہر صدی کے سر پر مجدّد مبعوث کرتا ہے تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس صدی میں جبکہ ظلمت کی گھٹاٹوپ تہیں چھائی ہوئی ہیں اور گمراہی کا طوفان چڑھ آیا ہے تو وہ کسی کو مبعوث نہ کرے، کیا اللہ ارحم الراحمین نہیں ہے؟ اور تم دیکھتے ہو کہ لوگ عیسائیوں کے بنائے ہوئے گڑھے میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ اور وہ (مسلمان) کس طرح مدہوشوں کی مانند عیسائیوں پر جھکے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کے دین متین سے باہر نکل گئے ہیں۔ کیا تم نے میرے سوا بھی کسی کے متعلق سنا ہے کہ جو اُن آفات کی اصلاح کے لئے آیا ہے یا تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ اس امت کو ان صدمات کے وقت میں بھول گیا ہے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم سوچتے نہیں اور تم دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے یا تم پر دوسرے غم ایسے سوار ہوئے ہیں کہ تم توجہ نہیں کرتے؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور اپنے بندہ کو رسوا نہیں کرتا، پس اگر تم سوچنے والے ہو تو سوچو۔

اے معزز لوگو! یقیناً فتنے شدت میں بڑھ گئے ہیں اور زمین بگڑ گئی ہے اور مفاسد کی

كثرت، وعلا فی الأرض حزب المتنصّرين. وقيل لهم مرارًا لا تجعلوا مَيتًا إلٰهًاغفّارًا، واتقوا اللّٰه مُحاسبًا قهّارًا، فما خافوا اللّٰه وأصرّوا على كفرهم متشدّدين. هنالک اقتضتْ أحديّته، وقضت غيرته أن يكسر صليبَهم، ويُبطل أكاذيبهم، ويوهن كيد الخائنين.

فكلّمني وناداني وقال: "إني مرسلک إلى قوم مفسدين، وإني جاعلک للنّاس إماما , وإني مستخلفک إكراما، كما جرت سُنّتي في الأولين". وخاطبني وقال: "إنک أنت مني المسيح ابن مريم، وأُرسلتَ ليتمّ ما وعَد من قبلُ ربُّک الأكرم، إن وعده كان مفعولا وهو أصدق الصّادقين". وأخبرني أنّ عيسٰى نبی اللّٰه قد مات، ورُفع من هذه الدّنيا ولقی الأموات، وما كان من الراجعين،

کثرت ہوگئی ہے اور انصار کا گروہ زمین پر غالب آ گیا ہے اور ان کو بار بار کہا گیا ہے کہ تم ایک مردہ کو بخش دینے والا خدا مت بناؤں۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو کہ محاسبہ کرنے والا اور قھّار ہے مگر وہ اللہ سے نہ ڈرے اور انہوں نے بڑی شدت سے اپنے کفر پر اصرار کیا۔ تب اس کی وحدانیت نے تقاضا کیا اور اس کی غیرت نے فیصلہ کیا کہ ان کی صلیب کو توڑ دیوے اور ان کی جھوٹی باتوں کا باطل ہونا ثابت کرے اور خائن قوم کی تدبیروں کو کمزور کر دے۔

پس وہ مجھ سے ہم کلام ہوا اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تجھے لوگوں کے لئے پیش رَو بناؤں گا۔ اور میں تجھے اکرام سے خلیفہ مقرر کرتا ہوں جیسا کہ پہلے لوگوں میں میری سنت رہی۔'' اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ''تو ہی میری طرف سے مسیح ابن مریم ہے اور اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تا وہ جو وعدہ تیرے ربّ اکرم نے پہلے سے کیا ہوا تھا وہ پورا ہو۔ اُس کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر سچا ہے۔'' اور اس نے مجھے بتایا کہ عیسیٰ نبی اللہ وفات پا چکا ہے۔ اور اس دنیا سے اُٹھایا گیا ہے اور وفات یافتگان سے جا ملا ہے اور وہ (دنیا میں) واپس آنے والا نہیں،

﴿۸۰﴾

بـل قـضـى الـلّـه عـليـه الموت وأمسكه، ووافاه الأجل وأدركه، فـمـا كـان لـه أن ينـزل إلا بروزًا كـالسّـابـقين. وقـال سُبحَانـهُ: "إنک أنـت هو فی حُلل البروز، وهذا هو الـوعـد الحق الذی كان كالسرّ المرموز، فاصدَعْ بما تُؤمَر ولا تـخَفْ ألسـنةَ الـجـاهـلـين، وكـذالک جـرت سـنّة اللّـه فی المتقدمين. فلما أخبرتُ عن هذا قـومـی، قـامـت عـلماء هم لِلَعْنی ولَـوْمـی، وكـفّـرونـی قبـل أن يـحـيـطـوا قـولـی، ويَزِنوا حولی، وقـالوا دجّـال ومن الـمـرتدّين. وسـلّطوا عـلـیّ أوقَحَهم وأدَمَّهم، وحـرّقـوا عـلـیّ أرَمَّهـم كالسّباع والتـنّيـن. فتَـكَـادَنـی شرُّهـم وتـضـوّرتُ، وغـلـوا وصبـرت، واستبـاحـوا أعـراضـنـا ودماءنا

بلکہ اللہ نے اس کی موت فیصلہ صادر فرما دیا ہے اور اسے (رجوع الی الدنیا سے) روک لیا ہے۔ اور اس کی اَجل نے اسے آ لیا ہے۔ پس اب وہ پہلوں کی طرح صرف بروزی رنگ میں دنیا میں آ سکتا ہے۔ اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا کہ بروزی طور پر تو ہی اس کے مقام پر فائز ہے۔ اور یہ وہ سچا وعدہ ہے جو ایک ایسے بھید کی طرح تھا جس کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔ پس جس بات کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اسے خوب کھول کر بیان کر اور جاہلوں کی زبان درازیوں سے نہ ڈر اور پہلوں میں بھی خدا کی سنت ایسے ہی جاری رہی ہے پس جب میں نے اپنی قوم کو اس بات سے آگاہ کیا تو ان کے علماء مجھے لعنت وملامت کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور میری بات کو سمجھنے سے پہلے اور اور میری طاقت کا اندازہ کرنے سے پہلے ہی مجھے کافر قرار دینے لگے اور ان لوگوں نے کہا کہ یہ دجّال ہے اور مرتدوں میں سے ہے۔ اور انہوں نے مجھ پر بے حیائی اور بدصورتی میں سبقت لے جانے والے کو مسلّط کر دیا اور درندوں اور اژدھوں کی طرح مجھ پر اپنے دانت پیسے اور نقصان پہنچانے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ اور ان کی شرارتوں نے مجھے اس قدر دبایا کہ میں پریشان ہو گیا اور وہ بھڑکتے رہے جبکہ میں نے صبر کیا۔ انہوں نے ہماری عزتوں اور خون

وكانوا فيه من المفرِطين. وقال كبيرهم الذى أفتٰى، وأغوى الناس وأغرٰى إنّ هٰؤلاء كَفَرة فَجَرة، فلا يسلِّم عليهم أحد، ولا يتبع جنازتهم، ولا يُدفَنوا فى مقابر المسلمين. فلما رأيتهم كالعمين المحجوبين، ورأيت أنهم جاوزوا الحدّ وآذوا الصّادقين، ألّفتُ لهم كتبا مفحمة ورسائل نافعة للطالبين. فما كان لهم أن يستفيدوا أو يقبلوها وما كانوا متدبرين. وقاموا للردّ فلم يقدروا عليه، وصالوا للإهانة فردّها اللّٰه عليهم، فجلسوا متندمين. وعاندوا كل العناد، وأفسدوا كل الفساد، وحسبوا أنهم من المصلحين. وإن غُلُوَّهم الآن كما كان، وما لهم عندى

کو مباح قرار دیا اور اس کام میں بہت بڑھ گئے۔ اور ان کی سب سے بڑے نے جس نے
﴿٨١﴾ کہ فتویٰ دیا تھا اور لوگوں کو دھوکا دیا تھا کہا کہ یہ لوگ کافر، فاجر ہیں۔ انہیں کوئی سلام نہ کرے اور نہ کوئی ان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور نہ یہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے جائیں۔ پس جب میں نے ان کو اندھوں، حق سے محروموں کی طرح دیکھا اور میں نے دیکھا کہ وہ حد سے گزر گئے ہیں اور صادقوں کو تکلیف دیتے ہیں تو میں نے ان کے منہ بند کرنے والی کتابیں اور حق کے طالبوں کے لئے رسائل لکھے لیکن ان کو ان سے استفادہ کرنا اور فائدہ اُٹھانا نصیب نہ ہوا اور وہ تدبیر کرنے والے نہ تھے۔ اور وہ جواب دینے کے لئے کمربستہ ہوئے مگر انہیں جواب دینے کی قدرت نہ ہوئی۔ اور انہوں نے توہین کرنے کے لئے حملہ کیا مگر اللہ نے اسے ان پر ہی اُلٹا دیا، اس پر وہ شرمندہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے ہر طرح سے دشمنی کی اور بہت فساد کیا اور خود کو اصلاح کرنے والا گمان کیا۔ ان کی یہ سرکشی آج بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھی۔ میری طرف سے ان کے لئے

إلا المداراة والإدراء ، والصّبر
والدّعاء ، وإنا نصبر إلى أن
يحكم اللّٰه بيني وبينهم وهو خير
الحاكمين. وما كان عندهم
عُذر إلا قطعتُه، وما شكّ إلا
قلعتُه، وما كانت دعوتي إلَّا
بنصوص الآثار وكتاب مبين.
وليسوا سواءً ا من العلماء
والفقراء فمنهم الذين يخافون
حضرة الكبرياء ، و لا يَقْفُون
ما ليس لهم به علم ويخشون
يوم الجزاء ، وَيفوّضون الأمر ﴿۸۲﴾
إلى اللّٰه ذي الجلال والعلاء ،
ويقولون ما لنا أن نتكلم في
هٰذا وما أوتينا علم عواقب
الأشياء ، إنا نخاف أن نكون
من الظالمين. أولئک الذين
اتقوا ربّهم فسيهديهم اللّٰه، إنه
لا يضيع الخاشعين. وأمّا الذين

مروّت ، حق کو سمجھانا اور صبر اور دعا ہے۔ اور ہم اس وقت تک صبر کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ان کے پاس کوئی ایسا عذر نہیں جسے میں نے توڑ نہ ڈالا ہو اور کوئی ایسا شک نہیں جس کی میں نے بیخ کنی نہ کی ہو۔ اور میری تبلیغ تو صرف قرآن کریم اور احادیث و آثار پر مبنی ہے اور علماء اور زاہدین سب برابر نہیں ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو حضرت کبریاء سے ڈرتے ہیں اور جس بات کا انہیں علم نہیں ہوتا اس معاملے کے پیچھے نہیں پڑتے اور یومِ جزا سزا سے ڈرتے ہیں اور معاملہ کو اللہ بزرگ و برتر کے سپرد کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم اس بارہ میں بات کریں اور ہمیں ان امور کے نتائج کا علم نہیں دیا گیا۔ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم ظالم نہ ہو جائیں، یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں پس اللہ ان کو ہدایت نصیب کرے گا بے شک وہ فروتنی اختیار کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جب کہ وہ لوگ جو

لا يخشون الله ولا يتركون سبل الأهواء، ويُخلِدون إلى خبيثات الدنيا ولا تبالى قلوبهم عالَم القدس والبقاء، ولا يرون ما يخرج من أفواههم من كلمات الكبر والخيلاء، ولا يعيشون عيشة الأتقياء، ويجعلون الدنيا أكبر همِّهم، والبخل أعظم مقاصدهم، ويمشون فى الأرض مشى المرح والاعتداء، فأولئك الذين نسوا أيام الله ومواعيده. ويئسوا من يوم الصّادقين، واختاروا سبيل المفسدين. لا يزهَدون فى الدنيا ويموتون للفانيات، ولا يتحلّون بحُلِيِّ العفّة والتقاة، وحسنِ الخلق ورزانة الحَصاة، ولا يدخلون الأمور بالقلب المزؤود، ويجترؤون على

خوف خدا سے کام نہیں لیتے اور نفسانی خواہشات کی راہوں کو ترک نہیں کرتے اور دنیا کی خبیث چیزوں پر گرتے ہیں اوران کے دل عالم قدس اور دارالبقاء کی کوئی پروانہیں کرتے اور جو کچھ ان کے منہ سے تکبر اور گھمنڈ کے کلمات نکلتے ہیں ان کی طرف دھیان نہیں دیتے اور نہ ہی متقیوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔اور دنیا ہی کو اپنا سب سے بڑا ہم وغم اور بخل کو اپنا سب سے بڑا مقصد بنا لیتے ہیں۔اور وہ زمین میں تکبر اور ظلم کی چال چلتے ہیں۔تو یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دنوں اور وعدوں کو بھلا چکے ہیں اور صادقوں کے دن سے مایوس ہو چکے ہیں اور انہوں نے مفسدوں کی راہ اختیار کی۔ وہ دنیا میں زہد اختیار نہیں کرتے اور فانی چیزوں کے پیچھے مرے جاتے ہیں اور عفت و پرہیزگاری، حُسنِ خُلق اور دانش مندی کے ذریعہ سے خود کو آراستہ نہیں کرتے اورلرزاں وترساں دل کے ساتھ کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالتے اور اللہ کے محارم اور حدود کے مقابل پر بے باکی دکھاتے ہیں۔

مـحـارم الـلّٰـه والـحدود، فلمّـا زَاغـوا أزاغ الـلّٰـه قلوبهم، وختم ﴿۸۳﴾
عـلـى آذانهـم، فـصـاروا مـن الـمـحـرومـين. وإذا قيـل لهـم آمِـنـوا بـمـا ظهـر من وعد اللّٰـه، قـالوا: أيـن ظهـر وعـد الله؟ وما نـزل ابن مريم وما رأينا أحدًا من الـنّـــازلـيـن، بـل إنـا نـحـن مـن المنتظرين. وهم يقرء ون كتاب الـلّٰـه ثـم يـنسون مـا قرء وا، ولا يتـدبـرون كَـلِـمَ الله بل ينبذونها وراء ظهـورهـم، ومـا كـانـوا مـعِنين. والـعـجب كل العجب أنهـم يـقولون إنا آمنّا بآيات الله ثـم لا يـؤمـنـون، ويـقـولـون إنـا نتبـع صـحف الـلّٰـه ثم لا يتبعون. ألا يقرؤون فـي الكتاب الأعلى مـا قـال الـلّٰـه فـي عيسٰى إذ قال: يَـا عِيسٰـى إِنِّـي مُتَـوَفِّيكَ. وقال:

پس جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کوٹیڑھا کر دیا اوران کی شنوائی پر مہر کر دی۔ پس وہ محروم لوگوں میں سے ہو گئے۔اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ جو اللہ کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ کہاں اللہ کا وعدہ ظاہر ہوا ہے؟ اور نہ تو ابن مریم نازل ہوا ہے اور نہ ہی ہم نے کسی کو اُترتے دیکھا ہے۔ بلکہ ہم تو انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ کی کتاب بھی پڑھتے ہیں پھر بھی وہ اُسے بھول جاتے ہیں جو انہوں نے پڑھا اور اللہ کے کلمات پر تدبر نہیں کرتے بلکہ انہیں اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیتے ہیں۔ اور وہ ہرگز غور کرنے والے نہیں۔اور بہت ہی تعجب کی بات ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی آیات پر ایمان لائے پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے صحائف کی پیروی کرتے ہیں پر نہیں کرتے۔ کیا وہ عالی شان کتاب یعنی قرآن کریم میں نہیں پڑھتے جو اللہ نے عیسیٰ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ’’ یَـا عِیْسٰـی اِنِّـیْ مُتَوَفِّیْکَ ‘‘ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی، وما قال: ’’إنّی مُحْیِیکَ‘‘. فمِن أین عُلِمَ حیاۃ المسیح بعد موتہ الصریح؟ یؤمنون بأنّہ لقی الأموات، ثم یقولون ما مات. تلک کلمٌ متہافتۃ متناقضۃ، لا ینطق بہا إلا الذی ضلّت حواسہ، وغرَب عقلہ وقیاسہ، وترَک طریق المہتدین. یا أسفا علیہم! إنّہم اتفقوا علی الضلالۃ جمیعًا، و خلّطوا فی الکلام تخلیطًا شنیعًا. فکیف نقبل قولہم الذی یخالف القرآن؟ و کیف نسلّم وَهُمَهُم الذی لا یشفی الجَنان؟ أ نقبل خرافاتہم الّتی لیست معہا حجۃ قاطعۃ، و لا دلائل مقنعۃ واضحۃ؟ أیصدر مثل ذالک مِنْ رجل یخاف الرحمٰن، ویتقی الضّلالۃ والخسران؟ ألیس مِن بعد ھذہ

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ ۔یعنی جب تو نے مجھے وفات دے دی اور اس نے نہیں فرمایا کہ ’’اِنِّیْ مُحْیِیْکَ‘‘ کہ میں تجھے زندہ کروں گا۔ پس مسیح کی صاف، واضح موت کے بعد مسیح کی زندگی کا کیسے پتہ چلا؟ وہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ (حضرت عیسیٰؑ) وفات یافتگان سے جا ملے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ وہ فوت نہیں ہوئے۔ یہ باتیں باہم مخالف اور متناقض ہیں ایسی باتیں صرف وہی کرسکتا ہے جس کے حواس مختل ہو گئے ہوں اور اس کی عقل وفہم قائم نہ رہی ہو اور اس نے ہدایت یافتہ لوگوں کا طریق ترک کر دیا ہو۔ ہائے ان پر افسوس! وہ سب کے سب گمراہی پر متفق ہو گئے اور پاک کلام کو بُرے طریق پر ﴿۸۴﴾ خلط ملط کر دیا۔ ہم ان کا وہ قول کیسے قبول کر سکتے ہیں جو قرآن کے مخالف ہے اور ہم ان کے اس وہم کو کیسے قبول کریں جو دل کی تشفی نہیں کرتا۔ کیا ہم ان کی ایسی خرافات کو قبول کر لیں جن کے ساتھ کوئی قطعی حجت نہیں اور نہ ہی قطعی واضح دلائل ہیں۔ کیا ایسی باتیں اس شخص کے منہ سے نکل سکتی ہیں جو خدائے رحمٰن سے ڈرتا ہو اور گمراہی اور گھاٹے سے بچتا ہو۔ کیا اس دنیا کے بعد

الـدنيـا يوم الدّين؟ وهل ترون يا
معشر الأشراف، أن نقبل أمانيّهم
ونـعـدل عـن خطة الإنصاف، أو
نتبع غرورهم وجهلهم وخدعهم
بعد ما أرانا اللّٰه صراطًا مستقيمًا،
ورزقـنا نهجًا قويمًا، وعلّمنا سُبُل
العارفين. وكـم من أمور أُخفيتْ
عـلـى الـنّـاس حـقائقها، وسُترتْ
حِـكـمهـا ودقـائـقها، ثم كُشفتْ
عـلـى رجـال آخـريـن خـفـاياها،
وفهّـمهم اللّٰه أضلاعها وزواياها.
إنـه يُـظهِـر عـلـى غيبه من يشاء،
ويـفتح عين من يشاء ويجعل من
يشاء من الغافلين.
أليس اللّٰه بقادر على أن يجتبى
مثـلـى بـعـنايته، ويعطى درايةً من
درايته؟ ولـلّٰـه أسـرارٌ فـى أنبائه، ﴿۸۵﴾
وحِـكـم تـحـت قـضائه، وإن فى
أقـوالــه حِـكـم روحــانية تضلّ

جزاسزا کا دن نہیں؟ اے معززین کے گروہ کیا تم یہ رائے رکھتے ہو کہ ہم ان کی آرزوئیں قبول کر لیں گے اور انصاف کے مقام سے ہٹ جائیں گے یا ہم اللہ کے سیدھی راہ (صراط مستقیم) دکھا دینے کے بعد بھی ان کے غرور، جہالت اور دھوکے کی پیروی کریں گے۔ حالانکہ ہم سیدھا راستہ عطا کئے گئے اور ہمیں عارفوں کی راہیں سکھائی گئیں۔ کتنے ہی ایسے امور ہیں جن کے حقائق لوگوں سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں اور ان کے دقائق اور حکمتیں بھی پردہ میں ہیں۔ پھر ان دقائق وحقائق کے بھید دیگر مردوں پر کھولے گئے اور اللہ نے انہیں ان امور کے اضلاع وخطوط سمجھائے۔ پس وہ جس پر چاہتا ہے اپنا غائب ظاہر کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے چشم وا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے غافلوں میں سے بنا دیتا ہے۔

کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ مجھ کو اپنی عنایت سے چن لے اور اپنے علم میں سے عنایت کرے اور اللہ کی پیشگوئیوں میں اسرار اور اس کے فیصلوں میں حکمتیں (پوشیدہ) ہوتی ہیں۔ اور اس کے اقوال میں روحانی حکمتیں ہوتی ہیں جہاں پر

عندها عقول الفلاسفة، ولا يُظهِر علـى غيبـهٖ أحدًا إلّا الذى طهّره بيد القـدرة، أ أنتـم تـحيـطون أسـراره أو تـجادلونه معترضين؟ وكم من الـصـلحاء رغبوا فى أن ينظُروا مَن أنتم تنظُرون، ويجدوا مـا أنتـم تـجدون فلَمْ يتّفق، حتى مـضوا بسبيلهم وماتوا متأسّفين. ثـم جـاء اللّٰـه بـكـم وأقـامكم مـقـامهـم، فـأدركتـم وقتًا مـا أدركـوه، وآنستـم عبـدًا مـا آنسوه. فـاشكروا اللّٰه الرحمٰن، الـذى مَـنّ عـليـكـم وأسبـغ الإحسـان، وخـذوا نـعم اللّٰـه ولا تـعـرضـوا عن قبولها، ولا تردّوا نعمة اللّٰه بعد نزولها، ولا تكونوا أوّل الـمعرضين. و اتّقوا يا معشر الـكرام سُخْطَ اللّٰه العزيز العلّام، ولا تعاندوا ولا تستعملوا البُهْتَ

فلسفیوں کی عقلیں راہ سے ہٹ جاتی ہیں۔ اور وہ صرف اسی کو اپنے غیب سے مطلع کرتا ہے جسے اس نے اپنے دستِ قدرت سے پاک کیا ہو۔ کیا تم اُس کے اسرار کا احاطہ کر سکتے ہو یا اعتراض کرتے ہوئے اس سے لڑ سکتے ہو؟ اور کتنے ہی ایسے صلحاء گزرے ہیں جو کہ اسے دیکھنے کی تمنا رکھتے تھے جسے تم دیکھ رہے ہو اور وہ پانے کی انہیں خواہش تھی جو تم نے پا لیا ہے لیکن ایسا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ افسوس کرتے ہوئے گزر گئے اور فوت ہو گئے۔ پھر اللہ تم کو لے آیا اور تمہیں ان کا قائم مقام کیا، اور تم نے وہ زمانہ پا لیا جسے وہ نہ پا سکے اور تم نے اُس بندہ کو دیکھ لیا جسے وہ نہ دیکھ سکے۔ پس تم رحمٰن خدا کا شکر ادا کرو جس نے تم پر احسان کیا اور اپنے احسانات تم پر پورے کئے۔ پس تم اللہ کی نعمتوں کو پکڑ لو اور ان کو قبول کرنے سے اعراض نہ کرو۔ اور اللہ کی نعمت کے نزول کے بعد اسے ردّ نہ کرو۔ اور سب سے پہلے رُوگردانی کرنے والے نہ بنو۔ اے معززین کے گروہ! اللہ بزرگ و دانا کی ناراضگی سے بچو۔ اور عوام الناس کی طرح ہٹ دھرمی، الزام تراشی

وسوءَ التميّز كالعوام، وقوموا لله شاهدين. وانظروا أيّدكم الله نظرًا شافيًا، وأمعِنوا إمعانًا كافيًا بالفراسة الإيمانية والرؤية الروحانية فإن أولياء ﴿٨٦﴾ الله يُعصَمون مِن كل زيغٍ وَمَيلٍ، ولا يشوب مَعينَهم غثاءُ سيل، وتحفظهم عين الله مِن طُرق الضّالين. أ ترون دليًلا، يا معشر الصّلحاء في أيدى الأعداء لنقبَله منهم من غير الإباء، وننقاد لهم فيه كالخدماء التابعين؟ فإنا لا نعاند الحقّ إذا تجلّى، ولا نردّه من حيث أتى، ونعلم أن الحكمة ضالّة مَن تزكّى، فنأخذها ولا نأبى، ونعوذ بالله أن نكون من الجاهلين.

وقد علمتم يا معشر الأعزّة، أنّ "مالِك" الذى كان أحد من

اور بدتمیزی نہ کرو اور اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تمہاری مدد فرمائے۔ اطمینان بخش نگاہ سے غور کرو اور ایمانی فراست اور روحانی آنکھ سے خوب غور کرو۔ یقیناً اولیاء اللہ ہر کجی اور انحراف سے بچائے جاتے ہیں اور ان کے جاری صاف پانی میں سیلاب کی خس وخاشاک نہیں ہوتی۔ اور اللہ کی نگاہ انہیں گمراہوں کے راستوں سے بچائے رکھتی ہیں۔ اے صلحاء کے گروہ! کیا تم دشمنوں کے ہاتھ میں کوئی دلیل دیکھتے ہو جسے ہم بغیر کسی انکار کے قبول کر لیں؟ اور اس بارے میں ہم ماتحت خدّام کی طرح ان کی اطاعت کریں؟ اور جہاں سے بھی حق آئے ہم اسے ردّ نہیں کرتے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ حکمت کی بات باطن کو پاک کرنے والے شخص کی میراث ہے۔ پس ہم اسے لے لیتے ہیں اور انکار نہیں کرتے اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں کہ ہم جاہلوں میں سے ہو جائیں۔

اے معززین کے گروہ! تم جانتے ہو کہ امام مالک جلیل القدر ائمہ میں سے ایک تھے۔

الأ ئمّة الأجلّة ، كان يعتقد بموت
عيسٰى، وكذٰلك "ابن حزم"
المشهود عليه بالعلم والتقوىٰ،
وكذلك كثير من الصالحين.
فما كنتُ بدعًا في هٰذا وما كنت
من المتفردين. وما جئت في
غير وقتٍ، ألا تعرفون وقت
المجدّدين؟ ألا ترون أن السماء
للرَجْع تهيّأتْ، والأرض
أَجُعَلتْ؟ وكانتا رَتْقًا فالأرض
فُتِقتْ، ثم السّماء فُتِحتْ، و
الكلمة تمّتْ، فقوموا وانظروا
إن كنتم ناظرين. وما كان اللّٰه أن
يخلف وعده وإنه أصدق
الصّادقين. ولِلّٰهِ دقائق في
أسراره، واستعارات في أخباره،
أ أنتم تحيطونها أو تنكرون
كالمستعجبين؟ وكم من أفعال
اللّٰه سُترتْ حقائقها، وشُوّه

وہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے معتقد تھے، اسی طرح
ابن حزم جن کے علم اور تقویٰ کی گواہی دی جاتی ہے
(اسی اعتقاد پر تھے) اسی طرح صالحین میں سے
بہت سے افراد عیسیٰؑ کی موت کے معتقد تھے۔ یہ
وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے میں مَیں کوئی پہلا شخص نہیں
ہوں اور نہ ہی اس عقیدہ میں مَیں اکیلا ہوں۔ اور
میں بے وقت نہیں آیا۔ کیا تم مجدّدین کے (آنے
کے) وقت کو نہیں جانتے؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ
آسمان موسلا دھار برسنے کو تیار کھڑا ہے اور زمین
اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور وہ دونوں
(زمین و آسمان) آپس میں گٹھڑی کی صورت بند
تھے۔ پس زمین کو پھاڑ کر الگ کیا گیا پھر آسمان کو
کھول دیا گیا اور بات پوری ہوگئی۔ پس اُٹھو اور ﴿۸۷﴾
دیکھو اگر تم دیکھنے والے ہو۔ اور اللہ اپنے وعدہ کی
خلاف ورزی کرنے والا نہیں اور وہ سب سچوں سے
بڑھ کر سچا ہے۔ اور اللہ کے اسرار میں باریک نکات
اور اس کی پیشگوئیوں میں استعارات ہوتے ہیں۔
کیا تم نے ان سب کا احاطہ کر لیا ہے یا تم تعجب
کرتے ہوئے انکار کرتے ہو۔ اور اللہ کے کتنے ہی
کام ہیں جن کے حقائق پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔

وجهُها وأُخفِيَ حدائقها، ودُقّقت لطائفها ودقائقها، حتى ضلّت عندها عقول العاقلين، وعجز عن إدراكها فكر المتفكّرين. وأنتم تعلمون أن شأن أقوال اللّٰه ليس متنزّلًا من شأن أفعال اللّٰه، بل هما من منبع واحد، وأحدهما للآخر كشاهد. فتلك من الوصايا النافعة للطّالبين، أن ينظروا إلى أفعال اللّٰه متأمّلين، ثم يقيسوا الأقوال على الأفعال متدبرين، فإن إمعان النظر فی النظائر من أقوىٰ مجالب العلوم، وأشدّ وطأً للأوهام التی تعصِف كالسّموم، فلأجل ذلک رأينا أن نكتب هٰهنا بعض أفعال الربوبية، الذی تحيرت فيها عقول الفلاسفة، فأضاع أكثرهم

اوران کے چہرے بگاڑ دیئے گئے ہیں۔ اوران کے باغات چھپا دیئے گئے ہیں اور ان کے لطائف و دقائق کو باریک در باریک کر دیا گیا ہے، یہاں تک کہ عقلمندوں کی عقلیں اس مقام پر بھٹک گئیں اور سوچنے والوں کی سوچ ان امور کے اِدراک سے عاجز آ گئی اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اقوال کی شان رتبہ میں اللہ کے افعال کی شان سے ہرگز کمتر نہیں ہے بلکہ اُن دونوں کا منبع ایک ہی ہے اوران میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے گواہ کے طور پر ہے اور یہ امور حق کے طالبوں کے لئے فائدہ مند نصائح ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کو بنظرِ غور دیکھیں پھر اقوال کا قیاس افعال پر متدبرانہ انداز میں کریں کیونکہ نظائر کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا تحصیل علم کے لئے سب سے قوی ترین ذریعہ ہے اوران اوہام کی بیخ کنی میں سب سے تیز ہے جو اوہام بادِ سموم کی مانند تیز چلتے ہیں ،اسی لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موقع پر ربوبیت کے بعض افعال تحریر کریں۔ جن کی وجہ سے فلسفیوں کی عقلیں حیرت میں پڑ گئی ہیں۔ پس ان میں سے اکثر

الصراط وما كانوا مهتدين فمنها ما يوجد تفاوُت المدارج في أفعال الرب الكريم، والمولى الرؤوف الرحيم لأنه خلق مخلوقه على تفاوُت المراتب، فجعل قوما مورد المراحم، والآخرين محلّ المعاتب، وما جعلهم في شأنهم متحدين. مثلا إنكم ترون امرأة تموت بعلها ويتركها حاملة ضعيفة، فترٰى حولها نكبة ومصيبةً، لا يُوحِّم أحدٌ وِحامَها، ولا يحصل لها لطرفة عين مَرامُها، ولا تجد طِمْرًا للارتداء، ولا تمرًا للاغتذاء، بل لا يحصل لها جَوْبٌ تستر بها صدرها، فتقصد عاشبةً و تجعَل كمِجْولٍ جُدَرَها، تَكنَبُ يداها من الرحٰى، والمُخَدَّمة تُجرَح من شوك الفلا، وتعيش كإماء الظالمين. ثم تَخدُجُ وتلِد صبيًّا

راستہ کھو بیٹھے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوئے۔ پس اس نے ایک قوم کو تو مورد رحم بنایا تو دوسری کو عتاب کا اور انہیں ایک حال پر اکٹھا نہیں کیا۔ مثال کے طور پر تم ایک عورت کو دیکھتے ہو کہ اس کا شوہر اسے حاملہ ہونے کی حالت میں کمزور چھوڑ کر مرجاتا ہے اور وہ عورت اپنے اِردگرد بےبسی اور مصیبت دیکھتی ہے کوئی اس کے حمل کی حالت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور ایک لمحے کے لئے بھی اس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اور تن ڈھانپنے کے لئے اسے بوسیدہ چادر بھی نہیں ملتی۔ اور نہ کھانے کے لئے کھجور ملتی ہے اور اسے سینہ ڈھانپنے کے لئے قمیص بھی نہیں ملتی۔ پس وہ گھاس والی زمین کا رُخ کرتی ہے اور گھاس سے اپنا لباس بنا لیتی ہے۔ چکی پیس پیس کر اس کے ہاتھ کھردرے ہو جاتے ہیں اور جنگل کے کانٹوں سے اس کی پنڈلیاں زخمی ہو جاتی ہیں اور وہ ظالموں کی لونڈی کی طرح زندگی گزارتی ہے۔ پھر وہ شدتِ دردِ زِہ، تنگیٔ تنفس اور انتہائی تکلیف ﴿۸۸﴾

نَغّاشًا مقصوعًا أعمٰى ناقِصَ
الخِلْقة ، بعد شدّة المخاض
وضِيق النفس والكُربة. فيرى
الصبىُّ مِن ساعة تولُّده أنواعَ
المحن والصعوبة، لا يحصُل
خُرْسةٌ لِأُمِّه النُفساء ، ليزيد لبنها
ويكفى للاغتذاء ، فيمصّ ثديها
ثم يترك قبل الحَساء . ولما
بلَغ أشُدَّه و بلغ الحُلم التامّ ﴿٨٩﴾
وأكمل الأيّام، يدخل فى الغلمان
والخدّام، ويستخدمه شَكِسٌ
زُعْرُورٌ من الليام، أو يؤخذ قبل
البلوغ ويباع كالأنعام؛ ثم يحمِل
متاعب الخدمة مع شوائب
الوحدة. وقد يُلجِئه صفرُ اليد
إلى كافرٍ سَمّادٍ لطلبِ سَدادٍ
فيأتيه كسَجّادٍ ولو كان أبا
فرعون وشدّادٍ، فيدخل فى
خَدَمِهٖ كالعبيد من العَوز المُبيد.

کے بعد، قبل از وقت ناقص الخلقت، پستہ قد
اندھے بچے کو جنم دیتی ہے اور وہ بچہ پیدائش کے
وقت سے ہی قسما قسم کے رنج اور مشکلات دیکھتا
ہے اور اس کی ماں کو زچگی کے دَوران خاص
خوراک حاصل نہیں ہوتی جس سے اس کا دودھ
بڑھے اور بچے کی غذا کے لئے کافی ہو جائے۔
وہ اس کے پستان چوستا ہے اور پیٹ بھرنے
سے قبل چھوڑ دیتا ہے۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو
پہنچتا اور پورا جوان ہو جاتا ہے اور نوکروں
چاکروں میں داخل ہو جاتا ہے اور بدخو شریر
النفس شخص اس سے خدمت لیتا ہے یا بلوغت
سے قبل اسے پکڑ لیا جاتا اور چوپایوں کی طرح
فروخت کر دیا جاتا ہے۔ پھر تنہائی کی آلائشوں
کے ساتھ خدمت گار کی تکلیف بھی اُٹھاتا ہے اور
بسا اوقات اس کی تنگدستی اسے مجبور سرکش کافر
کی طرف حاجت روی کے لئے لے جاتی ہے۔
اور وہ اس کے پاس بہت فرمانبردار بن کر
آجاتا ہے خواہ وہ (فطرتاً) فرعون و شدّاد
کا باپ ہو۔ وہ اپنی تباہ کن بے کسی کی وجہ
سے اس کے غلاموں میں داخل ہو جاتا ہے

وربـمـا يسبّـه مولاه ويضربه، أو يـديـر عـليـه عـصـاه فيُـجنّبـه، ويؤاخذه على أنه لِمَ غاب لطرفة عيـن أو فـرَّ، وهـو إذ ذاك صبيٌّ أبـلَـهُ لا يـعـلـم الخير ولا الشر، ويقال مثلا: أَحْثِ في الثفيّة ، فإنْ لـم يُـحْسِـنِ الـفِعلَ فيلطمون أو يَتَهــرَّون عــلــى الـخـطيّة، ولا يرضون بأن يأكل، وأكلُه يُغضِب الـمـحـفلَ ولو أكَل أدنى الطعام وطَهُـفَـلَ، ويفتّشون النَطَفَ، ولا يـوجـد مَن عطَف. فيلقٰى مِن كل جهةٍ التَـــــرَحَ والبَـــــرَحَ ، ولا تـلقى الـفَرَحَ ، فـقـد يُـضرَب على سَـحْـقِ الأبـازيـر عـلـى المِداك ، وقـد يُلطَم على مكثٍ في الاستتاك. يـؤتـونــه مــا خـلَـف مـن كُـدادةِ المطعومات، وبلغ إلى الإيْهات، أو يتـركـونـه جـائعًا كالصّائمين.

اور بسا اوقات اس کا آقا اسے مارتا اور گالیاں دیتا ہے یا اُسے ڈنڈے سے مارتا اور اس کی پسلیاں توڑ دیتا ہے اور اس پر گرفت کرتا ہے کہ وہ کیوں ایک لمحہ کے لئے غائب ہوا یا بھاگا حالانکہ وہ ایک نادان بچہ ہوتا ہے جو بُرے بھلے کی تمیز نہیں رکھتا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ ''چولہے میں اُپلے ڈالو'' اگر وہ اس کام کو اچھے طور پر نہیں کرتا تو وہ اُسے تھپڑ مارتے ہیں اور اُس کی غلطی پر اُسے ڈنڈے مارتے ہیں۔ وہ اُس کے کچھ بھی کھانے پر راضی نہیں ہوتے اور اس کا کچھ کھا لینا اہل محفل کو غصّہ دلاتا ہے۔ خواہ اس نے ادنیٰ درجہ کا کھانا ہی کھایا ہو یا چڑی کی روٹی کھائی ہو۔ اور وہ اس کی غلطیوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور کوئی اس پر ترس نہیں کھاتا۔ وہ ہر جانب سے غم اور سختی کا سامنا کرتا ہے اور اُسے کوئی خوشی نہیں ملتی۔ اُسے گرم مصالحہ پیسنے پر بھی اچھی طرح مارا جاتا ہے اور کبھی ازار بند ڈالنے میں تھوڑی تاخیر پر تھپڑ مارے جاتے ہیں۔ وہ اسے گلا سڑا کھانا کھانے کو دیتے ہیں جو متعفن ہو چکا ہو یا روزہ داروں کی طرح اسے بھوکا چھوڑ دیتے ہیں۔ ﴿۹۱﴾

يشـرب مـن بـالـوعة يجتنِبها الـدّواب، ويـأكـل مـن متأبّسات يــأنَف مــنهــا الـكــلاب، إذا أجـدب الـمُـلک فهـو أوّل الأغـراض، وإذا نـزل وبـاءٌ فهو مـوردّ الأمـراض. وإذا بُـدِءَ الأطـفـالُ فهـو كـعصفٍ مأكول، وإذا أَبُـدَؤوا فهو بَقِىَ كمخدول، لا يـقـدر عـلـى أكـل العَضـاض، وإذا جُـرِحَ فـلا يَـظهـر أريـكةُ الـجُرُحِ، ولا يَظهر لحمٌ صحيحٌ بـعـد القرح. وقـد يـؤمر لكسح الـكِـنـاسة، أو لـغسـل الكـاسة، فيُـضـرَب عـلـى خـطاء قليل من الـخبـاثة، وقـد يُـجـعَـل حَـمولةً لأحـمـالٍ، فـلا تبـكى عليـه عينٌ بـدمـع هـمـال، بـل يحمل مرارًا أثـقـالا فـيـجـرى دمه كالحائض، ويُـعْـدُونـه عـلـى أرض دمثةٍ

وہ بَدرو سے پانی پیتا ہے جہاں سے چار پائے بھی پانی پینے سے اجتناب کرتے ہیں۔ یا ایسی متعفّن اشیاء میں سے کھاتا ہے جن سے کتے بھی نفرت کرتے ہیں۔ اور جب ملک میں قحط سالی ہوتی ہے تو وہ (اس کا) سب سے پہلا نشانہ ہوتا ہے اور جب کوئی وباء نازل ہوتی ہے تو وہ امراض کا شکار ہوتا ہے اور جب بچوں کو چیچک ہو تو وہ کھائے ہوئے بھوسے کی طرح ہو جاتا ہے اور جب دوبارہ دانت اگتے ہیں تو اس کے دانت ناقص رہ جاتے ہیں اور وہ کھانا چبانے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر وہ زخمی ہو جائے تو گوشت سے اس کا زخم نہیں بھرتا اور نہ ہی زخم کے بعد صحیح گوشت آتا ہے اور اسے جھاڑ پونچھ کرنے یا برتن دھونے کا حکم دیا جاتا ہے تو خباثت کی راہ سے اُسے معمولی غلطی پر مارا جاتا ہے۔ اور کبھی اُسے بوجھ اٹھانے کے لئے جانور کی طرح استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے لئے کوئی آنکھ آنسو نہیں بہاتی بلکہ بار بار وہ اتنا بوجھ اٹھاتا ہے کہ حائضہ کی طرح اس کا خون جاری ہو جاتا ہے اور وہ (مالک) کبھی اسے نرم زمین پر گھوڑے کے بچے کی طرح ایسے دَوڑاتے ہیں

كـالـمُهـر تـحـت الرايض، وقد
يُـجـعَل كالوَجْناء و يُركَب عليه،
وقـد يَهـجُـد لـلـخـدمة والـلـيـلُ
يتَـصَبْـصَـبُ أو يـجثُم أمام عينيه،
وقـد يـؤمـر لِشَـقِّ الـحطب حتى
تَمُجُل يداه، وتتخاذل رجلاه، ثم
يـؤتـى الخبز قَفَارًا فتبكيٓ عيناه.
يـأكـل جبيـزًا ويـنفز خفيزًا، وقد
يُـضـرَب ضـربًا شديدًا، فلا يَجْنَأُ
عـلـيـه أحدٌ، بل يَجْفَأُ قِدرُ غضبِهم
فيـدوسـونـه بضَهْدٍ. و هـو يشكو
كثيـرًا، فـما ينجَع قوله في قلب،
بـل يُـقَـدُّ شدقُه دعابةً ويُخسئون
ككلب. ويـطير نفسُه شعاعًا من
كـل طبـع صُـلْب، لا يحبه شقيقٌ
ولا الأخيـافـيّ، ويظنون أنه ثالثة
الأثـافـي. إذا صـافـا رجلا فمـا
أحـبَّ، وإذا زَرَع فما أَحَبَّ، وإن
أَحَـبَّ فـما ألَبَّ، أو بُرِدَتْ أرضُه

جیسے سائیس گھوڑے کو۔ کبھی اسے اونٹنی بنا کر اس پر
سواری کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ رات بھر اور کبھی
نصف شب تک جاگتا ہے۔ بسا اوقات اسے لکڑیاں
پھاڑنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ تب تک لکڑیاں پھاڑتا
رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں میں آبلے
نمودار ہو جاتے ہیں اور ٹانگیں لڑکھڑانے لگتی ہیں۔ پھر
اسے خشک روٹی دی جاتی ہے تو (اپنا یہ حال دیکھ کر)
اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ وہ ﴾۹۱﴿
خشک روٹی کھاتا ہے۔ اور اسے چوبھ لگا کر بھگایا جاتا
ہے۔ بعض اوقات اسے بہت سخت مار پڑتی ہے اور
کوئی اس پر ترس نہیں کھاتا بلکہ ان کا غصہ اور بھڑکتا
ہے اور وہ اسے اپنے ظلم سے رَوند ڈالتے ہیں اور وہ
بکثرت شکوہ کرتا ہے لیکن اس کی بات کسی دل پر اثر
انداز نہیں ہوتی۔ اور مذاق مذاق میں اس کی باچھیں
پھاڑ دی جاتی ہیں اور وہ کتے کی طرح دھتکارے جاتے
ہیں۔ اور ہر سخت فطرت سے اس کے حواس باختہ ہو
جاتے ہیں۔ نہ سگے بھائی اس سے محبت کرتے ہیں نہ
سوتیلے اور اسے فالتو سمجھتے ہیں۔ اس کی محبت کا
جواب محبت سے نہیں ملتا۔ جب وہ کاشت کرتا ہے
تو وہ بارآور نہیں ہوتا اور اگر دانا پڑ جائے تو اس میں
مغز نہیں ہوتا۔ یا اس کی زمین پر اَولے برستے ہیں

أو أَجُبَأ زرعَه ثم بالجوع تَبَّ.
وإذا تَخَبَّشَ مالًا من الأموال
فيهيج عليها زوبعة الزوال، ثم
يأخذه نَوُجَةُ الحسرة ووجعُ
البال، وإذا شكى فحُماداه أن
يُضحَك عليه ويُعزَى إلى
الجهل والجاهلين. وأنفَدَ عمرَه
عَزَبًا، حتى اشتعل رأسُه شيبًا،
وإذا تزوّجَ فزَوَّجَ بجالِعَةٍ مفسدة
ناشزة، كريه المنظر مسنون
الوجه ونافرة، فينفد عمره في
نائبات الدهر وتحت أنياب
النكد، وربما يريد أن ينتهر لقلة
﴿۹۲﴾ ذات اليد، ويرى نفسه في فلاة
عوراءَ، لا شجرة فيها ولا غذاء،
وكذالك يعيش أخا غمراتٍ في
آلام، ويمرض كل عامٍ، فتارة
يَرمَد وتارة يَطُحَل أو يؤخذ في
زكام، وقد يعروه مرضٌ فيمتدّ

یا اس کی کھیتی تباہ ہو جاتی ہے اور وہ بھوک سے مرجاتا ہے اور اگر وہ اِدھر اُدھر سے کوئی مال جمع کرلے تو اس پر تباہی کے جھکڑ چلتے ہیں اور حسرت کی آندھیاں اور درد دِل اسے آ پکڑتے ہیں۔ اگر وہ شکایت کرے تو لوگ اس پر ہنستے ہیں اور جہالت اور جاہلین کی طرف اسے منسوب کرتے ہیں اور وہ کنوارا ہی عمر فنا کر دیتا ہے یہاں تک کہ سر بڑھاپے سے بھڑک اُٹھتا ہے اور جب وہ شادی کرتا ہے تو بے حیا، فسادی اور نافرمان عورت سے شادی کرتا ہے جو کریہہ المنظر، لمبوترے چہرے والی اور متنفر کرنے والی ہوتی ہے۔ اس کی عمر زمانے کے مصائب (برداشت کرنے) اور نحوست کی کچلیوں میں گذر جاتی ہے۔ وہ تنگدستی کی وجہ سے بعض دفعہ مرنا چاہتا ہے۔ وہ خود کو لَق ودَق صحرا میں پاتا ہے جس میں نہ کوئی درخت ہوتا ہے اور نہ کھانے کی کوئی چیز۔ اسی طرح وہ مصائب و آلام میں زندگی گذارتا ہے اور ہر سال بیمار ہوتا ہے، کبھی آشوبِ چشم لاحق ہوتا ہے اور کبھی تلی بڑھ جاتی ہے یا زکام میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی اسے ایسی بیماری آ لیتی ہے جو زمانہ دراز تک رہتی ہے۔

مَـداه، حتی تعرقه مُداه، وبالآخر يُـنـزَع عنه ثوب المَحْيا، ويُسلَّم إلى أبي يحيٰى.

فـالآن فـكِّرْ ثم فكِّرْ، ثم تذكَّرْ سنن اللّٰه في العالمين أَلَيْسَتْ في أفعـال الـلّٰه معضلاتٌ لا تُدرَىٰ، وأسـرار لا تـحـصٰـى؟ فقِسْ أيها الـمسكين أقوالَ اللّٰه على أفعالِه، ولا تـعجب لمعضلاتِ أنباء اللّٰه وعُـضـالِـه، ولا تـعجَلْ فـي أمـر مـجـدّدٍ وصـدق مقالِه، ولا تقُلْ إنّـي مـا رأيـتُ علامـاتٍ أُخبرتُ عـنها، وما شهدتُ أماراتٍ بلغني أنبـاؤهـا، فـإن اللّٰه قد أتمّ كلماته كـلهـا، وأظهـر علاماته جميعها، ولـكـن عُـمِّـيـتْ عـليک حقيقةُ أقـوال الـلّٰه، كما عُمِّيتْ عليک حقيقة أفعال اللّٰه. وكم مِن أنباء تُـكسٰـى وجـودهـا بالاستعارات ولـطـائف الإيـمـاء، وتُـنـكَّـرُ

یہاں تک کہ وہ بیماری اسے ہڈیوں کا پنجر بنا دیتی ہے۔ بالآخر اس سے زندگی کا لباس چھین لیا جاتا ہےاوروہ موت کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

پس اب سوچ پھر غور کر اور اللہ کی دنیا میں جاری سنت کو یاد کر۔ کیا اللہ کے افعال میں ایسی پیچیدگیاں نہیں ہیں جو سمجھ نہیں آ تیں اور ایسے اسرار نہیں ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔ پس اے مسکین! اللہ کے اقوال کو اس کے افعال پر قیاس کر اور اللہ کی پیشگوئیوں کی پیچیدگیوں اور مشکلات پر تعجب نہ کر اور کسی مجدّد کے معاملے اور قول کی صداقت (پر اعتراض کرنے) میں جلدی نہ کر۔ اور یہ نہ کہہ کہ جو علامات مجھے بتائی گئی تھیں وہ مجھے نظر نہیں آ رہیں۔اور نہ ہی میں نے وہ نشانیاں دیکھی ہیں جن کی خبریں مجھے پہنچی تھیں پس اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام باتیں پوری کر دیں اور تمام علامتیں ظاہر کر دیں۔ لیکن اللہ کے اقوال کی حقیقت تجھ پر ویسے ہی مخفی رہی، جس طرح کہ اللہ کے افعال کی حقیقت تجھ پر مخفی رہی اور کتنی ہی ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کو استعارات اور لطیف اشاروں کے پیراہن پہنائے گئے ہیں

﴿۹۳﴾ أشخاصها عند إتمام الوعد والإيفاء، ويُدقَّقُ معانيها من حضرة الكبرياء، بما يراد أنواع الابتلاء. ألا ترىٰ إلٰى رؤيا الناس، كيف تتراء ى في أنواع اللباس، وكيف يخفى مفهومها فلا يتجلّى حقيقتها إلا على الأكياس، الذين يعلَّمون العلم من ربهم ولا ينطقون بالقياس، فأين تذهب من سنن ربّ العالمين؟ وإذا قيل لك في الرؤيا إن ابنك الميّت سيعود ويرجع إليك، فلا تحمِلُها قطّ على الحقيقة أنت ومن لديك، ولا تمدّ إلى قبره عينيك، ولا تحفِرُ لَحْدَه طمعًا في حياته، ولا تجادل الناس في رجوعه بعد مماته، بل تؤوِّل الرؤيا وتقُول: إنّ ابنًا مثله يولد لي فكأنه هو يؤُول.

اور وعدہ کے اتمام وایفاء کے وقت ان کو غیر معروف کر دیا جاتا ہے اور باری تعالیٰ کی طرف سے ان کے معانی کو دقیق الفہم کر دیا جاتا ہے کیونکہ طرح طرح کی آزمائشیں مقصود ہوتی ہیں۔ کیا تم لوگوں کی خوابوں کو نہیں دیکھتے کس طرح قسما قسم کے لبادوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور کس طرح ان کا مفہوم مخفی رکھا جاتا ہے اور ان کی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی سوائے ان عقلمندوں پر جنہیں ان کے ربّ کی طرف سے علم سکھایا جاتا ہے اور وہ اپنے اندازے سے بات نہیں کرتے پس تو ربّ العالمین کی سنتوں سے بھاگ کر کہاں جائے گا؟ اور جب تجھے خواب میں بتایا جاتا ہے کہ تیرا فوت شدہ بچہ تیرے پاس لوٹ آئے گا تو تُو اور تیرے ساتھی اسے کبھی حقیقت پر محمول نہیں کرتے اور نہ تُو اُس کی قبر کی طرف آنکھیں لگاتا ہے اور نہ تُو اُس کی زندگی کی اُمید سے اُس کی قبر کشائی کرتا ہے اور نہ تُو لوگوں سے اُس کی موت کے بعد اس کی واپسی کے بارے میں بحث کرتا ہے بلکہ تُو اُس خواب کی تاؑویل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یقیناً میرے ہاں اسی جیسا لڑکا پیدا ہو گا گویا وہی لوٹ آئے گا۔

فـأنّـى تقلّبُ فـى أمـر عيسٰـى،
تـلـک إذًا قسـمـة ضيـزىٰ، و كلٌّ
مـن الـلّٰــه الأعـلٰــى، فـلا تـعجَلْ
كـالـذيـن هـلـكـوا مـن قبلک
وضــلّــوا وأضـلّـوا كـمثلک.
وقـد عـلـمــتَ أنّ الـقـوم جهدوا
جهـدهـم ليضيّعوا أمرى ويفرّقوا
تفريقًا، فلو كان مَن عند غير اللّٰه
لـمـزّقـوه تـمـزيـقــا، وليجعلونـا
كــالـمـعـدوميـن الـفـانين. إنّهم
مكروا كلّ مَكر، وهيّجوا عشائر،
وتـربّصوا علينا الدّوائر، فدِيْسُوا
تـحت دوائـر الـسّـوء مـخـذولين،
وأعظم اللّٰه شأننا، وأعلى برهاننا،
وسـوّد وجـوه الحاسدين. وقال
فـرعونُهم: ذَرُونـى أَقتُلْ موسٰى،
إنـى أنا الذى رفَعه، وإنى أنا الذى
سيـحُـطّــه، ويـلـقيــه فـى جُـبِّ
المُهانين. وقال ربّى:" إنّى مُهينٌ
مَـن أراد إهــانتَـک، ومُـعيـنٌ مَن

پس عیسیٰ کے معاملے میں تو کہاں سرگرداں ہے۔
تب تو یہ ایک بہت ناقص تقسیم ہے اور ہر بات اللہ
عز وجل کی طرف سے ہے۔ پس تو ان لوگوں کی
طرح جلد بازی نہ کر جو تجھ سے پہلے ہلاک ہوگئے
اور خود گمراہ ہوئے اور تم جیسوں کو گمراہ کیا۔ اور تو
جانتا ہے کہ مخالفین نے ناخنوں تک زور لگایا کہ
میرے سلسلہ کو ناکام کریں اور میری جماعت کو
تتر بتر کردیں پس اگر یہ سلسلہ غیر اللہ کی طرف سے «۹۴»
ہوتا تو وہ اسے پارہ پارہ کردیتے اور ضرور ہمیں
معدوم اور فنا کردیتے۔ انہوں نے ہر تدبیر کی اور
لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا اور ہماری تباہی کے
منتظر رہے تو وہ خود ہی رسوا ہوکر گردش زمانہ کے
نیچے کچلے گئے۔ اللہ نے ہماری شان کو عظمت بخشی
اور ہمارے دلائل کو غلبہ بخشا اور حاسدین کے منہ
کالے کردیئے اور ان کے فرعون (بٹالوی) نے
کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں۔ میں
نے ہی اِسے بلند کیا تھا اور میں ہی اِسے گراؤں گا
اور میں اسے رسوا ہونے والے لوگوں کے گڑھے
میں گرادوں گا۔ اور میرے ربّ نے فرمایا۔
"انّی مهینٌ من اَراد اِهانتک و معین من

أراد إعانتک"، فأذاقه ربّی طَعْمَ نَخْوته الكُبرٰی، وجعَل مكانته هی السفلٰی، إنّ اللّٰه لا یحبّ المستکبرین. وتری الناس کیف یردون إلینا، وکیف یمنّ ربُّنا علینا، وکیف یأتی اللّٰه أرضَه ینقُصها من أطرافها، وکیف یأتینا خیار الناس من أقطارها وأکنافها، ذالک من فضل اللّٰه لیُری الناس أن أعداءنا کانوا کاذبین. إنه یُعزّ من یشاء، ویرفع من یشاء، لَا رآدَّ لفضله، ألا إن الحق علا، وتَعْسًا للقوم الکائدین المزاحمین.

﴿۹۵﴾ وَانظُرْ إلی آثار سنن اللّٰه فی أفعالِه، أتفهَمُ معضلاتِها أو تحیط حِکَمَ کمالِه؟ فما لک لا تهتدی مِن طَرْزِ أفعاله إلی طرز أقواله، وتختار سُبُل الغاوین؟ أما تریٰ أن عبدًا قد یُبتلی بالنایبات،

اراد اعانتک۔" تو میرے رب نے اسے اس کی بڑھی ہوئی نخوت کا مزہ چکھایا اور ان کے مرتبہ کو نیچے کر دیا۔ یقیناً اللہ متکبروں کو پسند نہیں فرماتا اور تو دیکھتا ہے کہ لوگ کس طرح ہمارے پاس آتے ہیں اور کیسے ہمارا ربّ ہم پر احسان کرتا ہے اور کیسے اللہ اس (بٹالوی) کی زمین کو اطراف سے کم کرتا چلا جا رہا ہے اور کیسے بھلے لوگ زمین کے کناروں سے اور دور دراز علاقوں سے ہمارے پاس چلے آتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے تا وہ لوگوں کو دکھائے کہ ہمارے دشمن ہی جھوٹے ہیں۔ یقیناً وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے رفعت عطا کرتا ہے۔ اس کے فضل کو کوئی لوٹانے والا نہیں۔ سنو یقیناً حق غالب آ گیا اور ان لوگوں پر ہلاکت ہے جو سازشیں کرتے ہیں اور مزاحمت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سنت کے نشانات کو اس کے افعال میں ملاحظہ کر۔ کیا تو ان کی پیچیدگیوں کو سمجھتے ہو یا اس کے کمال کی حکمتوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو اس کے افعال کے اسلوب سے اس کے اقوال کے اسلوب کا ادراک نہیں پاتا اور تو گمراہوں کے راستے اختیار کرتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ بعض دفعہ کوئی بندہ حوادث زمانہ سے آزمایا جاتا ہے،

ولا يُـدرى مِن ظاهرِ سَمْتِه أنه من الـفـاسـقين والفاسقات، فالآفات تنـزّل عليه كالعوائر، أو كالسهم العائر، ويتيهُ كالمستهام الحائر، وكـان فـي وقـتٍ يـملِك المال الـنـفيـسَ، والآن يُعَدُّ مِن عُصبة مَفاليسَ، حتى يبدو بادِيَ اللبانة، بـالِيَ الكِسوة، وكان يقول: أنا أكثر مالًا وّولدا، وأُعطيتُ التنعم وَالـمَـلَـدَ، وكان يقول: إنّـي من الـصـالـحين، وجحيشٌ وشَيحانٌ وفـاتِكٌ وأميـن، وكان يدّعي أن لـه دخـل عـظيـم فـي الـحديث والـقـرآن، وأنـه جـمـع فی نفسه أنـواع الـعـرفـان، فـأتـى أمرُ اللّٰه وقـضـاءه، ونـزل عليـه بلاءه، فـذهـب بسمعه وأبصاره، وختم على قلبه وجعله أوّل الجاهلين.

فاشتهـر بـحمقٍ فاضح، وجهل واضح، وأُخرِجَ من الجنة التی كان

اوراس کی ظاہری روش سے یہ علم نہیں ہوتا کہ وہ فاسقوں میں سے ہے۔ پس آفات اس پرٹڈی دل یا اندھے تیر کی طرح اترتے ہیں، وہ سرگرداں حیران وششدر کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے حالانکہ کسی وقت وہ عمدہ مال کا مالک تھا اور اب وہ مفلسوں کی جماعت میں شمار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بوسیدہ کپڑوں میں حاجت مند دکھائی دیتا ہے اور وہ پہلے کہا کرتا تھا کہ میں مال اور اولاد میں سب سے بڑھ کر ہوں۔ اور مجھے نعمتیں اور اقبال حاصل تھا۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ مَیں نیکوکاروں میں سے ہوں اور پختہ عزم والا، بیدارطبع اور بہادر وامین ہوں، اور وہ یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ وہ علوم قرآن وحدیث میں یدطولیٰ رکھتا ہے اوراس نے اپنی ذات میں ہر قسم کے علوم جمع کئے ہوئے ہیں۔ پس اللہ کا حکم وفیصلہ آ گیا اوراس پر اس کی بلا نازل ہوگئی۔ پس وہ اس کی شنوائی اور بصارت لے گئی اور اس کے دل پر مہر کردی اور اسے اوّل درجے کا جاہل بنادیا۔

پس وہ رُسوا کُن حماقت اور واضح جہالت میں شہرت پا گیا۔ اور وہ اس جنت میں سے ﴿۹۶﴾
نکال دیا گیا جس میں وہ معززین کی طرح تھا۔

فيها كالمكرمين. فصارت له السفاهة والذلة، والجهل والنكبة، كالمواريث المعيَّنة والحصص المفروضة المسلَّمة، وسقَط من سماء العروج كالملعونين. ويعلم الناس أن مصيبته جلّتْ، ونوائبه عظمتْ، ثم يمرّون به مستهزئين. وهو يُدبِّر فلا يقدر علٰى أن يفرّ من قدر اللّٰه ذى الجلال، ولو فرّ على لاحقة الآطال، وربما يتبصّر كالجَذع ويُقدِم كالقارح، فيجيء قدرُ اللّٰه ويطرحه كالصّبىّ فى البارح، فيرتعد كلَّ وقت كاليَراع، ويتحرك كاللُّعاع، ويفكّر أزيدَ من القدر اللازم، ثم لا ينجو من الهمّ الهاذم، ويبقى كالخائبين. ثم يبدء له أن يقطع المسافة النائية ليعالج الآلام القضائية ويكون من الفائزين.

پس سفاہت وذلت اور جہالت ونکبت موروثی مال اور مسلّم مفروض حصوں کی طرح اسے ملی۔ اور وہ لعنتیوں کی طرح عروج کے آسمان سے گر گیا۔ اور لوگ جانتے ہیں کہ اس کی مصیبت بڑی ہے اور اس کے حوادث عظیم ہیں۔ پھر بھی وہ اس کے پاس سے ہنسی ٹھٹھا کرتے گزرتے ہیں۔ وہ تدبیر تو کرتا ہے لیکن وہ طاقت نہیں رکھتا کہ اللہ ذوالجلال کی تقدیر سے بھاگ سکے۔ خواہ وہ پتلی کمر والے تیز رو گھوڑوں پر ہی بھاگے۔ اور بسا اوقات وہ دوسالہ گھوڑے کی سی چابکدستی دکھاتا ہے اور کبھی عام گھوڑے کی طرح آگے بڑھتا ہے لیکن اللہ کی تقدیر آتی اور ایک بچہ کی طرح اسے شدید آندھی میں پھینک دیتی ہے۔ ہر وقت بزدل کی طرح لرزتا ہے اور نرم کونپل کی طرح لرزتا رہتا ہے۔ اور ضرورت سے زیادہ فکر میں مبتلا رہتا ہے پھر بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے غم سے نجات نہیں پاتا اور خائب و خاسر لوگوں کی طرح رہ جاتا ہے۔ پھر اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ وہ دور دراز کا سفر کرے تا کہ قضا وقدر کی تکالیف کا مداوا کر سکے اور بامراد ہو جائے۔

فيقال مثلًا إنّ أمير "كابلَ"، يربّي العلماء ويشابه الوابلَ، فيفرح فرحًا شديدًا كالسّكران، ويقصد "كابل" مع بعض الإخوان، ليوطنوه أمنعَ جنابٍ، ويُمطِروا دراهم كسحاب، وهو يجعل ابنه الذى هو سرُّه رفيقَ عَتاده، خوفًا من ارتداده، ولم تزَلْ تعانى عينُه السُّرَىٰ، وتُعاصى الكُرَىٰ، فيصِل كابل بشق النفس وجهدِ المُهْجة، بعد مكابدة أنواع الصعوبة، ويلقى بعضَ العَمَلةِ، ويصافى بالنفاق والمداهنة، ويخفى مذهبه خوفًا من الحرمان، أو الهوان من أيدى "عبد الرحمٰن".

وكذٰلك تُسوِّل له النفس من عُسر المعيشة، فيسجُد تواضعًا لكل ذوى الثروة، ويخرّ أمام أركان الحكومة، وحينئذ يصدُق فيه ما قيل فى أهل التزوير:

پس کہا جاتا ہے مثلاً کہ امیرِ کابل علماء کی پرورش کرتا اور سخاوت میں موسلا دھار بارش کی طرح ہے تو وہ بدمستوں کی طرح بہت خوش ہوتا «۹۷» ہے اور اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ کابل کا رخ کرتا ہے تا کہ وہ اسے بہت بلند مقام پر فائز کریں اور ان پر بارش کی طرح درھم برسیں، اور اپنے اس بیٹے کو جو اُس کی خُو بُو پر ہے اپنا رفیقِ سفر اس اندیشہ سے بناتا ہے کہ وہ مرتد نہ ہو جائے۔ وہ مسلسل سفر میں رہتا ہے اور اس کی آنکھ رات کو بھی نہیں لگتی اور سوتی نہیں۔ آخر کار بڑی مشقت اور جدّ و جہد سے انواع و اقسام کی مصیبتیں برداشت کرتا ہوا کابل پہنچ جاتا ہے۔ اور بعض کارندوں سے ملتا ہے اور نفاق و مداہنت سے دوستی ظاہر کرتا ہے اور محرومی یا امیر عبدالرحمٰن کے ہاتھوں ذلیل ہونے کے خوف سے اپنا عقیدہ چھپاتا ہے۔

اور اسی طرح تنگدستی کی وجہ سے اس کے دل نے (اس کام) کو خوبصورت کر کے دکھایا اور ہر مال دار کے سامنے عاجزی سے سجدہ کرتا ہے اور ارکانِ حکومت کے سامنے گرتا ہے اور تب اس پر جھوٹوں کے بارے میں مثل صادق آتی ہے۔

"بِئْسَ الفقير على باب الأمير". فالحاصل أنه يصدَع عَمَلَةَ الأمير بالمحبّة، ويتبخبخ بالصُّحبة، ويُوجي أقدامُه إلٰى قصر الأمير غربةً، فلاّ يقول له أحدٌ اركَبْ ﴿٩٨﴾
مطيّةً، أو تسلَّمْ عطيّةً، ويسأل إلحافًا كالشحّاذين. وينكِّر شخصَه ويلفِّع وجهه، لئلا يؤخذ كالمجرمين. ويكون لهم أطوعَ مِن حذائهم، وأفنٰى فيهم من غذائهم، ويسلّم عليهم تحية الخادمين. ثم يقودونه إلى حضرة الأمير، و يذهبون به كالأسير، فيخرّ أمامه كالسّاجدين، ويثني عليه قائلا: يا أيها الأمير الأكرم، والسّلطان الأعظم، مسّني و أهلي ضرٌّ، وبعمرك إنّ عيشي مُرٌّ، وجئتك من ديار بعيدة، بمصائب شديدة، فتصدَّقْ عليّ إن اللّٰه يجزي المتصدقين.

ويخاطبه الأمير بلسانٍ ذَلق،

''بدترین درویش وہ ہے جو امیر کے در پر جاتا ہے۔''

حاصل کلام یہ کہ وہ امیر کے کارندوں سے محبت سے بات کرتا ہے اوران کی ملاقات پرخوش ہوتا ہے اور ننگے پاؤں امیر کے محل کو چل پڑتا ہے تا اپنی غربت کا اظہار کر سکے۔ اور اسے کوئی نہیں کہتا کہ سواری پر سوار ہو جاؤ یا یہ عطیہ قبول کرو جبکہ وہ گداگروں کی طرح پیچھے پڑ کے مانگتا ہے۔ وہ اپنا بھیس بدل لیتا ہے اور چہرے کو ڈھانپ لیتا ہے تا محروموں کی طرح پکڑا نہ جائے۔ اور وہ ان کی جوتی سے بھی زیادہ ان کا فرمانبردار ہوجاتا ہے اوران کی غذا سے بھی زیادہ ان میں فنا ہوجاتا ہے اور خادموں کی طرح انہیں سلام کرتا ہے۔ پھر وہ اسے امیر کی بارگاہ میں قیدی کی طرح لے جاتے ہیں۔ پس وہ اس کے سامنے سجدہ کرنے والوں کی طرح گر جاتا ہے اور اس کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہتا ہے ''اے معزز امیر اور سلطانِ اعظم! مجھے اور میرے اہل وعیال کو فقر وفاقہ نے آلیا ہے اور میں آپ کے حضور دور دراز سے سخت تکلیفیں اٹھا کر آیا ہوں۔ پس آپ مجھ پر صدقہ کریں کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔

اور امیر اس سے تند و تیز لہجے میں مخاطب ہوتا

ولا يُريه رائحة مِن مَلَقٍ، ويقول اجلِسْ ويتكلم به غضبان، فيظنّ المسكين أنّ أجله قد حان، فهناك لا يبقى إيمانه بالألطاف الرحمانية، ويكاد يخرج بوله من الهيبة السلطانية، وكذٰلك يخزى اللّٰه عَبَدةَ المخلوقين. ثم يخرج من بيت الأمير، ويستيقن الأمير أنه أحد من أهل التزوير، فلا يُؤوَى إليه كرجال متّقين. وأمّا ذالك المغرور الجُهول، والسفيه المخذول، فيظن أن العطايا العظام ستسلَّم إليه، ويكرمه الأمير ويكون له مكانة لديه، أو يُدخل فی المقرّبين. فبينما هو فی نسج هٰذه التخيّلات، وتغيير اللباس كالصّائد والصّائدات، يطّلع بعض المتوسّمين علٰى شِقاقه، ويُخبَرون عن فطرته وطريق نفاقه، فيفاجئه داءُ الأشفاق، ولا يسرى الوسن إلى الآماق، ويظن

ہے اور ذرہ بھر نرمی نہیں دکھاتا اور کہتا ہے کہ بیٹھ جا اور غصّہ سے اس سے بات کرتا ہے اور وہ مسکین سمجھتا ہے کہ اس کی موت آ گئی ہے۔ تب اس کا رحمان خدا کی مہربانیوں پر ایمان باقی نہیں رہتا اور قریب ہوتا کہ شاہی رعب سے اس کا پیشاب خطا ہو جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کے پجاریوں کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر وہ امیر کے گھر سے نکلتا ہے ﴿۹۹﴾ اور امیر کو یقین ہے کہ وہ ایک جعل ساز ہے۔ پس بادشاہ کے ہاں اسے متقیوں کی طرح ٹھکانہ نہیں ملتا۔ جہاں تک اس جاہل، مغرور، بےوقوف کا تعلق ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے بڑے عطایا اسے پیش کئے جائیں گے۔ اور امیر اس کی تکریم کرے گا اور اس کو امیر کے ہاں مرتبہ ملے گا یا اسے مقربین میں داخل کیا جائے گا۔ ابھی وہ خیالات کی اس اُدھیڑ بُن میں ہوتا ہے اور شکاریوں کی طرح لباس تبدیل کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ بعض اہل فراست کو اس کے فساد پر اطلاع ملتی ہے اور اس کی فطرت و نفاق پر وہ آگاہ کئے جاتے ہیں۔ پس اسے ناگہاں خوف کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اور اس کی نیند اڑ جاتی ہے اور وہ خیال کرتا ہے

أنـه من المقتولين. ويُوجِس في نـفسـه خِيفةً على خيفة، بما يرى رعـب الأميـر وطـريـق عـقـوبة، فتـكـاد تـزهـق نـفسـه ويسقط كـجيـفة، أو يـغـمٰـى عـلـيـه كـالـمـفسـديـن الخائفين. فيـفر ويـرتـحل بالمُدلِجين المُجِدّين، ويـحسـب حيـاتـه صِلةً من أمير الـمسـلـميـن. أو يعطٰى له قليلَ ﴿۱۰۰﴾ إنـعـامـه، فـلا يـقِـلُّ بـه شـيء مِن إصـرامـه، ولا تـفيده سجدتُـه ولا جهـدُ اصـلـخمامه، بـل يـعرف أنه ليـس أهل إكرامه، فلا يظلمه الأمير النحرير، بل هو يظلم نفسه فلا ينفعه البـحـر ولا الـغـديـر، فيقصد داره مـخـذولًا ومـلـومًـا، ومـريـضًـا مـحـمـومًا، ويُظهِر أنه رجع فـائزًا مـقبـولا، مـع أنه رُدَّ في الحافرة، ورجـع بـالـكـرّة الخاسرة، ولكن يستـر أمـره خـوفا من اللاعنين، وكذٰلک ينفد عمره كالمصابين. ثـم يـرجـع مـن تـلـک البـلدان،

کہ وہ مارا گیا۔ اور وہ اپنے دل میں بہت خوف محسوس کرتا ہے بوجہ امیر کے رعب اور سزا دینے کا انداز دیکھنے کے۔ قریب ہے کہ اس کی جان نکل جائے اور وہ مردہ کی طرح گر جائے اور یا خوف زدہ مفسدوں کی طرح اس پر غشی طاری ہوجائے۔ پس وہ بھاگتا ہے اور رات کو سفر کرنے والوں کے ساتھ کوشش سے سفر کرتا ہے اور امیر المسلمین کی طرف سے اپنی زندگی کو ایک انعام خیال کرتا ہے یا اسے تھوڑا بہت انعام ملتا ہے جو اس کی غربت میں کمی نہیں کرتا۔ پس نہ اسے سجدہ فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی قیام بلکہ اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ہاں مکرمین میں سے نہیں ہے۔ پس دانا بادشاہ اس پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور کوئی سمندر و تالاب اسے فائدہ نہیں دے سکتا۔ پس وہ ذلیل اور ملامت زدہ اور بخار میں مبتلا مریض ہوکر گھر کی راہ لیتا ہے، اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ کامیاب اور مقبول درگاہ ہوکر لوٹا ہے حالانکہ وہ خالی ہاتھ اور خسارہ اٹھا کر واپس آیا ہے لیکن وہ اپنی اصل حالت لعنت ملامت کرنے والوں کے خوف سے چھپاتا اور اسی طرح مصیبت زدوں کی طرح عمر گزارتا ہے۔ پھر وہ اس ملک سے واپس لوٹتا ہے۔

ويـصبـر مـليًّـا مـن الزمان، وبعد بـرهة يـقـصـد أناسًا آخرين، فلا يـرى وجـهَ خيـر مـن جنـابٍ، ويتـردّد مـن بـاب إلى بـاب، و يـخسـأ كـكلابٍ، وتتـرامٰى بـه مـرامـى الإفـلاس، إلٰى فلوات الهوان والانتكـاس، ويجلأ من أرض إلى أرضٍ، ويكـابـد محن السـفـر لـعَـرَضٍ، حتى يصير ابنَ كـلّ تربة، وأخا كلّ غربة، يقطع كـل واد، ويشهـد كـل نـادٍ، ثم يـرجـع بـجَرْدٍ وَّ وجـهٍ كرمادٍ، ومرضٍ جلادٍ كالخائبين. لا يرى يـومًـا مُسـلِيًـا عن الأشجان، ولا قومًا مواسين كالأعوان، ولا يأتيه الحِـمـام، لينقطع الآلام، فيلعَن بَـخْتَه كـالـمـلعونين، وكذالک يـعـيـش بشِنُشِنةِ الشحّـاذيـن والسـائـليـن إلحـافًـا والمعترّين. يـأكـلـه الإفـلاس، ويـدوسـه الانتكـاس، حتـى يـذهـب عقلـه ويختلّ الحواسّ، و يريد أن ينبُط

اور کچھ عرصہ صبر کرتا ہے اور کچھ مدت کے بعد دوسرے انسانوں کا قصد کرتا ہے لیکن کسی در سے خیر کا منہ نہیں دیکھتا۔ در بدر پھرتا ہے اور کتوں کی طرح دھتکارا جاتا ہے اور بھوک کے تھپیڑے اسے ذلت و بے بسی کے بیابان میں لا پھینکتے ہیں۔ اور ایک ملک سے دوسرے ملک جلاوطن کیا جاتا ہے اور وہ تھوڑے مال کے لئے سفر کی صعوبتیں اٹھاتا ہے یہاں تک کہ وہ ہر علاقے کی خاک چھانتا اور ہر ملک کا باشندہ بن جاتا ہے۔ ہر وادی عبور کرتا اور ہر مجلس میں جا گھستا ہے۔ پھر وہ عُریاں، روسیاہ اور
﴿۱۰۱﴾ مہلک مرض میں مبتلا ہو کر ناکام و نامراد لوٹتا ہے۔ اور وہ غم سے تسلّی دینے والے دن نہیں دیکھتا اور نہ کوئی ایسی ہمدرد قوم پاتا ہے جو مددگار ہو اور نہ اسے موت آتی ہے تا تکالیف ختم ہو جائیں۔ اور وہ اپنے نصیبے کو ملعون لوگوں کی طرح کوستا ہے اور اسی طرح وہ بھیک مانگنے والے فقیروں کی طرح اور پیچھے پڑ کر مانگنے والوں اور محتاجوں کی طرح زندگی گزارتا ہے۔ تنگدستی اسے ہلاک کر دیتی ہے اور بیماری اسے روند ڈالتی ہے یہاں تک کہ اس کی عقل جاتی رہتی ہے اور حواس مختل ہو جاتے ہیں۔

فيغيض، ويسعى أن يصعد
فيتصدى له الحضيض، و لا يزال
يسمع لعن القوم، ويوخزونه
بأسنّة اللوم، وربما يضربونه علٰى
هفوته، مغاضبين على ما يخرج
من فوهته، ويُضِبّون عليه بأدنى
العثار، وكادوا أن يقتلوه
بالسّيف البتّار، ولا يعُدُّون عن
اللَذْع والقَذَع، ولا يذيقونه
رائحة كرم الطبع، بل ربما
يضربونه بالنّعال، أو العصيّ
والحبال، حتّى يجد ما يجد
الحائر الوحيد، ويرى كل ما
كان عنه يحيد، ويقول يا ليتني
﴾۱۰۲﴿ مِتُّ قبل هٰذا وما مسّنى الخزى
المبيد. فيضطر إلٰى أن يختار
البَين المطوِّح، والسّير المبرِّح
كالمصابين. فيمشى راجلًا،
ويركض عاجلًا يغتمد اللَّيلَ،
ويلِج السَيْل، وربما يتراء ى له
شَبَحُ مرادٍ، أو يدعوه أحد بإظهار
ودادٍ، فيفرح ويُعدى إليه نِضْوَ

وہ اوپر آنا چاہتا ہے لیکن اسے گڑھا پیش آ جاتا ہے۔ وہ اوپر چڑھنا چاہتا ہے مگر نشیب اس کے آڑے آ جاتا ہے۔ وہ بدستور قوم کی لعن طعن سنتا رہتا ہے۔ وہ اس پر ملامت کے تیر چلاتے ہیں اور بسا اوقات اس کی بات پر غضبناک ہوتے ہوئے اس کی لغزش پر اسے مارتے ہیں اور چھوٹی سی غلطی پر اس کی گرفت کرتے ہیں اور قریب ہے کہ وہ اسے تیغ بُرّاں سے قتل کر دیں اور وہ دل جلانے اور دشنام طرازی سے باز نہیں آتے۔ اور وہ اس کو اپنی فطری سخاوت کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے بلکہ بسا اوقات وہ اسے جوتوں، سونٹوں اور رسیوں سے مارتے ہیں یہاں تک کہ وہ حیرت زدہ تنہا شخص کی سی کیفیت پاتا ہے۔ اور ہر وہ بات جس سے وہ بچنا چاہتا تھا اس کا سامنا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش کہ میں اس سے پہلے مر گیا ہوتا اور مجھے ہلاک کر دینے والی رسوائی نہ پہنچتی اور وہ مصیبت زدگان کی طرح دور افتادہ جدائی اور غم ناک سفر اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پس وہ پیدل چل پڑتا ہے اور تیز قدم اٹھاتا ہے رات اسے آ لیتی ہے اور وہ سَیلِ مصائب میں جا گھستا ہے۔ بارہا اس کے سامنے اسے مقصود کے ہیولے دکھائی دیتے ہیں یا پھر اسے کوئی محبت کا اظہار کرتے ہوئے بلا رہا ہے۔ پس وہ خوش ہو جاتا ہے اور وہ اس (بلانے والے) کی طرف

عَتادٍ، بنآدٍ و استیساد، ویُنضِی عِرُباضَه بوَقْد☆ وذَمیلٍ، وإجازةِ میلٍ بعد میل، فبالآخر یلقی الخسران و الحرمان، ویظهر أن الداعی قد مان، ویتحقق أن سفره ابتلاء ومحلّ الاستهزاء ، والأمل باطل وخیالٌ کتخیّلاتِ "نزول الماء"، والمآلُ خسران مع شماتة الأعداء. وبالآخر تُشیّبه النوائب، ویحضُره الأجل الغائب، فیموت وهو هِمٌّ، وعلیه هدمٌ، فلا یبکی باکٍ عند رفع جنازته، ولا تذرف عین علی فُرقته، ویرتدّ أبناؤه بعد موته من الدین، ویتنصّرون ویلحقون بالشیاطین. ویملک شرکاؤه داره الخربة، ولا یُهْدُون إلیه إلا اللعنة، فیُقطَع اسمه من الدنیا، ویکون مآل أمره خسران الدنیا والدین، و سواد الوجه فی الدارین،

تکلیف اٹھاتے ہوئے اور بہادری دکھاتے ہوئے تیاری کی سواری دوڑاتا ہے۔ اپنے اونٹ کو مختلف چالیں چلاتے ہوئے میل پر میل مسافت طے کر کے اسے دُبلا کر دیتا ہے اور بالآخر گھاٹا اور محرومی ہی پاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلانے والے نے جھوٹ بولا ، اور ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کا سفر محض ابتلاء اور محلِ استہزاء ہی ہے۔ اور اس کی امید باطل اور ایسا خیال ہے جو مرض نزول الماء کے تخیّلات کی طرح ہے اور انجام شماتتِ اعداء کے ساتھ سراسر گھاٹا ہے اور آخر کار مصائب اسے بوڑھا کر دیتے ہیں، اور ایک ناگہانی موت اسے آلیتی ہے پس وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو کر مر جاتا ہے اور اُس نے چیتھڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس اس کا جنازہ اٹھائے جانے کے وقت کوئی اس پر نہیں روتا اور اس کی جدائی پر کوئی آنکھ آنسو نہیں بہاتی اور اس کے بچے اس کی موت کے بعد دین سے پھر جاتے ہیں اور عیسائی ہو جاتے ہیں اور شیاطین سے جا ملتے ہیں، اور اس کے شریک اس کے برباد گھر کے مالک بن بیٹھتے ہیں اور وہ اس پر صرف لعنت ہی بھیجتے ہیں اور اس کا نام دنیا سے کاٹ دیا جاتا ہے، اور اس کا انجام دین و دنیا کا گھاٹا، دونوں جہانوں میں روسیاہی ﴿۱۰۳﴾

☆ سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے "وَخْدٍ" ہونا چاہیے۔ (ناشر)

والبعد من ربّ العالمين.

ورجل آخر وُلد في بيت الشرف والكمال، والعزة والإقبال، ما مسّ أبويه الإفلاسُ، وما عَلِمَ ما البأس وخرَّجه الأكياسُ، و يهتزّ الخدام عند حركة شفتَيه، ويثِبُون لتحصُّل ما أحبَّ لدَيه، وترى جَفْرَه مُنبطا، وقَفْرَه مُعْشَوشِبًا، ومِن كل فعلٍ يُترَع كِيْسُه، و تميسُ خَنْدَلِيسُه، ويعيش حميدًا ويحسبه الناس سعيدًا ومن الصالحين.

بل ربما تجد رجلًا فاسقًا قويمَ
الشاط جمومَ النشاط، يميس في
حلل المِراح، ولّا يخطى سهمه ﴿۱۰۴﴾
من غرض الأفراح يُسفَّد له كل
لحمٍ غريضٍ على السَّفود،
ويُشوَى له الفراريج مع الرغيف
المشرود، وهو يأبز كأُبوزِ الظباء،
وقد يجد كنُزا في الجَهْراء، ويصيد
أناسًا كالدواب بإراءة ملامح
السراب، ومع ذالک لا يرى

اور ربّ العالمین سے دوری ہوتا ہے۔

اور ایک دوسرا شخص ہے جو شرف وکمال اور عزت واقبال والے گھر میں پیدا ہوا۔ افلاس نے اس کے ماں باپ کو چُھوا تک نہیں اور اسے معلوم نہیں کہ تنگدستی کیا ہے اور دانشمند اساتذہ نے اس کے علم کی تکمیل کی اور خادم اس کے لبوں کی حرکت پر دوڑتے ہیں۔ اور جو (چیز) اس کی پسندیدہ ہے اس کے حصول کے لئے وہ لپکتے ہیں۔ تو اس کے کنویں کو منبع آب دیکھتا ہے اور اس کی زمین کو سرسبز دیکھتا ہے۔ اس کا ہر کام باثمر ہوتا ہے۔ اس کے نفس کی اونٹنی ناز سے چلتی ہے۔ وہ قابل تعریف زندگی گزارتا ہے اور لوگ اسے خوش بخت اور نیکوں میں سے سمجھتے ہیں۔

بسا اوقات تو ایک فاسق آدمی کو بھی خوبصورت قد وقامت والا اور چاک وچوبند پاتا ہے۔ وہ خوشی کے لبادوں میں ناز سے چلتا ہے۔ اس کا تیر خوشیوں کے نشانے سے کبھی نہیں چوکتا۔ اس کا پسندیدہ تازہ گوشت سیخوں پر بھونا جاتا ہے اور اس کے لئے ثرید کے ساتھ مرغ کوئلوں پر بھونے جاتے ہیں اور وہ ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا ہے۔ بعض اوقات بیابان میں بھی خزانہ پاتا ہے اور انسانوں کو سراب کی چمک دکھا کر شکار کر لیتا ہے باوجود اس کے وہ کوئی

البأساء والحُوبة، ولا يكابد الصعوبة، ويعطَى حظا كثيرا من رؤية غِيدٍ، وسماعِ أغاريد، وأموال وبنين، وأملاك وأرضين، وغلمان وخادمين. مع أنه يسارع في السيّئات، ولا يتوب من الممنوعات، ولا يأخذ في كُسَعِ الهنات بالحسنات، وتَلافِي الهفوات قبل الوفاة، بل يجترء على المنهيّات، ويجاوز حدود الله كالغالين. ولا يتقى بل يتبرأ من ملاقاة التُقاة، ولقاء الثِقات، ومداناة أهل الديانات، بل يرغب في مُقاناة القَينات، ومعاناة الفاسقات، ولا يسمع نصح الأجانب ولا الأقارب، بل يأبِر النّاصحين كالعقارب، ولا يلتفت إلى وصايا الحيّ☆،

☆ **حاشية:** قال بعض البراهمة إن التفاوت مِن أعمال النشأة السابقة. واعلم أنهم قوم يعتقدون

تکلیف وتنگدستی نہیں دیکھتا، اور کسی مشکل کا سامنا نہیں کرتا اور خوبصورت عورتوں کے دیدار سے، موسیقی کے سماع اور اموال و اولاد و املاک اور زمینوں اور نوکروں چاکروں سے وافر حصہ پاتا ہے باوجود اس کے کہ وہ برائیوں میں بہت جلدی کرتا ہے اور ممنوعات سے تائب نہیں ہوتا اور بدیوں کو نیکیوں کے ذریعہ دور کرنے کی توجہ نہیں کرتا اور وفات سے قبل اپنی لغزشوں کی تلافی نہیں کرتا بلکہ محرمات پر جسارت کرتا ہے اور حد سے بڑھنے والوں کی طرح اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتا بلکہ متقیوں کی اور ثقہ لوگوں کی ملاقات اور دیانت داروں کی قربت سے بیزار ہوتا ہے بلکہ گانے بجانے والی عورتوں سے میل جول کی رغبت رکھتا اور بدکار عورتوں سے ملاقات کا قصد کرتا ہے اور کسی اپنے پرائے کی نصیحت نہیں سنتا بلکہ بچھوؤں کی طرح ناصحین کو ڈنگ مارتا ﴿۱۰۵﴾
ہے اور قبیلے کی نصیحتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا

حاشیہ: بعض ہندو پنڈت کہتے ہیں کہ مخلوقات کے مراتب میں تفاوت ان کے گزشتہ اعمال کی وجہ سے ہے۔ اور جان لو کہ وہ ایسی قوم ہے جو

بـل يـصـول عـليهـم كـالحَيّ، ولا
يَـفـيء مَنْشَرُه إلى الطيِّ، بل يزيد
كـل يـوم فـي إثـم مبيـن. ويركَب
كلَّ فرس أَوْظفةِ القوائمِ هيكلٍ،

بقية الحاشية . بـالتناسخ نظرًا على
تـفـاوت مـراتـب الـمخلوقـات،
ويـقولون إن أنـواع الـحيـوانات قد
حـدَثـتْ مـن أنـواع الـحسـنـات
والسيّئات، وأصرّوا على هذا و جاء
وه مُـوعِبيـن. وأنـت تـعـلـم
أنّ هـذه الأوهام ما ظهرت من منبعِ
بـصيرة، ولا من لُجّة معرفة صحيحة،
ومـا قـامـت عـليهـا حجة من حجج
قـاطـعة، بـل تشبّثـوا بهـا عند عَمَـهٍ
وحيرة ، وعـدمِ الوصول إلى حقيقة ﴿١٠٦﴾
أصـلية، ولـغـوبِ الفكر وقلّة دراية،
ومـا استـطـاعـوا أن يـقيموا دليلا
عـليهـا، بل أنت ستعلم أن الدلائل
قـامـت علٰى ما خالفها كما لا يخفى
عـلـى المستبصرين. وكـان عليهم أن
يُثبِتـوا أنّ الـروح الـذى انتـقل من
الـدنيا بـاليـقين رجع إليهـا ثـانيًا،

بلکہ سانپ کی طرح ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کا نامہ اعمال سمیٹا نہیں جاسکتا بلکہ روز بروز کھلے گناہ میں بڑھتا جاتا ہے، اور ہر بڑے ڈیل ڈول والے قوی ہیکل مضبوط گھوڑے پر سوار ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ: مخلوقات کے مراتب میں تفاوت پر نگاہ کرتے ہوئے تناسخ کا عقیدہ رکھتی ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ جانوروں کی اقسام نیکی بدی کی مختلف قسموں سے پیدا ہوئی ہیں، اور وہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور سب کے سب اس پر متفق ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ خیالات بصیرت کے چشمہ سے نہیں نکلے، اور نہ صحیح معرفت کے دریا سے اور ان اوہام پر قاطع دلائل میں سے ایک بھی دلیل نہیں بلکہ قلّتِ فکر اور درماندگی کی وجہ سے جب وہ اصلی حقیقت کو نہ پہنچ پائے تو انہوں نے حیرت و نابینائی کے عالم میں ان اوہام کو اختیار کرلیا۔ اور وہ ان کے حق میں ایک دلیل بھی نہ لاسکے بلکہ جیسا کہ تو جان لے گا کہ دلیل اس کے برعکس قضیے کے حق میں ہے جیسا کہ اہل بصیرت پر یہ مخفی نہیں۔ اور ان پر لازم تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ جو روح دنیا سے چلی جاتی ہے وہ روح یقینی طور پر اس دنیا میں واپس آتی ہے۔

ويسبِق كلَّ ألدَّ ذى حَنَق و يشابه العَنْدَل، ويُنفِد أيام العمر كخليع الرَسَن مديدِ الوَسَن، يباعد دارَه عن دار أهل الصلاح، ويثافن بأهل الفسق و الطلاح، لا يحلّ مسجدًا بل يطلب عَسْجَدًا، ويميل إلى ناجُود و باطئةٍ، مملوّةٍ من صهباء محمرّة،

اور وہ ہر جھگڑالو، شدید کینہ ور سے بازی لے جاتا ہے اور بڑے سَر والے اونٹ جیسا بن جاتا ہے اور اپنی عمر کے ایّام بے لگام ہونے اور خوابِ غفلت میں سونے والے شخص کی طرح ختم کر دیتا ہے۔ اپنا گھر نیکوکاروں کے گھر سے دور کرتا ہے اور فاسقوں اور بدکاروں کا ہم نشین ہوتا ہے۔ کبھی مسجد میں نہیں آتا بلکہ زر طلبی میں مصروف رہتا ہے اور وہ ساغر و مینا کی طرف مائل ہوتا ہے جو سرخ شراب سے لبریز ہوتے ہیں ﴿۱۰۶﴾

بقية الحاشية . و رآه حزبٌ من الشاهدين، فما أتوا بالشهداء كالصّادقين وكفاك من وجوه بطلان هذه العقيدة الفاسدة، أنها يخالف نظام الرحمانية الإلهيّة، ويجعل اللّٰهَ الكامل القادر الخالق كالضعفاء المعطّلين.

وأنت تعلم أنه خلق كثيرا من الآلاء والنعماء للإنسان،وما كان وجودُ الإنسان ولا وجودُ أعماله فى تلك الأوان، كما أنه خلق الأرض والسماء، والشمس والقمر وكل ما شاء، فى الأفلاك والأرضين، لينتفع بها الناس بإذن رب العالمين.

بقیہ حاشیہ: اور گواہوں کی ایک جماعت اسے دیکھتی ہے، لیکن وہ سچوں کی طرح کوئی گواہ پیش نہ کر سکے۔ اور تیرے لئے یہ بات اس فاسد عقیدہ کے بطلان کی متعدد وجوہات میں سے کافی ہے کہ یہ عقیدہ خدائے رحمان کے نظام کے مخالف ہے اور یہ عقیدہ خدائے کامل، قادر، خالق کو بیکار و معطل و کمزوروں کی طرح بنا دیتا ہے۔ ﴿۱۰۷﴾ اور تمہیں علم ہے کہ اُس خدا نے بہت سی نعمتیں اور آسائشیں انسان کے لئے پیدا کی ہیں اور ان نعمتوں کی پیدائش کے وقت انسان اور اس کے اعمال کا کوئی وجود نہ تھا جیسا کہ اُس نے زمین و آسمان میں چاند اور سورج اور جو اس نے چاہا بنایا تا کہ ربّ العالمین کے حکم سے وہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

فــي حَـلَـقة مـلتحمة ، و نـظّـارة مـزدحـمة. يتـخـذ دنيــاه صنمًـا فـفيــه يــرغــب ، و بهــا يكلَف وعـليهـا يـكـلَب ، و فيها يتنافس فـــي كـــل حيـــن ، ولا يتـــزوّد مـــن الـــعـــقبٰـــي والـــدّ يـــن.

بـقية الحاشية . ولا شک أن وجود الإنسان ووجود أعـماله بعد وجود هـذه الـمـخـلـوقـات، كما تریٰ أن وجـودنـا مسبـوقة لـوجود الأرض
﴿۱۰۸﴾ والسـمـاوات والعناصر التی علیها مـدار الـحـيـاة ، والإنـكـار جهل وسـفـاهة، ومـن قبيل المكابرات، فـالرحيم الذی خلق لنا قبل وجودنا كثيـرا مـن الـنعماء ، كيف يُظَنّ أنه بـدّل قـانـونـه بـعـد تلک الآلاء ، وفـوّضـنـا إلـی أعـمـالنا كبخيل وضنين؟ ثم الذين انغمسوا فی هذه التـوهّمات، وظنّوا أن هٰذا العالم يد ور علی مِحْوَر التناسخات يقولون إنـــه ليـــس أحـــدٌ خـــالـقَ أصـلِ الـمـخـلـوقات ، بل كل روح قديم

ہم مشرب دوستوں کی محفل میں اور ہم نظارہ لوگوں کے ہجوم میں وہ اپنی دنیا کو اپنا بُت بنا لیتا ہے اور اس میں منہمک رہتا ہے اور اسی کی طرف رغبت رکھتا اور اسی کا حریص ہوتا ہے، اور ہر وقت اس پر فخر کرتا ہے اور ہر وقت اس میں آگے بڑھتا جاتا ہے اور آخرت اور دین کا زادِ راہ نہیں لیتا۔

بقیہ حاشیہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اور اس کے اعمال کا وجود ان مخلوقات کے وجود میں آنے کے بعد آیا جس طرح تم دیکھتے ہو کہ ہمارا وجود زمین و آسمان اور ان عناصر جن پر مدار حیات ہے کے بعد وجود میں آیا۔ اور (اس سے) انکار کرنا جہالت ، بیوقوفی اور کج بحثی ہے۔ پس وہ رحیم (خدا) جس نے ہمارے وجود میں آنے سے پہلے ہمارے لئے بہت سی نعمتیں پیدا کیں، یہ کس طرح گمان کیا جا سکتا ہے کہ ان نعمتوں کے بعد اس نے اپنا قانون تبدیل کر دیا ہے اور ہمیں ایک بخیل اور کنجوس کی طرح ہمارے اعمال کے سپرد کر دیا ہے۔ پھر وہ لوگ جو ان توہمات میں غرق ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ جہان تناسخات کے محور پر گھوم رہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مخلوقات کے مادہ کا کوئی خالق نہیں بلکہ ہر روح قدیم

يذهب عمره في اكتناز الذهب، وتطلَّعَ الشحُّ على قلبه كذات اللَّهب، و مِن كلّ طرف يعطِف عليه القلوبُ، ويُسنَّى له المطلوب، ولا تعطَّلُ قدوره ولا جِعالها، ولا ينصاع أيامه ولا إقبالها، ويُذَبُّ جُحَالُه،

سونا اکٹھا کرنے میں اس کی عمر گزر جاتی ہے اور حرص اس کے دل میں شعلوں والی آگ کی طرح لپکتی ہے۔ ہر طرف سے دل اس پر مائل ہوتے ہیں۔اور ہر مراد اسے حاصل ہوتی ہے اس کی دیگیں ہمیشہ پکتی اور اُترتی رہتی ہیں۔اس کے اقبال کا زمانہ زوال پذیر نہیں ہوتا۔اس سے زہر دور کیا جاتا ہے ﴿۱۰۷﴾

بقية الحاشية . وواجب كمثل الله وكذلك أجزاء المركبات، وهذا هو الأمر الذي لزمهم من إنكار صانِع المصنوعات. فإنهم لما أنكروا بوجود البارء الصّناع، اضطرّوا إلى أن يُقرّوا بقِدم الأشياء، فجعلوا كل شيء واجب الوجود، مضطرين. وظنوا أن صانِع العالم أحدٌ منهم في الوجوب والقِدم كالمتشاركين. فهذا دليل آخر على إبطال أوهامهم، و ردٌّ كلامهم عند المحققين. فإن الله الذي هو قيّوم الأشياء، وبه بقاء الأرض والسماء، كيف يمكن أن يكون أحدٌ من الموجودات، ويساويهم في الوجوب وقدم الذات؟

﴿۱۰۹﴾ بقیہ حاشیہ : اور اللہ کی طرح واجب الوجود ہے اور اسی طرح مرکبات کے اجزا ہیں اور یہ ایسی بات ہے جو مخلوقات کے صانع کے انکار کا نتیجہ ہے۔ پس جب انہوں نے عدم سے بنانے والے صانع (خدا) کے وجود کا انکار کیا تو وہ اشیاء کی قدامت کے اقرار پر مجبور ہوگئے۔ پس انہوں نے مجبور ہو کر قدامت میں ہر چیز کو واجب الوجود قرار دیا۔ پس انہوں نے یہ گمان کیا کہ صانع عالم (خدا) وجوب وقدامت میں (ان) شرکاء کی مانند ہے۔ پس ان کے اوہام کے غلط ہونے پر اور ان کے نظریہ کے ردّ میں محققین کے نزدیک یہ ایک دوسری دلیل ہے کیونکہ وہ خدا جو اشیاء کو قائم رکھے ہوئے ہے اور آسمان و زمین ﴿۱۱۰﴾ کے وجود کی بقا اسی سے وابستہ ہے، کیسے ممکن ہے کہ وہ موجودات میں سے کسی ایک چیز کی طرح ہو

و يبارَك له زُلالُه، لا يرى يوم الحرمان فى النعماء ، ولا ينحو بَخْتُه نحو الانكفاء ، مع أنه ينفد عمره فى الفحشاء. لا تسقط عليه صاعقة، ولا تلدَغه حيّةٌ، ولا يُمحٰى اسمه من الأرضين، بل يكثر أولاده، ويجمع حوله أحفاده. يملك الصّدرَ فى كل

بقية الحاشية .ولو كان البارئُ أحدًا منهم وعلى درجة المساواة، فكيف تكون ربوبيته محيطةً على الأرواح وأجساد الكائنات؟ بل هو إذ ذاك يكون كالإخوان للآخرين، لا مبدأَ الفيض و رب العالمين. وشتّان بين هذه الحالات و بين قيّومِ السماوات والأرضين. ثم حينئذٍ لا تبقى دلالةُ شيءٍ على وجوده، وكيف الدلالة
إذ لم يخلق شيئًا بل تباعد عن ﴿١١١﴾
حدوده؟ ولا يفتى القلب السليم، والعقل القويم، أن يبقى وجود الباري بغير دليل وبرهانٍ مبين.

اوراس کے لئے اُس کے آبِ شیریں میں برکت دی جاتی ہے۔ وہ آسائشوں میں محرومی کا دن نہیں دیکھتا اور اس کی خوش بختی کو انحطاط نہیں باوجود یکہ وہ اپنی عمر فحشاء میں تمام کرتا ہے۔ اس پر کوئی بجلی نہیں گرتی اور نہ اسے سانپ کاٹتا ہے اور نہ دنیا سے اس کا نام مٹتا ہے بلکہ اس کی اولاد بکثرت ہوتی ہے۔ اس کے اردگرد اس کے پوتے اکٹھے ہوتے ہیں اور ہر

بقیہ حاشیہ: اوران موجودات کے واجب الوجود رہنے اور قدیم سے ہونے میں ان کے برابر ہو؟ اور اگر عدم سے وجود میں لانے والا (خدا) ان میں سے ایک اور ان کے مساوی ہوتا تو کیوں کر اس کی ربوبیّت تمام روحوں اور کائنات کے اجسام پر محیط ہوتی ؟ بلکہ اس صورت میں تو وہ دوسروں کے لئے بھائی کی طرح ہوتا نہ کہ مبدءِ فیض بلکہ ربّ العالمین اوران حالات میں اور آسمانوں اور زمینوں کے قائم رکھنے والے کے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ اس صورت میں وجود باری پر دلالت کرنے والی کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ اور دلالت کرنے والی کوئی چیز ہو بھی کیسے سکتی ہے جبکہ اس نے (بقول ان کے) کوئی پیدا ہی نہیں کی بلکہ وہ اُس کی حدود سے دور ہوگئیں اور قلبِ سلیم اور درست عقل یہ فتویٰ نہیں دیتی کہ وجود باری بغیر کسی دلیل اور کھلی کھلی برہان کے باقی رہے۔

نـاد مـحشود، ومحفل مشهود،
ويُـحسَـب مِـن بـدور الـمحافل،
ورؤوس الأسـافـل، ويقوم خَدَمُه
عـند رأسه، حتى يهبّ من نعاسه،
ويأكل ويشرب حتّى يكون بطنه
كـالـقُبّة، ويشـرب الـحَلَبَ مِلْأَ
الـعُـلْبة، ولا يـأخـذه تـوخُّـمٌ ولا
يكون من المبطونين يركب علٰى

بھری محفل اور مجلس جس میں اکابر حاضر ہوں وہ صدر
نشین ہوتا ہے اور وہ محفلوں کا چاند اور عوام النّاس کا
سردار سمجھا جاتا ہے۔ اس کے خدمت گزار ہر وقت
اس کے سرہانے موجود ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ
﴾۱۰۸﴿ اپنی نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور وہ کھاتا پیتا ہے
یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھول کر کُپّا ہو جاتا ہے۔
وہ دودھ کا مٹکا پی جاتا ہے نہ اُسے بدہضمی ہوتی ہے
اور نہ پیٹ خراب ہوتا ہے۔ ہر عمدہ سواری پر سوار

بـقية الحاشية . ثـم لَـمَّـا سلّموا أنّ
أنـواع الـمـخلوقات نتيجة ضرورية
لأنـواع الـحسـنـات والسيّـئـات،
لـزِمهـم أن يُـقـرّوا بـأن أقسـام
الـحيوانات لا يُجاوز أقسامَ الحسنة
والسيّـئة، وهٰـذا بـاطـل بـالبـداهة
والـمشاهدة الحسّيّة. فلا شك أن
هٰذه الأوهام قد نُحِتت من تلفيقات
إنسـانية، وتـجـويـزات اضطرارية،
فـإنهـم إذ لـم يهتـدوا إلـى الـحق،
ألـقـوا الآراء رجـمًـا بـالـغيـب
كالعامهين، وما كانوا مهتدين. ☆

بقیہ حاشیہ: پھر جب انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ مخلوق
کی انواع، نیکیوں اور بدیوں کی انواع کا ضروری نتیجہ
ہیں تو ان کے لئے لازم ہوگیا کہ وہ اقرار کریں کہ
حیوانوں کی اقسام نیکی اور بدی کی اقسام سے زیادہ
نہیں ہوسکتیں اور یہ بالبداہت اور حواس خمسہ کے
مشاہدہ کے مطابق باطل ہے۔ پس اس میں کوئی شک
نہیں کہ یہ اوہام محض انسانی من گھڑت باتیں ہیں جو
اضطرار کے وقت گھڑ لی گئی ہیں کیونکہ جب وہ لوگ حق
کی طرف ہدایت نہ پاسکے تو انہوں نے اندھوں کی
طرح اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے اپنی آراء
پیش کیں اور وہ ہدایت یافتہ نہ تھے۔

☆ **نوٹ** . اعـجـبـنـي عقل البراهمة
انهـم جـمـعـوا التـنـاقض في العقيدة.
يـعتـقـدون بـوجـوب الـعـذاب عـلـى

﴾۱۱۱﴿ نوٹ ۔ مجھے ہندو پنڈتوں کی عقل پر تعجب آتا ہے کہ
انہوں نے اپنے عقیدہ میں متناقض باتیں جمع کردی ہیں۔
وہ گزشتہ زمانہ میں کی گئی برائیوں پر عذاب کے واجب

كـلّ مطيّةٍ وَطِيّةٍ، ويكون له تنعُّمه كـعـطيّة، ويشـغَفـه الأمـلاك والـغـلمان، ولا يدرى ما الإيمان. لا يغادر صغيرة ولا كبيرة، ولا يُثنى عـليـه خُـلقًـا وسيرة، ومع ذٰلک يـكـون مـرجَعَ الخواصّ والـعوامّ،

ہوتا ہے اور اس کا ناز ونعم عطیہ کی طرح ہے اور جائدادیں اور نوکر چاکروں کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور وہ چھوٹا بڑا گناہ نہیں چھوڑتا اور اس کے خُلق اور سیرت کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔ اس کے باوجود وہ مرجع خواص وعام ہوتا ہے

﴿۱۱۲﴾ **بـقية الـحاشية .** ثـمّ مـن الـمعلوم أن الأمـر لـو كـان كـذٰلک مـن ربّ الـكائنات، لوجب أن يكون قلّة الناس وكثـرتهـم تابعًا لتغيُّر عدد الحيوانات، وهٰذا بـاطل بالبداهة، وكذب بَحُتٌ عند نظر التجربة، لأنّا نشاهد غير مرة فى أيام البُسُـرات، كثيرا من الأَذِبّة والحشرات، والهـوامّ والـديـدان والـضفـادع وأنواع الـحيـوانـات، ونـعـلـم أنهـا أضعـاف مـضـاعـفة مـن عـدد نـوع الإنسـان،

بقیہ حاشیہ: پھر معلوم ہے کہ اگر یہ معاملہ ربّ کائنات کی طرف سے اسی طرح ہوتا تو یہ ضروری تھا کہ انسانوں کی قلّت وکثرت، حیوانوں کی تعداد کے تغیّر کے تابع ہوتی اور یہ بالبداہت باطل ہے اور تجربہ کی رو سے محض جھوٹ ہے کیونکہ ہم بارشوں کے موسم میں بار بار بہت سے پروانے، کیڑے مکوڑے، حشرات اور پتنگے اور مینڈک اور مختلف حیوانات مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ انسانوں کی تعداد سے کئی گناہ زیادہ ہوتے ہیں

بـقيه نوٹ. سيّـئـات سـابـق الزمان. ثم يدعون ربهم لكشف العذاب عنهم عند الـمكاره والامراض والخسران. بـل بـعـضهـم يـدعـون بـالاصـرار. ويجلسون فى موقد النار. بكد وتعب فـى هـواجـر ذات لهب. ولا يفكرون فى هذه التناقض كالعاقلين.

بقیہ نوٹ۔ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ پھر اپنے ربّ سے تکالیف، امراض اور نقصانوں کے وقت دعائیں بھی کرتے ہیں بلکہ اُن میں سے بعض تو بڑے اصرار سے دعا کرتے ہیں، اور وہ انگاروں پر بہت مشقت ومشکل اٹھا کر اور شعلے برسانے والے سورج کی تپش میں بیٹھتے ہیں اور ان تناقضات کے بارہ میں عقل مندوں کی طرح غور نہیں کرتے۔

ويصافونه بالحبّ التامّ، حتى يكون قبره بعد موته معتمَرَ الزّائرين، وتتعهدها صباح ومساء زُمَرُ المعتقدين. و ما قام دليل على كَوْرِ هٰذا الإنسان، وحَوْرِ الرّجال الذين سمعتَ ذكرهم في سابق البيان، ولا يُدرَى كيف وقع قوم في يد النخّاسين، وآخرين دخلوا

اور وہ اسے کمال محبت سے دوست رکھتے ہیں۔ یہاں
تک کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر زائرین کی
﴿۱۰۹﴾ زیارت گاہ بن جاتی ہے اور صبح وشام اس کے معتقدین کی
ٹولیاں بڑے اہتمام سے اس کی قبر کی دیکھ بھال کرتی
ہیں اور اس انسان کی خوش نصیبی پر اور وہ لوگ جن کا
ذکر تم پہلے بیان میں سن چکے ہو ان کے ادبار پر کوئی
دلیل نہیں، اور یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ کیوں یہ
لوگ سزا دینے والوں کے سپرد کئے گئے اور دوسرے

بقية الحاشية . بل لا يوجد الناس عُشْرَ عَشيرها عند الحُسبان. فلو كانت هذه الحيوانات أرواح الآدميين، فلزم أن لا يبقى في الخريف نفس واحدة منهم في الأرضين، ولكنا لا نرىٰ هناك نقصانًا في عدد نوع الإنسان، مع كثرة تكوُّن حشرات الأرض والديدان، بل نراهم كل يوم متزايدين. وأمّا قولهم أنها أرواح تتنزّل من معمورة السماوات، فهٰذه تكلفات واهية ومن قبيل الخرافات، نُحتتْ عند فقدان الدلائل وورود الاعتراضات، وما أرى دلائل أقيمتْ على تلك الخيالات،

بقیہ حاشیہ: بلکہ حساب کے وقت انسان ان کی تعداد
کے عُشرِ عَشیر بھی نہیں ہوتے۔ پس اگر یہ حیوانات
انسانوں کی روحیں ہوتیں تو لازم تھا کہ برسات کے
موسم میں زمینوں پر انسانوں میں سے ایک بھی نفس
باقی نہ رہتا، لیکن ہم یہاں انسانوں کی تعداد میں کوئی
﴿۱۱۳﴾ کمی نہیں دیکھتے اس کے باوجود کہ زمین پر حشرات اور
کیڑوں کی کثرت سے پیدائش ہوتی ہے بلکہ ہم ہر
روز انہیں (انسانوں) بڑھتا دیکھتے ہیں۔ جہاں تک
ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ (حشرات) روحیں ہیں جو
آسمانوں کی آبادیوں سے نازل ہوتی ہیں تو یہ بہت
بیہودہ تکلّفات ہیں اور خرافات میں سے ہیں جو دلائل
کے فقدان اور اعتراضات ہونے پر گھڑے گئے۔
مَیں ان خیالات پر قائم کردہ دلائل کو دلائل نہیں سمجھتا

فی المنعَمین.

فهــذه أســرار لا تبــلـغ الأنــظـار مـنتهاها، ولا تدری الأفكار مغناها، فـإذا وجـدتَ هٰـذه الـمُـعـضـلات في أفعال اللّٰه فكيف لا يوجد مثلها فـی أقوال الـلّٰه؟ مـا لک لا تـقيس أقـوال الـحكيم على أفعال الحكيم؟ ﴿۱۱۰﴾

منعمین میں داخل کئے گئے۔

یہ وہ اسرار ہیں جن کی انتہاء تک آنکھیں نہیں پہنچ سکتیں اور نہ خیالات ان کے قائمقام تک پہنچ سکتے ہیں جبکہ تم اللہ کے افعال میں یہ عقدہ ہائے لاینحل پاتے ہو تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے اقوال میں ان کی مثالیں موجود ہوں؟ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تم حکیم خدا کے اقوال کو صاحب حکمت اللہ کے افعال پر قیاس نہیں کرتے؟

بقية الحاشية . بـل هی كلمات غير مـعـقولة تخرج من أفواههم من غير الإثبـات، كـمثل غـريـق يتشبّث بـالـحشـائش خوفًا من الممات ولو كــان فــی السّــمـاوات ونـجـومهـا وشـمـوسهـا وأقمارها أناس ساكنين مـطـمئنين، لـكـان معـهـم كثير من الحيوانات والحشرات التی انتقلت أرواحهـا مــن أجســاد الآدميين، ولـكـان ذٰلک الـنـظـام أكملَ وأتمَّ كـنـظـام الأرضين، غيرَ محتاج إلى مـعـمورة الآخـريـن. فبأی ضـرورة تَـلْـجَأُ الأرواح حينئذ إلى النـزول؟ وكيف يستــقيــم هٰـذا التــأويـل عـند العقول؟ أليس في حُماة هٰذه العقيدة رجل من المستبصرين؟ ﴿۱۱۴﴾

بقیہ حاشیہ: بلکہ یہ نا معقول باتیں ہیں جو بغیر ثبوت کے ان کے مونہوں سے نکلتی ہیں، جیسا کہ ڈوبنے والا موت کے خوف سے تنکے کا سہارا لیتا ہے، اور اگر آسمانوں، ان کے ستاروں، ان کے سورجوں اور ان کے چاندوں میں لوگ اطمیان سے بس رہے ہوتے تو ضرور ان کے ساتھ بہت سے حیوانات اور حشرات ہوتے جن کی روحیں انسانوں کے جسموں سے ان میں منتقل ہوئی ہوتیں۔ اور ضرور وہ نظام زمینوں کے نظام کی طرح انتہائی کامل اور اَتمّ ہوتا اور دیگر آبادیوں کا محتاج نہ ہوتا۔ پس اس وقت کسی ضرورت کے تحت روحیں نزول کے لئے مجبور ہوتیں؟ اور کیسے یہ تاویل عقل مندوں کے نزدیک درست ہوسکتی؟ کیا اس عقیدہ کے حامیوں میں کوئی بھی صاحبِ بصیرت مرد نہیں؟

مع أنهما كالمرايا المتقابلة، وكالتوأمين في المشاكلة، فلا بدّ فيهما من وجود المناسبة، وتحقُّق المشابهة. فلا تجاوِزِ الحد الذى يسنّى الأمرَ المعضل، ولا تردّ الأمر الصحيح الذى يجب أن يُقبَل، ولا تكن من المتعصبين.

جبکہ بالمقابل آئینوں کی طرح یہ دو ہیں اور مشابہت میں جڑواں بچوں کی طرح ہیں۔ پس ان کے وجود میں مناسبت اور مشابہت تامہ کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ پس تو اس حد سے تجاوز نہ کر جو مشکل امر کو آسان کر دیتی ہے۔ اور اس صحیح بات کو رد نہ کر و جس کا ماننا ضروری ہے اور تعصب کرنے والوں میں سے نہ بنو۔

﴿۱۱۵﴾

بقية الحاشية. ثمّ لَمَّا جرت العادة أن كل حشرة تتكون فى تلك الأيام، وكذالك وقعت فى قانون اللّٰه صورة النظام، ولا تبلغ إلى هٰذه الكثرة فى غير تلك الأيام المعدودة، فلو كان سبب هٰذا انتقال أرواح الناس إلى الحشرات فى أيام البُسُرات، لكان هذا الأمر من معضلاتٍ غير منحلّة عند التحقيقات، بل من أمور بديهى البطلان والمحالات، ومورد كثير من الاعتراضات، عند كل ذى رأى متين. أ تظن ان بنى آدم

بقیہ حاشیہ: پھر جب عادت (اللہ) اسی طرح پر جاری ہے کہ تمام کیڑے مکوڑے انہیں ایّام میں پیدا ہوتے ہیں اور اسی طور پر اللہ تعالیٰ کے قانون میں نظام کی صورت جاری ہے۔ اور سوائے ان چند ایّام کے وہ کیڑے دیگر ایّام میں اس کثرت کو نہیں پہنچتے۔ اگر اس کا سبب بارشوں کے دنوں میں انسانوں کی روحوں کا حشرات میں منتقل ہونا ہوتا تو تحقیقات کے وقت یہ امر ان مشکلات میں سے ہوتا جن کی گتھی سلجھائی نہیں جاسکتی بلکہ ایسے امور میں سے جو واضح طور پر باطل اور محالات میں سے ہیں اور ہر پختہ رائے رکھنے والے کے نزدیک بہت سے اعتراضات کا مورد ہیں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ بنی آدم

﴿۱۱۱﴾ یآ عباد اللّٰه، اسمعوا، ثم فكّروا ثم اقبَلوا إن كنتم طالبين قد مات نبي اللّٰه عيسىٰ، و أخبرنا عن موته خيرُ الخَلق وسيّدُ الورىٰ، ثم شهد على موته كثير من أهل العلم والنهىٰ، كما شهد شاهدٌ عند وفاة

اے اللہ کے بندو! سنو پھر غور کرو، پھر قبول کرو اگر تم طالب حق ہو۔ اللہ کا نبی عیسیٰ فوت ہو گیا اور خیر الخلق اور سیّد الوریٰ نے ہمیں اس کی وفات کی خبر دی۔ پھر اُس کی موت پر بہت سے اہل علم و دانش نے گواہی دی جیسا کہ ہمارے نبی مصطفیٰ کی وفات

﴿۱۱۶﴾ **بقية الحاشية .** يذّنبون في تلك الأيّام أكثر من أيّام أخرىٰ، فيموتون و ينقلبون إلى الحشرات جزآءً من ربّهم الأعلٰى؟

فانظر. أهذا أمر يقبله قلبك بالثلج التام، أو يشهد عليه قانون اللّٰه وصورة النظام؟ ثم إنّا نشاهد أن كثيرًا من الحشرات والديدان الصغار، تخرج من أقصى طبقات الأرض عند حفر الآبار، بل توجد في مياهها ديدان دقيقة كالصِئبان، لا يخفٰى عند
﴿۱۱۷﴾ الامتحان، أو تتراءى بآلاتِ تحديدِ البصر باليقين. فالآن ما رأيك؟ أتزعم أن الأرواح تنزلت أوّلًا علٰى سطح الأرض من العلى، ثم خُسفت وبلغت إلى منتهى طبقات الثرىٰ؟

بقیہ حاشیہ: ان ایّام میں بنسبت دوسرے ایّام کے زیادہ گناہ کرتے ہیں۔ پس وہ مرتے ہیں اور اپنے ربّ اعلیٰ کی طرف سے بطور سزا حشرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

پس غور کر! کہ کیا یہ ایسا معاملہ ہے جسے تیرا دل مکمل سکون سے قبول کرتا ہے۔ یا اللہ کا قانون اور نظام کی ہیئت اس پر گواہی دیتی ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے حشرات اور چھوٹے کیڑے کنوئیں کھودنے کے وقت زمین کی انتہائی گہرائیوں سے نکلتے ہیں، بلکہ ان کے پانیوں میں انتہائی چھوٹے کیڑے جوؤں کے انڈوں کی طرح کے پائے جاتے ہیں۔ امتحان کے وقت وہ (کیڑے) پوشیدہ نہیں رہتے یا وہ یقینی طور پر خورد بین کی مدد سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ روحیں پہلے اوپر سے سطح زمین پر نازل ہوئیں پھر زمین میں دھنسا دی گئیں اور زمین کے انتہائی گہرے طبقات تک پہنچ گئیں؟

نبيّنا المصطفٰى، أعنى خليفة اللّٰه الصدّيق الأتقٰى. وكذٰلك ذهب إليه كثير من الأكابر والأئمة، وما جاء لفظ "رجوع" المسيح فى نبأ خير البريّة، بل لفظ **"النزول"**

بقية الحاشية . فاتق اللّٰه يامسكين. وإن قلتَ: فما بال الناقصين الذين ماتوا علٰى حالة النقصان، وانتقلوا من هٰذه الدنيا مع أثقال العصيان، فإنهم ما يُرَدّون إلى الدنيا ليتداركوا ما فات، فكيف يُكمَّلون ويجدون النجاة، أو يُدخلون فى الجنّة غير مكمّلين، أو يُترَكون إلى الأبد معذَّبين؟ فاسمع. إنّا نعتقد بأن جهنم مُكمِّلةٌ للناقصين، ومنبِّهةٌ للغافلين، وموقظة للنائمين. وسمّاها اللّٰه أُمَّ الداخلين، بما ترُبُّهم كالأمّهات للبنين. ونعتقد أن كل بصرٍ يكون يومئذ حديدًا بعد برهة من الزمان، ويكون كلُّ شقى سعيدًا بعد حقب من الدوران، ولا يلبثون إلا أحقابًا فى النيران،

کے وقت گواہی دی تھی یعنی اللہ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق سے ہے جو سب سے زیادہ متقی تھے۔ اور اسی مسلک پر بہت سے علماء وائمہ قائم ہیں۔ اور
خیر البریہؐ کی پیشگوئی میں مسیح کے رجوع کا لفظ ﴿۱۱۲﴾
نہیں آیا بلکہ اس امت کی طرف نزول کا لفظ

بقیہ حاشیہ: اے مسکین! اللہ سے ڈر اور اگر تو کہے کہ ان ناقصوں کا کیا حال ہے جو حالت نقص میں مرگئے اور نافرمانیوں کے بوجھ کے ساتھ اس دنیا سے منتقل ہوگئے۔ پس وہ اس دنیا کی طرف نہیں لوٹائے جائیں گے تا کہ تدارک مافات کرسکیں۔ پس وہ کیسے مکمل کئے جائیں گے اور وہ کیونکر نجات پائیں گے، یا وہ جنت میں ناقص حالت میں ہی داخل کئے جائیں گے یا ہمیشہ کے لئے عذاب میں چھوڑ دیئے جائیں گے؟ پس سن، ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ جہنّم ناقصوں کو مکمل کرنے والی اور غافلوں کو متنبہ کرنے والی، اور سوئے ہوؤں کو جگانے والی
ہے اور اللہ نے اس کا نام (اس میں) داخل ہونے ﴿۱۱۸﴾
والوں کی ماں رکھا ہے کیونکہ یہ ماؤں کے اپنے بیٹوں کے تربیت کرنے کی طرح ان کی (دوزخیوں کی) تربیّت کرتی ہے۔ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس روز ایک زمانے کے بعد ہر نظر تیز ہوگی اور ہر بد بخت عرصہ دراز گزارنے کے بعد نیک بخت ہو جائے گا اور وہ (دوزخی) آگ میں کچھ عرصہ رہیں گے

إلى هٰذه الأُمّة. وشتّان ما بين الرجوع وبين النـــزول عند أهل المعرفة. فاتقوا اللّٰه يا معشر المؤمنين، واقبلوا الحق يا حزب الصّالحين.

بقية الحاشية . إلّا ما شاء اللّٰه من طول الزمان، فإنّا ما أُعطِينا علم تحديده بتصريح البيان، فهو زمان أبدى نسبةً إلى ضعف الإنسان، ومحدود نظرًا على مِنن المنّان، ولا يُترَكون كالأعمٰى إلى الأبد على وجه الحقيقة، ويكون مآل أمرهم رُحْمَ اللّٰه والرشد ومعرفة الحضرة الأحدية، بعد ما كانوا قومًا عمين. ونعتقد أن خلود العذاب ليس كخلود ذات اللّٰه ربّ الأرباب، بل لكل عذابٍ انتهاءٌ،
﴿۱۱۹﴾ وبعدَ كلّ لعنٍ رُحُمٌ وإيواءٌ، وإنّ اللّٰه أرحم الراحمين. و مع ذالک ليسوا سواءً ا فى مدارج النجاة، بل اللّٰه فضّل بعضهم على بعض فى الدرجات والمثوبات، وما يرِد على فعله شيء من الإيرادات، إنه مالک الملک فأعطٰى بعض عباده أعلى المراتب فى الكمالات،

ہے اور اہلِ معرفت کے نزدیک رجوع اور نزول کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ اے مومنوں کے گروہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اے صالحین کے گروہ حق کو قبول کرو۔

بقیہ حاشیہ: سوائے بہت لمبے عرصے کے جو اللہ چاہے کیونکہ ہمیں واضح بیان سے اس (زمانے) کی حد کا علم نہیں دیا گیا، انسانی ضعف کی نسبت سے وہ ابدی زمانہ ہے اور خدائے منّان کے احسانوں پر نظر کرتے ہوئے وہ محدود زمانہ ہے۔ اور حقیقی طور پر وہ اُس میں ابد تک اندھوں کی طرح چھوڑ نہیں دیئے جائیں گے اور ان کے معاملے کا انجام اللہ کا رحم، رُشد اور اندھی قوم ہو جانے کے بعد حضرتِ احدیّت کی معرفت ہوگا۔ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ عذاب کی ہمیشگی اللہ ربّ الارباب کی ذات کے ہمیشہ رہنے کی طرح نہیں، بلکہ ہر عذاب کی ایک انتہا ہے اور ہر لعنت کے بعد رحمتیں اور (اللہ کی) پناہ ہے اور یقیناً اللہ ارحم الراحمین ہے۔ اس کے باوجود وہ سب مدارج نجات میں برابر نہیں ہیں، بلکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر درجات اور ثواب میں فضیلت دی ہے، اور اس کے فعل پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ وہ مالک الملک ہے۔ پس اُس نے اپنے بعض بندوں کو کمالات کے اعلیٰ مراتب عطا کئے ہیں

واعلموا أن قُرُب الله ليس إرثًا مقبوضًا لأحدٍ، بل تداولُ هذه الأيام من أمرِ ربّ صمد، يلقى الروح علٰى من يشاء، وكذالك تقتضي العظمة والكبرياء أأنتم تجادلونه علٰى ما فعل أو تقومون محاربين؟ ففكّروا

بقية الحاشية . وبعضهم دون ذالك من التفضّلات، ليُثبت أنه هو المالك يفعل ما يشاء، ليس فيه إتلافُ حقّ من حقوق المخلوقين. ولما كان وجود الله تعالٰى علّةً لكل علّة، ومبدءً لكل سكون وحركة، وهو قائم على كل نفس، فليس من الصواب أن يُعزَى إخلاد العذاب إلى هٰذا الجناب، وما كان العبد مُختارًا من جميع الجهات، بل كان تحت قضاء اللّٰه خالقِ المخلوقات وقيّوم الكائنات، وكان كل قوته مفطورةً مِن يده ومن إرادته، فله دخلٌ عظيم فى شقاوته وسعادته فكيف يترك عبدًا ضعيفًا فى عذاب الخلود، مع أنه يعلم

اور جان لو کہ اللہ کا قرب کسی کی مقبوضہ
وراثت نہیں بلکہ ان دنوں کا پھر پھر کر آنا خدائے
﴿۱۱۳﴾ بے نیاز کے حکم سے ہے۔ وہ جس پر چاہتا ہے اپنا کلام
نازل کرتا ہے اور اپنی عظمت اور کبریائی اسی کا تقاضا
کرتی ہے۔ کیا اس نے جو کیا تم اس سے جھگڑا کرو گے
یا جنگ کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ گے۔ پس تم سوچو

بقیہ حاشیہ: اور بعض کو اُن سے کم فضیلتیں دی ہیں
تا کہ وہ ثابت کرے کہ وہ ہی مالک ہے جو چاہتا
ہے کرتا ہے۔ اِس میں مخلوق کے حقوق میں سے
کوئی حق تلفی نہیں، جبکہ اللہ کا وجود علّت العِلل
ہے اور ہر سکون و حرکت کا مبدا ہے اور وہ ہر نفس
پر نگران ہے۔ پس یہ ہرگز درست نہ ہوگا کہ اس
کی جناب کی طرف عذاب کی ہمیشگی کو منسوب کیا
جائے۔ اور بندہ ہر لحاظ سے مختار نہیں ہے بلکہ
﴿۱۲۰﴾ وہ مخلوقات کے خالق اور کائنات کے قیّوم اللہ
کی قضا کے ماتحت ہے۔ اور انسان کی ہر قوت اللہ
کے ہاتھ اور ارادہ سے پیدا کردہ ہے اور اس کی
بدبختی اور خوش بختی میں اللہ کا بڑا دخل ہے۔
پس وہ ضعیف بندے کو ہمیشہ کے عذاب میں
کیسے چھوڑ دے گا، باوجودیکہ وہ جانتا ہے

بـفـكــر لا يشـوبـه زيغ ولا مَيل،
وطَهِّـروا قـلـوبكم من كل تعصب
ولا يُـذْهِـبُـكـم سَيـل.أَرُوا تـقـواكم
تقواكم، يـا أبناء المتقين.واعلموا
أن اللّٰه قد أقامني وبعثني وكلّمني،
﴿۱۱۴﴾ فـاتقوا أن تـحاربوا اللّٰه متعمّدين.

ایک ایسی سوچ کے ساتھ جس میں کوئی کجی اور جانب داری نہ ہو اور اپنے دلوں کو ہر تعصب سے پاک کرلو اور تمہیں کوئی (تعصّب کا) سیلاب بہا کر نہ لے جائے۔ اے متقیوں کی اولاد تقویٰ کا مظاہرہ کرو تقویٰ کا۔ جان لو کہ اللہ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور مبعوث کیا ہے ور مجھ سے کلام کیا ہے۔ پس اس چیز سے بچو کہ جان بوجھ کر خدا سے جنگ کرو۔

بـقية الـحاشية . أنــه خـالِـقُ الشقي
والـمسـعـود، والـعبـدُ يـفعل أفعالًا
ولـكـنــه أوّلُ الـفـاعلين، وكل عبدٍ
صُنُعُ يده وهو صانع العالمين. وإنه
رحيـم و جـوّاد و كــريـم، سبقـت
رحـمتُـه غـضبَـه، ورِفقُه شِصُبَه، ولا
يُسـاويــه أحـدٌ مـن الراحمين. فلا
يُـفـنـي كل الإفناء ، ويرحـم في آخر
الأمــر وانتهـاء البـلاء ، ولا يـدوس
كل الدوس بالإيذاء كالمتشدّدين،
بـل يبسـط فـي آخر الأيّام يده رأفةً
ويـأخـذ حُـزْمةً مـن الـناريّين.فانظر
إلـى يـد الـلّٰـه و حـزمته، هل تغادر
أحـدًا مـن الـمـعـذَّبيـن؟ وكذالك
﴿۱۲۱﴾ أشار في أهل النار وقال قولًا كريمًا،
فيـه إطـمـاعٌ عـظيم ونسيم الإبشار،

بقیہ حاشیہ: کہ وہی بد بخت اور خوش بخت کا خالق ہے اور کام اگرچہ بندہ ہی کرتا ہے مگر اوّل الفاعلین اللہ ہے اور ہر بندہ اس کے ہاتھ کی صنعت ہے اور وہ تمام جہانوں کا بنانے والا ہے۔ یقیناً وہ بہت رحیم، بہت سخی اور بہت کریم ہے۔ اس کی رحمت اس کے غضب پر اور اس کی نرمی اس کی سختی پر حاوی ہے اور رحم کرنے والوں میں سے کوئی اس کے مساوی نہیں۔ پس وہ پوری طرح فنا نہیں کرتا اور انجام کار آزمائش کے اختتام پر رحم کرتا ہے۔ اور تشدد کرنیوالوں کی طرح تکلیف سے پوری طرح پیس نہیں ڈالتا بلکہ آخری ایّام میں شفقت سے اپنا ہاتھ دراز کرتا ہے اور جہنّمیوں میں سے مٹھی بھر لے لیتا ہے، پس اللہ کے ہاتھ اور اس کی مٹھی کو دیکھ، کیا وہ مٹھی عذاب پانے والوں میں سے کسی کو چھوڑ دے گی۔ اسی طرح جہنمیوں کے بارہ میں اس نے اشارہ کرتے ہوئے ایک عمدہ بات کی ہے جس میں عظیم امید اور بشارتوں کی نوید ہے۔

لا فُلْکَ فی یومی هذا إلا فُلْکی، وإنّ یدی هٰذه فوق کل یدٍ تبتغی مرضاة ربّی، فلا تنبذوا الحق بعد ظهوره، ولا تجعلوا أنفسکم من المسئولین. و بعزة ربّی وجلاله، لستُ بکافر ولا معتدٍ من أقواله ولا مرتدّ

آج میری کشتی کے علاوہ کوئی کشتی نہیں، اور میرا یہ ہاتھ ہراُس ہاتھ پر ہے جو میرے ربّ کی رضا چاہتا ہے۔ پس حق کو ظاہر ہوجانے کے بعدمت پھینکو۔ اوراپنے آپ کو قابلِ مؤاخذہ نہ بناؤ۔ اور مجھے اپنے ربّ اور جلال کی قسم، میں ہرگز کافر نہیں اور نہ اس کے اقوال سے باہر نکلنے والا ہوں نہ مرتد ہوں

بقية الحاشية. فقال: خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ [1] فانظر إلى استثنائه ببصر حديد ونظر رشيد، ولا تظن ظن السوء کاليائسين.

بقیہ حاشیہ: پس فرمایا۔ ''وہ اس میں اس وقت تک رہتے چلے جائیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں۔سوائے اس (عرصہ) کے جو تیرا ربّ چاہے، تیرا رب جو چاہتا ہے اسے کر کے رہتا ہے۔'' پس (آیت مذکورہ میں موجود) استثناء کو تیز نظر اور رشد کی آنکھ سے دیکھ اور مایوس ہونے والوں کی طرح بدظنی نہ کر۔

والعجب کل العجب من إلٰه النّصارٰی، أنه بزعمهم صلَب ابنه وأضاع وحيده کالمجنون الغَضبان، وما سلک فی المجازات طريق العدل والرفق والإحسان، بل خوّف من العذاب الأبدی الذی لا ينقطع فی حين من الأحيان. فأين الرحم فی مثل هٰذا القهّار، الذی فوّض الابن المحبوب إلی الکفّار؟ وما خفّف عذابه کالرحماء الأخيار،

اورعیسائیوں کے خدا پر تو بہت ہی تعجب ہے کہ جس نے ان (عیسائیوں) کے گمان میں اپنے بیٹے کو صلیب دے دی اور مجنون غضبناک کی طرح اپنے اکلوتے (بیٹے) کو کھو دیا اور جزا سزا دینے میں عدل اور نرمی اور احسان کے راستے پر نہیں چلا بلکہ اس نے ایسے ابدی عذاب سے ڈرایا جو کسی بھی وقت منقطع نہیں ہوگا۔ پس اس جیسے قہّار میں رحم کہاں، جس نے اپنے محبوب بیٹے کو کفّار کے سپرد کر دیا؟ اور رحم کرنے والے برگزیدوں کی طرح اپنے عذاب کو کم نہ کیا

[1] هود:۱۰۸

ولا من الملحدين. بل جاء كم
الحق فلا تُعرضوا عن الحق
كارهين. وقد تقوّى مذهبنا
بتظاهر الأحاديث والفرقان، ثم ﴿۱۱۵﴾
بشهادة الأئمة و أهل العرفان ، ثم
بالعقل الذى هو مدار التكاليف
الشرعيّة، ثم بالإلهام المتواتر
اليقينى من حضرة العزة، فكيف
نرجع إلى الظن بعد اليقين؟

اور نہ ملحد بلکہ تمہارے پاس حق آ گیا ہے۔ پس تم ناپسند کرتے ہوئے حقیقت سے اعراض نہ کرو اور ہمارے موقف کو احادیث اور قرآن کی باہمی تائید سے تقویّت ملتی ہے۔ اسی طرح ائمہ اور اہل معرفت کی گواہی سے۔ پھر اس عقل سے بھی جو احکام شریعت کے مکلّف ہونے کا مدار ہے۔ پھر حضرت احدیّت سے یقینی اور متواتر الہامات سے بھی۔ پھر ہم یقین کو چھوڑ کر ظن کی طرف کیوں جائیں۔

بقية الحاشية : بل ألقى عباده فى
جهنّم لأبد الآبدين. زاد العذاب ﴿۱۲۲﴾
زيادة فاحشة مكروهة، ثم ادّعى أنه
قتل ابنه لينجّى المذنبين رحمة،
فما هٰذا إلّا طريق الظالمين
المزوّرين ثم نرجع و نقول انّ
البراهمة قد تركوا سبل الهدى،
فلا تتبع خرافات قومٍ نَوكَى، واسألِ
اللّٰه أن يهديك إلى صراط
الراشدين. ألا ترى أنّهم جَمَعوا
تناقضات فى خيالاتهم، وأضحكوا
الناس بخزعبيلاتهم، و جاء وا
بإفكٍ مبين؟ قد لزمهم من جهةِ
عقيدتهم أن يَدْعوا ربهم بالتضرعات،

بقیہ حاشیہ: بلکہ اپنے بندوں کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا۔ اور انتہائی ناپسندیدگی کی حد تک عذاب کو بڑھادیا، پھر اُس نے دعویٰ کیا کہ اُس نے اپنے بیٹے کو قتل کیا تاکہ وہ گناہگاروں کو بطور رحمت نجات دے۔ پس یہ صرف ظالموں اور جھوٹوں کا طریق ہے۔ ہم پھر اپنی پہلی بات کی طرف لوٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یقیناً ہندوؤں نے ہدایت کے راستوں کو ترک کر دیا ہے پس تو بیوقوف قوم کی خرافات کے پیچھے نہ چل۔ اور اللہ سے مانگ کہ وہ تجھے ہدایت یافتوں کی راہ پر چلائے۔ کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ انہوں نے اپنے خیالات میں متناقض باتیں اکٹھی کر لی ہیں اور لوگوں کو اپنی بے ہودہ باتوں سے ہنسایا ہے اور وہ کھلا کھلا جھوٹ لائے ہیں۔ ان کے عقیدے کی رو سے ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ربّ سے تضرّع سے دعا کریں،

بـل نحن أوينا إلى الركن الشديد، واعتصمنا بحبل الله المجيد، وما جئنا بمحدَثات كالمبتدعين.

وقـدّ عـلـمتـم أن الـمسيح الموعود، يكسر الصليب المعضود، فهٰذا هو الزمان إن كنتم موقنين. أما تـرون كيف يُـعـلَـى الـصليـب، وكيف تُـفشَّي في شأنه الأكاذيب، وإلـى أيّ حـدود بـلـغ الأمـر،

بـقية الحاشية : ليـفـنى كلَّ حيوان مِـن دون رجـال يـوجـد تـحـت السّماوات، من بقرٍ وجاموسٍ وما عزٍ وغيـرها مِن الحيوانات، وكلّ امرأة زوجًـا كـانـت لهم أو من الأمّهات والبنـات والأخـوات، ليستخلص أرواح آبـائهـم من تناسُخ ومن عذاب مهيـن☆ بـل كـان هـذا الـدعـاء

☆ نوٹ: ان كـان التنـاسـخ هو الحق فيـجـب ان يـجتـنـب التـزويـج كل من تـمسک بهذه الاعتقادات. لعل النساء الـمـنـكـوحات كن بناتهم او اخواتهم او امهاتهم او امهات الامهات . منه

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ایک مضبوط سہارے کی پناہ لی ہےاور خدائے مجید کی رَسّی کو ہم نے مضبوطی سے تھاما ہے اور ہم نے بدعتیوں کی طرح کوئی بدعت پیش نہیں کی۔

﴿۱۱٦﴾ تم خوب جانتے ہو کہ مسیح موعود مضبوط صلیب کو توڑے گا۔ پس یہی وہ زمانہ ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح صلیب بلند کی جارہی ہے اور اس کی عظمت کے بارہ میں کیسی کیسی جھوٹی باتیں پھیلائی جارہی ہیں اور معاملہ کہاں سے کہاں جا پہنچا۔

بقیہ حاشیہ: تا کہ وہ انسانوں کے علاوہ ہر حیوان کو جوآسمانوں کے نیچے پایا جاتا ہے فنا کردے، گائیوں میں سے اور بھینسوں اور بکریوں میں سے اوران کے علاوہ دیگر حیوانات میں سے۔ نیز ہر عورت کو خواہ ان کی زوجہ ہو یا ماؤں میں سے ہو اور بیٹیوں اور بہنوں میں سے ہو تا کہ ان کے آباء واجداد کی روحیں تناسخ اور رسوا کن عذاب سے نجات پاویں بلکہ یہ دعا

﴿۱۲۲﴾ ☆ نوٹ: اگر تناسخ حق ہے تو لازم ہے کہ جو بھی یہ عقیدے رکھے وہ شادی کرنے سے مجتنب رہے۔ ہوسکتا ہے کہ منکوحہ عورتیں ان کی بیٹیاں یا ان کی بہنیں یا ان کی مائیں یا ماؤں کی مائیں ہوں۔ منه

وكثر الخنـــزير والخمر، وديُسَ الإسـلام تحت أقدام المُغْوِين المفسدين؟ أليس في أحاديث خير الكائنات، وأفضلِ الرسل ونُخبةِ
﴿١١٧﴾ المخلوقات، أنّ المسيح الموعود لا يجيء إلا عند غلبة الصّليب وفتنِها المواّجة في الجهات؟ فهذا هو الأصل المحكم لمعرفة وقت المسيح ومِن أعظم العلامات.

سؤر اور شراب کی کثرت ہوگئی۔ اسلام بہکانے والے فسادیوں کے قدموں کے نیچے روندا گیا۔ کیا سرور کائنات افضل الرسلؐ مخلوقات کی برگزیدہ کی احادیث میں یہ نہیں آیا کہ مسیح موعود صلیب کے غلبہ اور اس کے ہر طرف موجزن فتنوں کے وقت ہی آئے گا۔ اور مسیح موعود کے وقت کی شناخت کے لئے یہی محکم اصول ہے اور بڑی علامتوں میں سے ہے۔

﴿١٢٣﴾ **بقية الحاشية :** أهمّ مقاصدهم وأعظم مآربهم إن كانوا راسخين على عقيدتهم ومستيقنين. ولكنهم يَدْعون خلاف ذالك، وقد حثّهم "ويدهم" على أن يدعوا ربهم يعطهم كثير من البقر والفرس ويجعلهم من المواشي متموّلين.

و"الويد" مملوٌّ من مثل هذه الأدعية، كما لا يخفى على الذين قرءوا "الرگ ويد" بالبصيرة، وسمعوه من البراهمة متأمّلين. فلو كان "الويد" من عند اللّٰه، لما وُجِدَ فيه دعاء لا يتأتّى إلا بفسق الفاسقين. وترى الهنود كيف

بقیہ حاشیہ: ان کا سب سے اہم مقصد اور سب سے عظیم مراد ہونی چاہیے اگر وہ اپنے عقیدہ پر راسخ ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں لیکن وہ اس کے برخلاف دعا کرتے ہیں اور ان کے وید نے ان کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ اپنے ربّ سے دعا کریں کہ وہ انہیں کثیر تعداد میں گائیاں اور گھوڑے دے اور جانوروں کے لحاظ سے انہیں متموّل کردے۔

اور وید اس قسم کی دعاؤں سے پُر ہے جیسا کہ (یہ بات) ان لوگوں پر مخفی نہیں جنہوں نے رگوید کو بنظر غور پڑھا ہے اور پنڈتوں سے غور وفکر کرتے ہوئے اسے سنا ہے۔ پس اگر وید منجانب اللہ ہوتا تو اس میں ہرگز ایسی دعا نہ پائی جاتی جس کا حصول بدکاروں کی بدکاری کے بغیر ممکن نہیں اور تو ہندوؤں کو دیکھتا ہے

فإن كنتم تظنون أن المسيح ما جاء علٰى رأس هذه المائة، وفتن النصارى لم تبلغ إلٰى غايتها المقصودة، فلزمكم أن تعتقدوا بامتداد هذه الفتن إلٰى رأس المائة الثانية، أو علٰى رأس مائة أخرىٰ من المئين الآتية البعيدة.

اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ مسیح اس صدی کے سر پر نہیں آیا اور نصاریٰ کے فتنے مقصودہ حد تک نہیں پہنچے۔ تو تم پر لازم ہے کہ تم یہ عقیدہ رکھو کہ یہ فتنے اگلی صدی کے سر تک پھیلتے چلے جائیں گے یا آئندہ آنے والی کسی اور صدی کے سر تک۔ ﴿۱۱۸﴾

بقية الحاشية : يودّون أن يكون لهم أقاطيع من البقر والجواميس ويصرفون هممهم إلٰى هذا الأمر مدبّرين، فكأنهم يحبّون أن تبقى الفاحشة إلى أبد الآبدين، بل يحب ويدهم أن لا يقطع أبدًا سلسلة ذنب المذنبين. وأمّا القول الأحسن الأقوم في هذا الباب، والحق القائم على أعمدة الصواب، فهو الذي بيّنه اللّٰه في الكتاب لقوم طالبين. وهو أن هذا العالم لا يدوم إلى أبد الآبدين، بل له انقطاع وانتهاء ، وبعده عالم آخر يقال له يوم الدّين. ولا يُلقَّى نعماءه إلا الذي اختار الشدائد على النعماء ، وآثر الآلام على الآلاء ، وصبر على أنواع البأساء لرضاء ربّ العالمين.

بقیہ حاشیہ: کہ وہ کس طرح چاہتے ہیں کہ ان کے لئے گائے، بھینسوں کے ریوڑ ہوں اور وہ اس معاملے میں تدابیر کرتے ہوئے اپنی ہمتیں صرف کر دیتے ہیں۔ گویا کہ وہ چاہتے ہیں کہ بدی ہمیشہ موجود رہے بلکہ ان کا ویدپسند کرتا ہے کہ گناہ کرنے والوں کے گناہ کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو۔ جہاں تک اس باب میں عمدہ مضبوط قول کا تعلق ہے اور درست ستونوں پر قائم حق کا تو وہ وہی ہے جو اللہ نے قرآن کریم میں طالبِ حق قوم کے لئے کھول کر بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ کائنات ہمیشہ نہیں رہے گی بلکہ اس کا منقطع ہونا مقدر ہے اور اس کی ایک انتہا ہے اور اس کے بعد ایک اور عالَم ہے جسے یوم جزاء سزا کہا جاتا ہے۔ اور اس کی نعماء وہی پائے گا جس نے ربّ العالمین کی خوشنودی کے لئے شدائد کو نعماء پر اختیار کیا اور نعمتوں پر تکالیف کو ترجیح دی۔ اور طرح طرح کی تکالیف پر صبر کیا۔ ﴿۱۲۴﴾

فـلـو كان عمر فتن النصارىٰ إلى هذه
الأزمـنة الطويلة، فما بال الإسلام إلى
تلك المدّة يا معشر المتفرسين؟
أرضيتـم أن تتـزايـد فتـن ﴿۱۱۹﴾
الدجّالين القِسّيسين وتمتدّ إلى

بقية الحاشية : فـالذين وصلوا هٰذه
السعادة، وبلغوا الشرف والسّيادة،
فهم قومانِ عند الربّ المنّان. منهم
قـوم يـجـاهـدون فـى الـلّٰه بأموالهم
وأنـفسهـم، ويـؤتـون فى سبيل اللّٰه
كـلَّ أَحَبِّهـم وأنـفَسِهـم، ويشـرون
نـفـوسهـم ابتـغـاء مـرضـاة اللّٰه،
ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم
خـصـاصة، ويبيتـون لـربّهم سجّدًا
وقيـامًـا وبـاكين. ولا يُـفـرّطون فى ﴿۱۲۵﴾
حظّ أنفسهم، بل ينفقون أموالهم فى
مـراضـى الـلّٰـه، ويـعيشون كالفقراء
والـمساكين. وقـوم آخرون يتولّى
الـلّٰـه أمر نجاتهم، ويفعل بهم أمورًا
مـا كـان لهـم أن يـفـعـلـوهـا لنجاة
أنـفسهـم، فيـصـبّ عليهم مصائب
وشـدائـد وأنـواع الـنـائبـات،

اگر نصاریٰ کے فتنوں کی عمر زمانہ دراز تک ہے
تو اے دانشمندو اُس مدت تک اسلام کا کیا
حال ہوگا۔
کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ دجّال
پادریوں کے فتنے بڑھتے رہیں اور دو صدیوں یا

بقیہ حاشیہ: پس وہ لوگ جو اس سعادت تک پہنچے اور
شرف و سرداری حاصل کی۔ ربّ منّان کے ہاں وہ دو
قومیں ہیں۔ ان میں سے ایک قوم وہ ہے جو اللہ کی راہ
میں اپنے اموال اور اپنے نفوس سے جہاد کرتے ہیں
اور اللہ کی راہ میں اپنی تمام پسندیدہ چیزیں اور اپنا عمدہ
مال پیش کر دیتے ہیں۔ اور اللہ کی رضا کے لئے اپنے
نفوس کو بیچ دیتے ہیں۔ اور وہ باوجود اس کے کہ خود
غریب ہیں دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔
اور اپنے ربّ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے، قیام کرتے
ہوئے اور روتے ہوئے راتیں بسر کرتے ہیں۔
اور اعتدال اور حظِّ نفس میں حد سے نہیں نکلتے بلکہ
وہ اپنے اموال اللہ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کرتے
ہیں اور فقراء اور مساکین کی طرح زندگی بسر کرتے
ہیں۔ اور دوسری قوم وہ ہے جس کی نجات کا اللہ
متولّی ہوتا ہے اور وہ ان کے لئے ایسے کام کرتا ہے
جو وہ خود نہ کر سکتے تھے۔ پس ان پر مصائب ،
شدائد اور انواع و اقسام کی مشکلیں نازل کرتا ہے۔

مـــائتيـن أو مـئين؟ فـإن غـلبتهم ضروري إلى أيّام ظهور المسيح، كـمـا جـاء بـالبيـان الصّريح، في أنباء خير المرسلين.

کئی صدیوں تک ممتد ہو جائیں کیونکہ ان کا غلبہ مسیح کے ظہور کے زمانے تک ضروری ہے جیسا کہ خیر المرسلینؐ کی پیشگوئیوں میں اس کا بالبداہت ذکر ہے۔

بقية الحاشية : ويبتليهم بنقص من الأموال والأنفس والثمرات، ثـم يـرحـمهـم بـذٰلک، وينـــزل عليهم صلواتِه وأنواع البركات، كـمـا ينــــزل علٰى أهل الباقيات الـصـــالـحـــات، ويـلـحقهم بقوم مــحبـوبيــن. وتُــحسَــب تـلـك الآفاتُ عبادةً منهم، ومجاهدةً من عـنـد أنـفسهـم بما صبروا عليها مستقيمين. فيبلّغهم الله مقاماتٍ بـلـغهــا قـوم زاهـدون صـالحون وحـــزب عــابـدون مـرتـاضـون، ويرضٰى عنهم كما رضى عن قوم يـــعبــدونـــه ويــؤثــرونــــه و يـجـعلهم فـائزيـن.ويـخـتـار لكل مـا صـلـح لـنـفـســه، وهـو يـعـلـم مـصـالـح الـمـخلوقين. فـمـــا بقي مـحـل اعتـراض في هذا المقام،

بقیہ حاشیہ: اور وہ انہیں مالوں، نفوس اور پھلوں کی کمی سے آزماتا ہے۔ پھر اس (آزمائش) کی وجہ سے ان پر رحم کرتا ہے اور ان پر اپنی رحمتیں اور قسما قسم کی برکات نازل فرماتا ہے جس طرح کہ وہ باقی رہنے والے نیک اور مناسب حال عمل کرنے والوں پر نازل فرماتا ہے۔ اور انہیں اپنے محبوب لوگوں میں شامل کر لیتا ہے۔ اور وہ آفات ان سے عبادت سمجھی جاتی ہیں اور ان کی طرف سے مجاہدہ شمار ہوتی ہیں کیونکہ وہ ان مصائب پر استقامت دکھاتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پس اللہ ان کو ان مقامات تک پہنچا تا ہے جن تک زاہد، صالحین، عابدوں کا گروہ جن سے اللہ راضی ہوتا ہے پہنچتے ہیں۔ اور وہ ان سے اس طرح راضی ہو جاتا ہے جس طرح وہ اس قوم سے راضی ہوتا ہے جو اس کی عبادت کرتے
﴿١٢٦﴾ ہیں اور اسے ترجیح دیتے ہیں اور وہ انہیں کامیاب قرار دیتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے وہی چنتا ہے جو اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور وہ مخلوق کے مصالح کو جانتا ہے۔ پس اس جگہ اعتراض کی کوئی

﴿۱۲۰﴾ فـمـــا تــأمــرون فــی هــذه القضية ؟ أ تـرضـون بأن يمهّلهم اللّٰـه لإغـواء الـنـاس إلى تلك الـمـدى الـطويلة ، ويُجاح الإسلام مـن أصـوله المباركة، ولا يبقٰى أحد على وجه الأرض مّن المسلمين؟ ﴿۱۲۱﴾
أيهـا الـناس اعلموا أن وقت ظهور الـمسيـح عند اللّٰه هو وقت ظهور

اس معاملہ میں تم کیا رائے دیتے ہو؟ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ ان کو لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے اُس طویل مدت تک مہلت دے اور اسلام کے مبارک اصولوں کی بیخ کنی کردی جائے اور روئے زمین پر مسلمانوں میں سے کوئی باقی نہ رہے۔
اے لوگو! جان لو کہ اللہ کے نزدیک مسیح کے ظہور کا وقت، صلیب کے فتنوں کے ظہور ہی کا وقت ہے۔

بـقية الـحاشية : فـإنهـم وجدوا جـزاء هـم على الآلام، وأصـابهم حـظ كثير وأُعطوا نعمًا غير محدودة مـن الـفـضـل التـام، ودخلوا فی مـقـعـدِ صـدقٍ كـالأبرار الكرام، ووصـلـوا اللذّات الأبدية فرحين. وورثوا جنةً لا تنقطع نعماؤها ولا تـنـفـد آلاؤهـا، ووجدوا نعمـاءً أبدية بنصبِ أيامٍ قلائل، ودخلوا فـردوس ربهم خالدين. وما هذه الـدنيـا إلا طـرفة عيـن تـنقضـی مـرارتهـا وحـلاوتهـا، وتـنـعـدم نـضارتها وطراوتها، ولا تبقى لذتها ولا عقوبتها، فلا تتمايلُ عليها أعين الـعارفين. هٰـذَا مِـمَّـا أَلْهَمَنِی رَبِّی فخُذْها وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِين. منه.

بقیہ حاشیہ: گنجائش باقی نہیں رہی کیونکہ انہوں نے مصیبتوں پر اپنی جزا پائی۔ اور انہیں وافر حصّہ دیا گیا اور انہیں فضل تام سے غیر محدود نعماء عطا کی گئیں۔ اور معزز ین ابرار کی طرح سچائی کے مقام میں داخل کئے گئے اور وہ خوشی خوشی ابدی لذّات تک پہنچے اور وہ ایسی جنت کے وارث ہوئے جس کی نعمتیں منقطع نہیں ہوں گی اور نہ ہی ختم ہوں گی۔ اور وہ اپنے ربّ کی جنت الفردوس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو گئے۔ اور یہ دنیا تو محض ایک طُرفۃ العین کے لئے ہے اس کی تلخی اور حلاوت ختم ہو جائے گی اور اس کی لذّت اور عقوبت باقی نہیں رہے گی۔ عارف لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف مائل نہیں ہوتیں۔ یہ وہ ہے جو میرے ربّ نے مجھے الہام کیا ہے۔ پس تو اسے لے لے اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔ منه

فتن الصليب، ولأجل ذالک قيل
هو يكسر الصليب، فتدبروا
كالمستدلّ اللبيب، وقوموا لله
شاهدين. ثم من المسلّمات
الأمة المرحومة، أن المسيح لا
يجيء إلّا علٰى رأس المائة، فهذا
الرأس بزعمكم قد انقضى خاليًا
ومضىٰ، وانقطع الرَجاء إلٰى رأس مائةٍ
أُخرىٰ، ووجب بزعمكم أن تبقى
فتنُ قسّيسين أعداء الهدٰى، مع
تزايدها إلى تلک المدىٰ، فإن
وقتها شريطةُ وقتِ المسيح كما
أخبر سيّد الورىٰ. فهٰذا أعظم
المصائب على الإسلام أن تعلو
شوكة الصليب إلى تلک الأيّام
البعيدة من الأنام، ويمتد زمان
إغواء الخواص والعَوام. فما لكم
لا تتفكرون، وتبدّلون شُكرَ
نعم اللّٰه بالكفران وتنكرون؟ و
جاء كم الحقّ فی وقته فتعرضون،
وتجعلون حظكم أن تكفّرونی
ولا تتّقون. أ تكفرون عبد اللّٰه

اسی لئے کہا گیا کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔ پس عقل مند
استدلال کرنے والے کی طرح تدبّر کرو۔ اور اللہ کی
﴿۱۲۲﴾ خاطر گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر اس
امت مرحومہ کے مسلّمات میں سے ہے کہ مسیح صدی
کے سر پر ہی آئے گا۔ پس تمہارے خیال کے مطابق
اس صدی کا سر خالی گزر گیا اور کسی ایک اور صدی کے
سر تک آمد کی امید منقطع ہو گئی اور تمہارے خیال کے
﴿۱۲۳﴾ مطابق اس مدت تک ہدایت کے دشمن پادریوں کے
فتنوں کا باقی اور مسلسل بڑھتے رہنا ضروری ہے کیونکہ
جیسا کہ سید الوریٰؐ نے خبر دی ہے ان فتنوں کا وقت
مسیح کے (زمانے کے لئے) وقت کی شرط ہے۔ پس
اسلام پر یہ عظیم مصائب میں سے ہے کہ صلیب کی
﴿۱۲۴﴾ شان و شوکت مخلوق کے ان دور دراز ایام تک بلند
رہے۔ اور خاص و عام کے گمراہ کرنے کا زمانہ ممتد
ہو جائے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم سوچتے
نہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کے شکر کو کفرانِ نعمت میں
تبدیل کرتے اور انکار کرتے ہو؟ جبکہ تمہارے پاس
﴿۱۲۵﴾ حق اپنے وقت پر آیا ہے لیکن تم اعراض کرتے ہو۔
اور تم اپنا نصیبہ یہ بناتے ہو کہ مجھے کافر قرار دو اور تقویٰ
اختیار نہیں کرتے۔ کیا تم اللہ کے مامور بندے کا انکار

المأمور، وتَقْفُون ما ليس لكم به
علم من اللّٰه الغيور، وتتكلمون
مستعجلين؟ أَنسيتم ما جاء ﴿١٢٦﴾
الناموس به أو كنتم قومًا غافلين؟
أتَوانَون فی أمر الدين، وأَخْلَدْتّم
إلی الدّنيا مُجِدّين؟ وإذا
مررتم بالحق مررتم مستهزئين
إلا قليل من الراشدين. وأكثركم ﴿١٢٧﴾
ينظرون إلی أهل الحق بنظر
السّخط محقّرين. وإنّ
سُخط اللّٰه أكبر من سخطهم
وهو غيور لعباده المأمورين.

وما كنتُ أن أفتری عليه، إنه
ربی أحسنَ مثوای، وإنه لا يُمهّل
المفترين. وأنتم تعرفون سنن
اللّٰه ثم تنقلبون منكرين.
وتدرسون كتابه ثم لا تفهمون
أيّام الصّادقين. فضّلكمُ اللّٰه
بعقل ودرايةٍ، وفراسةٍ مانعةٍ
من غوايةٍ، فالحجة عليكم أَتَمُّ
مِن أحبابكم، وذنبُ الْأُمّيّين
والمحجوبين كله علی رقابكم،

کرتے ہو، اور اس بات کے پیچھے پڑ گئے ہو جس کا خدائے غیور کی طرف سے تمہیں کوئی علم نہیں۔ اور تم جلد بازی میں باتیں کرتے ہو۔ کیا تم اس کو بھول گئے ہو جو فرشتہ لے کر آیا یا تم غافل قوم ہو؟ کیا تم دین کے معاملے میں سُستی کرتے ہو اور تمام تر کوشش سے دنیا کی طرف جھک گئے ہو؟ اور جب تم حق کے پاس سے گزرتے ہو تو استہزاء کرتے ہوئے گزرتے ہو سوائے چند ہدایت یافتوں کے، اور تم میں سے اکثر اہل حق کو حقارت و غصہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ کا غضب ان کی ناراضگی سے بہت بڑا ہے اور وہ اپنے مامور بندوں کے لئے بہت غیرت رکھتا ہے۔

اور میں ایسا نہیں کہ اس (اللہ) پر افترا کروں۔ یقیناً وہ میرا ربّ ہے اس نے میرے رہنے کی بہت اچھی جگہ بنائی۔ اور یقیناً وہ مفتریوں کو مہلت نہیں دیتا۔ تم اللہ کی سنتوں کو جانتے ہو اس کے باوجود تم انکار کرتے ہوئے لوٹ جاتے ہو۔ اور تم اس کی کتاب پڑھتے ہو لیکن صادقوں کے زمانے کو نہیں سمجھتے۔ اللہ نے تمہیں عقل و درایت اور گمراہی سے بچانے والی فراست کے ساتھ فضیلت دی ہے، تم پر تمہارے دیگر دوستوں کی نسبت حجت زیادہ پوری ہو چکی ہے۔ اور اگر تم اعراض کرنے والے ہو تو

إن كنتم معرضين. وإنى قد بلّغتُ كــمــا أُمــرتُ، وصــدَعــتُ بــمــا أُلهِــمتُ، فالآن لا عذر لــجاحدٍ، ولا مــحلَّ قــولٍ لــمعاندٍ، وظهر الأمــر وحــصــحــص الحق و قطَع اللّٰه دابِر المرتابين. ما بقى الأمر مــرموزا مكتومًا، وصار المستور مــكشــوفًــا مــعــلــومًــا، فــلا تــكــتــمــوا الــحــق بــعــد ظهــوره إن كنتم صالحين.

ولا يختلج فى قلبک أن العلماء ينتظرون نزول المسيح من السّماء، فكيف نقبل قولًا يخــالف قول الــعلماء؟ فإن وفاة المسيح ثابت بــالآيــات الــمــحــكــمة القاطعة، و الآثارِ الــمتــواتــرة المتظاهرة، فــالأمــر الــذى ثبــت بتــظــاهــر الأحــاديــث والــقــرآن و اليقين والبرهان، لا يبلغ شأنَه أمرٌ يؤخذ من ظنون لا مِن سبل الإيقان، وَلا يــخــلــو مــن أوســاخ مَــسِّ يد الإنســان، فــالأمــن كل الأمن فى

اَن پڑھوں اورحق ناشناس لوگوں کا سارا گناہ تمہاری گردنوں پر ہے۔ اور یقیناً میں نے جس طرح حکم دیا گیا تھا۔ اُسے پہنچا دیا اور جو میری طرف الہام کیا گیا وہ میں نے کھول کر بیان کر دیا۔ پس اب کسی منکر کے لئے کوئی عذر نہیں۔ اور نہ کسی معاند کے لئے بات کرنے کی مجال ہے۔ اور معاملہ ظاہر ہوگیا، اور حق کھل گیا۔ اور اللہ نے شک کرنے والوں کے تمام شکوک کی جڑ کاٹ دی۔ میرا معاملہ مخفی اور مستور نہیں رہا اور جو مخفی تھا وہ ظاہر اور معلوم ہوگیا۔ پس اگر تم نیکوکار ہو تو حق کو اس کے ظاہر ہونے کے بعد نہ چھپاؤ۔

اور تیرے دل میں یہ نہ کھٹکے کہ علماء تو مسیح کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں، پس ہم اس قول کو کیسے قبول کر لیں جو علماء کے قول کے مخالف ہے؟ کیونکہ مسیح کی وفات محکم اور قطعی آیات سے اور متواتر احادیث سے جو بپایہء ثبوت تک پہنچی ہوئی ہیں ثابت ہے۔ پس وہ امر جو احادیث کے تواتر اور قرآن اور یقین اور دلیل سے ثابت ہے۔ اس کا معاملہ ایسے امر کی طرح نہیں جو کہ ظن سے اخذ کیا گیا ہو نہ کہ یقین کے طریقوں سے۔ اور نہ وہ انسانی ہاتھ کی گندگیوں کے مس سے پاک ہو۔ پس امن تو پورے طور پر اس امر کے قبول ﴿۱۲۸﴾

قبـول أمـر تـظـاهـرَ فيه الحديث والـفـرقـان، والعقل والوجدان، ولــه نـظـائـر فى كتب الأوّلين . فـإن الـنـزول على طريق البروز قـد سُـلِّـمَ فى الصّحف السّابقة، وأمّـا نـزول أحـد بـنـفسـه من السّـماء فليس نظيره فى الأزمنة الـماضية. أما سمعتَ كيف أوَّلَ عيسٰى عـلـيـه السلام نبأَ نزولِ إيـليـا عـنـد السؤالات، و صرَفه عـن الـحقيقة إلى الاستعارات؟ و اليهـود أخـذوا بـظـاهـر الـنـصـوص ومـا مـالـوا إلَى التـأويـلات، بل كفّروا المسيح علىٰ تـأويله ورموه بالتكذيبات، ﴿١٢٩﴾ وقـالـوا ملحد يصرف النصوص عـن ظـواهـرهـا ويُـعـرِض عن البيّـنـات، فـغـضـب اللّٰـه عليهم وجـعـلهم من الملعونين. فاتقوا جُـحْرَ اليهود والقول المردود، واتـقـوا مـوطـأً قـدمِ الـفـاسقين، واقبَلوا ما قال عيسٰى مِن قبل وفى

کرنے میں ہے جس میں حدیث اور فرقان حمید اور عقل اور وجدان بھی ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اور اس کی مثالیں پہلوں کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ پس بروز کے طور پر نزول صُحفِ سابقہ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ جہاں تک کسی کا بنفس نفیس آسمانوں سے نازل ہونا ہے تو گزشتہ زمانوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے ایلیا کے نزول کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کیا تاویل کی۔ اور اسے حقیقت سے استعارات کی طرف پھیر دیا۔ جبکہ یہود نے نصوص کے ظاہری الفاظ کو اخذ کیا اور تاویلات کی طرف مائل نہ ہوئے بلکہ انہوں نے مسیح کی تاویلات پر اُس کا انکار کیا اور اُس پر کذب بیانی کا الزام لگایا اور انہوں نے کہا یہ ملحد ہے جو نصوص کو ان کے ظاہر سے پھیر رہا ہے اور بیّنات سے اعراض کر رہا ہے۔ پس اللہ ان (یہود) پر غضبناک ہوا اور انہیں لعنتیوں میں سے بنا دیا۔ پس یہود کے سوراخ سے اور ردشدہ قول سے بچو اور فاسقوں کے قدم بقدم چلنے سے بچو۔ اور جو بات عیسیٰ پہلے کر چکا ہے اور جو اَب کہہ رہا ہے

هـذا الـحين. إن مثل نزول عيسىٰ فـى هـذا الـوقت الأغسىٰ ، كمثل نـزول إيـليا فيما مضىٰ ، فاعتبروا يـا أولـى الأبـصـار ، ولا تختـاروا سبـل الأشـرار ، ولا تـخـالفوا مـا بيّن اللّٰه علٰى لسان النبيين.

وأمّـا مـا جـاء فـى حديث خير الأنبيـاء ، مِـن ذكـر دمشق وغيره مـن الأنبـاء ، فـأ كثـرُه استعـارات ومـجـازات من حـضـرة الـكـبـرياء ، وتـحتهـا أسـرار فـى حلل لطـائف الإيـماء كـمـا مـضـت سنة اللّٰه فى صـحف السـابـقين. ثم من الممكن أن ننـزل بساحة دمشق أو أحدٌ من أتبـاعـنـا الـمخلصين، وما جاء فى الـحـديـث لـفـظُ ’’الـنـزول من السّـمـاء ‘‘ ليـرتـاب أحـدٌ مـن المرتابين. أو لم تَكْفِكم فى موت الـمسيـح شهادةُ الفرقان و شهادة نبيّـنا المصطفٰى رسول الرحمٰن؟ فبـأى حـديـث تؤمنون بعدهما يا مـعشـر الإخـوان؟ مـا لـكـم لا

اسے قبول کرو۔اس تاریک زمانہ میں عیسیٰ کی مثال گزشتہ زمانہ میں ایلیا کے نزول کی طرح ہے۔پس اے عقلمندو! عبرت حاصل کرو اور شریروں کے راستوں کو اختیار نہ کرو اور جو اللہ نے نبیوں کی زبان سے بیان فرمایا ہے اس کی مخالفت نہ کرو۔

اور جہاں تک خیر الانبیاءؐ کی حدیثوں میں دمشق کا ذکر اور دیگر پیشگوئیوں کا ذکر ہے اُن میں سے اکثر خدائے کبریا کی طرف سے استعارے اور مجاز ہیں۔اور بہت لطیف اشاروں کے پیرایہ میں اُن کے اندر اسرار ہیں۔جیسا کہ گزشتہ انبیاء کے صحیفوں میں اللہ کی سنت گزر چکی ہے۔پھر یہ بھی ممکن ہے کہ دمشق میں ہم یا ہمارے مخلص پیروکاروں میں سے کوئی جائے اور (مسیح کے) آسمان سے نزول کا لفظ حدیث میں نہیں آیا تا شک کرنے والوں میں سے کوئی شک میں مبتلا
ہو۔کیا مسیح کی موت کے بارے میں فرقان حمید کی ﴿۱۳۰﴾
شہادت اور ہمارے برگزیدہ نبی خدائے رحمان کے رسولؐ کی گواہی تمہارے لئے کافی نہیں؟ پس اے دوستوں کے گروہ! ان دونوں کے بعد تم کس بات پر ایمان لاؤ گے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم

تتفكرون كالمحقّقين؟ أعندكم سندٌ من اللّٰه ورسوله خير الورىٰ، في معنى التوفّي. الذى جاء في القرآن الأزكٰى، فأنتم تتّكئون علىٰ ذالک السند وتسلكون سبل التقٰى، أو تئوّلونه من عند أنفسكم ومن الهوىٰ؟ فإن كان سند فأخرِجوه لنا إن كنتم صادقين. ولن تستطيعوا أن تأتوا بسندٍ، فلا تُخلِدوا إلى فَنَدٍ، إن كنتم متقين. وإياكم والتفسيرَ بالرأى ولا تتركوا الهُدٰى، فتؤخذون من مكان قريب ولا يبقٰى لكم عذر ولا حجة أخرىٰ، فما لكم لا تخافون يوم الدين؟

وأما نحن فما نقول في معنى التوفّى إلّا ما قال خير البريّة، وأصحابه الذين أوتوا العلم من منبع النبوة ، و ما نقبل خلاف ذالک رأىَ أحدٍ ولا قول قائلٍ، إلّا مآ وافقَ قولَ اللّٰه ﴿۱۳۱﴾

محققین کی طرح غور نہیں کرتے ؟ کیا تمہارے پاس توفّی کے لفظ کے متعلق جو کہ پاکیزہ قرآن میں آیا ہے اللہ کے رسول جو کہ مخلوق کے بہترین شخص ہیں کی طرف سے کوئی سند ہے۔ تو تم اس سند پر بھروسہ کرتے ہو اور تم تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہو۔ یا تم اپنے پاس سے اور اپنی خواہشات سے اس کی تاویل کرتے ہو۔ پس اگر (تمہارے پاس) کوئی سند ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور تمہیں ہرگز استطاعت نہیں کہ کوئی سند لاؤ۔ پس جھوٹ کی طرف مت جھکو اگر تم متقی ہو۔ اور تفسیر بالرائے سے بچو، اور ہدایت کو ترک نہ کرو ورنہ تم قریب کی جگہ سے پکڑے جاؤ گے۔ اور نہ تمہارا کوئی عذر اور نہ ہی کوئی حُجّت باقی رہے گی۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم جزاء سزا کے دن سے نہیں ڈرتے۔

جہاں تک ہماری بات ہے تو ہم توفّی کے معنی میں وہی کہتے ہیں جو خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے جنہیں منبعِ نبوت سے علم دیا گیا تھا کہا۔ اور ہم اس کے خلاف کسی کی رائے یا کسی کہنے والے کا قول قبول نہیں کرتے۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کے

و قولَ خير المرسلين. و إذا حصحص الحق فی معنى التوفّی مِن لسان خاتم النبيين، وثبت أن التوفّی هو الإماتة والإفناء، لا الرفع والاستيفاء، كما هو زعم المخالفين.

فوجب أن نأخذ الحق الثابت بأيادی الصدق والصفاء، ولا نبالی قولَ السفهاء والجهلاء، ونئوّل كل ما خالف الأمر الثابت بالنصوص والبراهين، ولا نقدّم الظنون على اليقين، ولا نؤثر الظلمة على الأنوار، ولا قولَ المخلوق على قول اللّٰه عالِمِ الأسرار. أنترك البينات للمتشابهات، أو نضيع اليقينيات للظنيات؟ ولن يفعل مثل هذا إلا جهول أو سفيه من المتعصبين.

ألا ترٰى أن نزول المسيح عند منارة دمشق يقتضی أن ينزل هو بنفسه عند تلك البقعة، وذٰلك غير جائز

اور خیر المرسلینؐ کے قول کے موافق ہو۔ اور جبکہ خاتم النبیینؐ کی زبان مبارک سے توفّی کے معنوں کے بارے میں حق کھل گیا اور ثابت ہو گیا کہ توفّی موت دینا اور فنا کرنا ہے نہ کہ رفع اور پورا پورا لینا جیسا کہ مخالفین کا خیال ہے۔

پس واجب ہے کہ صدق وصفا کے ہاتھوں سے ثابت شدہ حق کو ہم لے لیں اور بے وقوفوں اور جاہلوں کے قول کی کوئی پروا نہ کریں۔ اور نصوص و دلائل سے ثابت شدہ امر کے مخالف (ہر بات) کی ہم تاویل کریں۔ اور ظنوں کو یقین پر مقدم نہ کریں، اور نہ انوار کے مقابل پر تاریکی کو، اور نہ مخلوق کے قول کو اللہ جو تمام اسرار کو جاننے والا ہے کے قول پر ترجیح دیں۔ کیا ہم متشابہات کے لئے بیّنات کو ترک کر دیں، یا ظنّی باتوں کی خاطر یقینی امور کو ضائع کر دیں۔ اور ایسا صرف سخت جاہل اور متعصبوں میں سے بیوقوف ہی کرے گا۔

کیا تو نہیں دیکھتا کہ منارۂ دمشق کے نزدیک مسیح کا نزول یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود اس علاقے میں نازل ہو۔ حالانکہ یہ نصوص قطعیہ محکمہ کی رو سے جائز نہیں۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس

بالنصوص القاطعة المحكمة.
﴿۱۳۲﴾ ولا شك أنّ اعتقاد نزول
المسيح عند ذٰلك المكان
يخالف أمر موته الذی يُفهَم مِن
بيّنات نصوص القرآن. ولأجل
ذٰلك ذهب الأئمة الأتقياء إلى
موت عيسٰی، وقالوا إنه مات
ولحق الموتٰی، كما هو مذهب
مالك وابن حزم والإمام
البخاری، وغير ذٰلك من أكابر
المحدثين، وعليه اتفق جميع
أكابر المعتزلين. وقال بعض كرام
الأولياء ان حياة عيسٰی، ليس
كحياة نبينا بل هو دون حياة
إبراهيم وموسٰی، فأشار إلى
أنّ حياته مِن جنس حياة الأنبياء،
لا كحياة هذا العالم كما هو
زعم الجهلاء. واعلم أن الإجماع
ليس علٰی حياته، بل نحن أحقّ
أن ندّعی الإجماع علٰی مماته
كما سمعتَ آراء الأوّلين.
وتعلم أن أكثر أكابر الأُمّة

مقام پر مسیح کے نزول کا عقیدہ اُس کی قرآن کی بیّنات سے سمجھی جانے والی موت کے مخالف ہے۔ اسی لئے ائمہ اتقیاء موتِ عیسیٰ کی طرف گئے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ مسیح وفات پا چکے اور وفات یافتگان کے ساتھ جا ملے جیسا کہ امام مالک، ابن حزم اور امام بخاری اور ان کے علاوہ دیگر محدّثین کا یہی مذہب ہے۔ اور معتزلہ کے سب بڑے بھی اس پر متفق ہیں۔ بعض اولیاءِ کرام نے کہا ہے کہ عیسیٰ کی زندگی، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی طرح نہیں بلکہ وہ تو ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے بھی کم تر ہے۔ پس اس نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ عیسیٰ کی زندگی دیگر انبیاء کی زندگیوں کی طرح ہے نہ اس دنیا کی زندگی کی طرح جیسا کہ جاہلوں کا گمان ہے۔ اور جان لے کہ اجماع اس کی حیات پر نہیں، بلکہ ہم زیادہ حق دار ہیں کہ ہم اس کی موت پر اجماع کا دعویٰ کریں۔ جیسا کہ تم نے اوّلین کی آراء سن لی ہیں۔
اور تو جانتا ہے کہ اکثر اکابرِ اُمّت بالصّراحت اس کی

ذهبوا إلى موته بالصّراحة، والآخرون صمتوا بعد ما سمعوا قول تلك الأئمة، وما هذا إلا الإجماع عند العاقلين. ثم تعلم أنّ كتاب اللّٰه قد صرّح هذا البيان، فمَن خالفه فقد مان، ولا نقبَل إجماعًا يخالف القرآن، و حَسْبُنا كتاب اللّٰه ولا نسمع قول الآخرين. ومِن فضل اللّٰه ورحمته أن الصحابة والتابعين، والأئمة الآتون بعدهم ذهبوا إلى موت عيسىٰ، ورآه نبيّنا صلى الله عليه وسلم ليلةَ المعراج في أنبياء ماتوا ودخلوا دارًا أخرىٰ، ورؤيته ليس بباطل بل هو حق واضِح وكشفٌ من اللّٰه الأعلىٰ.

فما لك لا تقبل شهادة الرسول المقبول، ولا تقبل شهادة القرآن وترضٰى بالقول المردود كالجهول، ولا تنظر بعين المحققين ثم لا يمكن لأحد أن يأتي بأثر من الصحابة أو حديث

موت کی طرف گئے ہیں اور دیگر علماء نے جب ان کا قول سنا تو خاموش رہے۔ اور عقل مندوں کے نزدیک یہی اجماع ہے۔ پھر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے۔ پس جس
﴿۱۳۳﴾ نے اس کی مخالفت کی تو یقیناً اس نے جھوٹ بولا۔
ہم اس اجماع کو جو مخالف قرآن ہے قبول نہیں کرتے، ہمیں کتاب اللہ کافی ہے اور ہم دوسروں کی بات نہیں سنتے۔ اور یہ اللہ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہے کہ صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد آنے والے ائمہ وفات مسیح کی طرف گئے ہیں۔ اور معراج کی رات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا اور وہ اُخروی گھر میں داخل ہو چکے۔ آپؐ کی رؤیت غلط نہیں بلکہ وہ واضح حق ہے اور اللہ عالی مرتبت کی طرف سے کشف ہے۔

پس تجھے کیا ہوا ہے کہ تو رسولِ مقبولؐ کی شہادت قبول نہیں کرتا اور نہ ہی قرآن کریم کی گواہی کو مانتا ہے اور جاہلوں کی طرح ردّ کئے گئے قول کو پسند کرتا ہے اور محققین کی نظر سے نہیں دیکھتا پھر یہ کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ صحابہ کے آثار یا خیر البریہؐ کی احادیث میں سے لفظ توفّی کی تفسیر

مـن خيـر البـريّة، في تفسير لفظ
التـوفّـي بـغيـر معنى الإماتة، ولا
يـقـدرون عـليـه أبـدًا ولو مـاتوا
بـالـحسرة ، فـأيّ دليـل أكبر من
ذلك لـو كان في قلب مثقال ذرة
مـن الـخشية ؟ فـإن بـحث الوفـاة
والـحيـاة أصل مـقدَّم فـي هذه ﴿۱۳۴﴾
الـمـنـاظـرات، فـلمّـا حصحص
صـدقُـنا في الأصل ما بقي بحث
فـي الـفـروعـات، بل وجـب أن
نـصـرفها إلـى مـعـنـى يناسب معنى
الأصـل، كـمـا هـو طـريق الديـانة
والـعـدل، ولـن نقبل معانيَ تنافي
الأصـل وتستـلـزم التـنـاقض، بل
نـرجـعهـا إلـى الأصـل المحكم
كالمحققين.

وقـال بـعـض الـمخـالفين
مـن العلماء المجادلين. إن معنى
التـوفّـي إمـاتة، و ليـس فيـه
شك ولا شبهة، فـإنهـا ثبـت
بـلسـان الـنبـي وصـحـابتـه،
ومـا كـان لأحـد أن يـعصي بيانَ
فُـوْهتـه، بـل فيـه مـخـافةُ كفر

موت کے علاوہ ہونے کے بارے میں کوئی روایت پیش کرے۔ انہیں کبھی اس کی قدرت نہیں ہوگی خواہ وہ حسرت سے مر جائیں۔ پس اس سے بڑی اور کونسی دلیل ہے اگر دل میں ایک ذرہ برابر بھی خشیت ہو؟ یقیناً وفات عیسیٰ اور اس کی حیات کی بحث ان مباحثوں کی اصل جڑ ہے۔ جب اصل حقیقت کے معاملے میں ہماری سچائی کھل گئی تو فروعات میں کوئی بحث باقی نہ رہی بلکہ واجب ہوگیا کہ ہم اس کو ان معنوں کی طرف پھیریں جو اصل حقیقت سے مناسبت رکھتے ہوں جیسا کہ دیانت و عدل کا طریق ہے۔ ہم ہرگز ایسے معنے قبول نہیں کریں گے جو اصل کے منافی ہوں اور تناقض کو لازم کرتے ہوں بلکہ ہم محققین کی طرح انہیں اصل کی طرف لوٹائیں گے۔

جھگڑالو علماء میں سے بعض مخالفین کہتے ہیں کہ متوفّی کے معنی ’’ اِمَاتَتُ ‘‘ موت دینے کے ہیں اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زبان سے ثابت ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ وہ آپؐ کے دہنِ مبارک کے بیان کی نافرمانی کرے بلکہ ایسا کرنے سے

ومعصيةٍ، وخوفُ نكال و عقوبةٍ، وخسران الدّين؛ ولكنّا لا نقول أن عيسىٰ عليه السلام تُوُفِّيَ وصار من الأموات، ليلزمنا القول بالبروز في نبأ خير الكائنات، بل معنى الآية أنه سيُتَوَفّى بعد نزوله، فلم يبق من الشبهات، وبطل قول المعترضين.

وَ أمّا جوابنا فاعلم أن هذا القول قد قيل مِن قِلّة التدبّر والاستعجال، ولو فكّر قائله لندم من هذا القِيل والقال، ولاستغفر كالمذنبين المفرطين. أَمَا تَدَبَّرَ آيةَ (فلمّا توفَّيتني) بالفكر والإمعان؟ فإنه نصٌّ صريح على أن عيسٰى مات في سابق الزمان، لا أنه يموت في حين من الأحيان، فإن الصيغة تدل علىٰ الزمان الماضي، والصّرف هٰهنا كالقاضي.

ثم إن كنتَ لا ترضى بحكم

کفر ومعصیّت کا اندیشہ ہے اور سزا اور عقوبت کا خوف اور دین کا نقصان ہے لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور فوت شدگان میں سے ہو گئے ہیں تا کہ خیر الکائنات ؐ کی خبر میں ہمیں بروز پر اعتقاد لازم ہو بلکہ آیت کے یہ معنیٰ ہیں کہ وہ اپنے نزول کے بعد ضرور وفات پائیں گے۔ پس کوئی شبہ باقی نہیں رہا اور معترضین کا قول باطل ہو گیا۔

﴿۱۳۵﴾ رہا ہمارا جواب تو جان لے کہ یہ بات قلّت تدبّر اور جلد بازی سے کی گئی ہے۔ اور اگر یہ بات کہنے والا غور کر لیتا تو اس قیل وقال سے ضرور پشیمان ہو جاتا اور میں ضرور گنہگاروں، حد سے بڑھنے والوں کی طرح استغفار کرتا۔ کیا اس نے آیت (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ) میں غور وفکر سے تدبر نہیں کیا؟ پس یہ اس بات پر نصِّ صریح ہے کہ عیسیٰؑ گزشتہ زمانہ میں وفات پا چکے ہیں، نہ کہ اس بات پر (دلالت) کرتی ہے کہ وہ کسی آئندہ زمانہ میں وفات پائے گا کیونکہ تَوَفَّيْتَنِيْ صیغہ زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہے اور علمِ صَرف اس جگہ قاضی کے مقام پر ہے۔

پھر اگر تم علم صرف کے حکم پر راضی نہیں اور

الصّرف، وتجعل الماضی استقبالًا بتبدیل الحرف، فهٰذا ظلمٌ منک ومن أمثالک، ومع ذالک لا یفیدک غلوُّ جدالک، وتکون فی هذا أیضًا من الکاذبین. فإن المسیح یقول فی هذه الآیات: إن قومی قد ضلّوا بعد موتی لا فی الحیاة، فإن کنتَ تحسب عیسٰی حیًّا إلٰی هٰذا الزمان فی السماء، فلزِمک أن تقرّ بأن النصارٰی قائمون علی الحقّ
إلٰی هٰذا العصر لامَن أهل الضلالة ﴿۱۳۶﴾
والهواء. فأین تذهب یا مسکین، وقد أحاطت علیک البراهین، وظهر الحق وأنت تکتمه کالمتجاهلین.

أیها الغالی اتّقِ سبلَ الغلواء واترُکْ طریق الخیلاء، ولا تُغضِب اللّٰه بالمعصیة، ولا ترِدُ مَوردَ المأثمة، وسارِعْ إلی التوبة والمعذرة، ولا تکن کالذی بَسَأَ بأکل الجیفة، وما اکترث

حرف کو بدل کر ماضی کو مستقبل بناتے ہوتو یہ تیری طرف سے اور تیرے جیسوں کی طرف سے ظلم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہارا بحث میں غلو کرنا تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور تو اِس میں بھی جھوٹوں میں سے ٹھہرے گا کیونکہ مسیح ان آیات میں کہتا ہے کہ میری قوم میری موت کے بعد گمراہ ہوئی تھی نہ کہ میری زندگی میں۔ اگر تم عیسٰی کو اس زمانہ تک آسمان میں زندہ خیال کرتے ہوتو یہ بات تم پر لازم ہے کہ تو اقرار کرے کہ عیسائی اب تک حق پر قائم ہیں اور گمراہ ہیں اور خواہشات کے غلام نہیں ہوئے۔ پس اے مسکین تو کدھر جا رہا ہے دلائل نے تجھے گھیر لیا ہے اور حق ظاہر ہو گیا ہے اور تو دیدہ دانستہ جاہلوں کی طرح حق کو چھپا رہا ہے۔

اے غلو کرنے والے! غلو کی راہوں سے بچ اور تکبر کا طریق چھوڑ دے، اور نافرمانی سے اللہ کو ناراض مت کر اور گناہ کی جگہ پر قدم نہ رکھ اور توبہ اور معذرت کی طرف جلدی کر اور اس شخص کی طرح مت بن جو مردار خوری کا عادی بن چکا اور اس کی گندگیوں کی پروا نہیں

لما فيه من العَذِرة ، و فِرّ إلى اللّٰه كالمستغفرين.

اَطِعْ ربَّکَ الجَبّار أهلَ الْأَوَامِرِ
وَخَفْ قَهْرَهُ وَا ترُکْ طريق التجاسرِ

و كَيفَ عَلى نَار النَّهَابِرِ تصبِرُ
وأَنْتَ تَأَذّى عِنْد حَرِّ الهَواجرِ

وَحُبُّ الهَوىٰ واللّٰهِ صِلٌّ مُدمِّرٌ
كمَلْمَسِ أفعٰى نائِمٍ ☆ فى النَّواظرِ

فَلا تَختَرُوا الطَّغْوىٰ فَإنّ إلٰهنَا
غَيورٌ عَلىٰ حُرُمَاتِهٖ غيرُ قاصِرِ

ولا تَقعُدَنْ يَا بْنَ الكِرَامِ بِمُفسِدٍ
فترجِعَ مِنْ حُبِّ الشّرير كخاسِرِ

وَلَا تَحْسَبَنْ ذَنْبًا صَغِيرًا كَهَيِّنٍ
فَإنَّ وَدَادَ اللَّمَمِ إحدَى الكَبَائِرِ

و آخِرُ نُصْحِيْ تَوْبَةٌ ثُمَّ تَوْبَةٌ
وَمَوتُ الْفَتٰى خَيرٌ لّهٗ مِنْ مَّنَاكِرِ

أيّها الصّلحاء ! إنّى بلّغتكم الحق لإ تمام الحجّة، ولو كان فيه بعض المرارة، فتدبَّروا نَصَركم اللّٰه إن اللّٰه ينصر المتدبّرين. ولا يختلج فى قلبكم أن المسيح الموعود يُحارب الكفار، ويقتل

کرتا اور بخشش طلب کرنے والوں کی طرح اللہ کی طرف دوڑ۔

اپنے رب کی جو جبار اور احکام دینے کا حقدار ہے اطاعت کر
اور اس کے قہر سے ڈر اور بے جا دلیری کا طریق چھوڑ دے

اور تو جہنم کی آگ پر کیسے صبر کر سکے گا حالانکہ تُو تو دو پہروں
کی تپش سے بھی تکلیف محسوس کرتا ہے

اور ہوا و ہوس کی محبت، خدا کی قسم! ایک مہلک سانپ ہے جو
سانپ کی کینچلی کی طرح بظاہر نرم دکھائی دیتی ہے

تم سرکشی اختیار نہ کرو کیونکہ ہمارا معبود اپنی حرمتوں کی
حفاظت پر غیرت مند ہے اور کوتاہی کرنے والا نہیں

اے بزرگوں کے بیٹے! مفسد کے ساتھ مت بیٹھ ورنہ تو شریر
کی محبت کی وجہ سے خسارہ پانے والے کی طرح لوٹے گا

اور تو چھوٹے گناہ کو بھی معمولی مت سمجھ کیونکہ چھوٹے گناہ
کی محبت بھی بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے ﴿۱۳۷﴾

اور میری نصیحت یہ ہے کہ توبہ کر، پھر توبہ کر اور گناہوں میں
مبتلا ہونے کی نسبت جوان کا مر جانا بہتر ہے

اے صالحین! میں نے اتمام حُجّت کے لئے تمہیں حق پہنچا دیا ہے۔ اگر اس میں کچھ تلخی ہے۔ پس غور کرو۔ اللہ تمہاری مدد فرمائے یقیناً اللہ تعالیٰ غور کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے۔ تمہارے دل میں یہ نہ گزرے کہ مسیح موعود کفّار سے لڑائی کرے گا اور شریروں کو قتل کرے گا

☆ ایڈیشن اوّل میں غالباً سہو کتابت ہے۔ درست لفظ ''ناعِمٍ'' معلوم ہوتا ہے۔ (ناشر)

الأشـرار، و يخـرج كملوكٍ مقتدرين. وليست هٰهنا هٰذه القوة، وَلا العساكر والشوكة، وسطوة السلاطين؟

فاعلموا أنّ هذه الحكايات والروايات ليست بِصَحِيْحَةٍ، ويَعرِف سُقُمَها كلُّ من تفكّر بسلامة قريحة، ويتدبّر كتب المحدّثين. وأنتم تعلمون أن صحيح الإمام البخارى أصح الكتب بعد كتاب اللّٰه الفرقان، وقد جاء فيه أن المسيح "**يضَع الحربَ**" ففكّروا بالإمعان. فإن هٰذه الفقرة وأمثالها تشفيكم وتُخرِجُ شكوك الجَنان، لأنها تدلّ أن المسيح لا يحارب الناس، بل يُفحم الأعداء ويزيل الأوهام والوسواس، و يأتى بكلمات حِكْمِيّة، وآياتٍ سماويّة، حَتّٰى يُخرِجَ من الصدور أضغانها، ويقتُل شيطانها، ولكن لا بسيوف و رُمح و قناة، بل بحربة من سماوات، ويستفتح ﴿۱۳۸﴾

اور مقتدر بادشاہوں کی طرح خروج کرے گا جبکہ یہاں ایسی طاقت نہیں ہے اور نہ ہی لشکر وشوکت اور سلاطین کا سا دبدبہ ہے۔

جان لو کہ یہ حکایات اور روایات درست نہیں ہیں اور ہر وہ شخص جو طبعِ سلیم کے ساتھ تفکّر کرے گا اور محدّثین کی کتب میں تدبر کرے گا ان کے سُقم کو جان لے گا۔ اور تم جانتے ہو کہ امام بخاری کی صحیح بخاری اللہ کی کتاب فرقان حمید کے بعد اَصَحُّ الْکُتُب ہے اور اس میں آیا ہے کہ مسیح جنگ کو موقوف کر دے گا۔ پس پوری توجہ سے غور کرو کیونکہ یہ جملہ اور اس جیسے دیگر جملے تمہاری تشفّی کریں گے اور دل کے شکوک کو رفع کریں گے کیونکہ یہ جملے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیح لوگوں سے جنگ نہیں کرے گا بلکہ دشمنوں کا منہ بند کرے گا اور اوہام اور وساوس کو دور کرے گا۔ اور پُر حکمت کلمات اور آسمانی نشانات کے ساتھ آئے گا۔ یہاں تک کہ وہ اُن کے سینوں سے اُن کے کینے دور کر دے گا اور ان کے شیطان کو قتل کر دے گا، مگر تلوار اور نیزے اور تیر وتفنگ سے نہیں بلکہ آسمانی حربہ سے۔ اور وہ تضرعات اور دعاؤں سے فتح

بتضرعات وأدعية، لا بسهام وأسنّةٍ، ولأجل ذٰلک لا يحارب يأجوجَ ومأجوج، بل يسأل اللّٰه أن يعطيه من لدنه الغلبةَ والعروج، فيكون فی آخر الأمر من الغالبين.

فالقول الذی يخالف هذا الحديث الصّحيح والخبر الصّحيح مردود وباطل ولا يقبله إلّا جاهل من الجاهلين. ثم اعلموا أنّ قتل الناس من غير تفهيمٍ وتبليغٍ وإتمامِ حجّةٍ أمرٌ شنيع لا يرضٰی به أهل فطنة، ولا نورُ فطرة، فكيف يُعزَى إلی اللّٰه العادل الرحيم، والمنّان الرؤوف الكريم؟ ولو كان هذا جائزًا لكان أحقَّ به سَيّدُنا خير البريّة، وقد سمعتم أنه صبَر مدّةً طويلة علی تطاول الكَفَرة الفَجَرة، ورأی منهم كثير☆ من الظلم والأذيّة، وأنواع الشدّة والصعوبة، حتّٰی أخرجوه من البلدة، ثم أهرعوا إليه متعاقبين مُغاضبين

چاہے گا نہ کہ تیروں اور نیزوں سے، اسی لئے وہ یاجوج اور ماجوج سے جنگ نہیں کرے گا بلکہ اللہ سے یہ دعا کرے گا کہ وہ اسے اپنی جناب سے غلبہ اور عروج عطا کرے۔ پس آخرکار وہی غالب آنے والوں میں سے ہوگا۔

پس وہ قول جو اس صحیح حدیث اور درست خبر کے مخالف ہو وہ مردود اور باطل ہے اور اسے جاہلوں میں سے کسی جاہل کے اور کوئی قبول نہیں کرتا۔ پھر جان لو کہ بغیر سمجھانے، تبلیغ کرنے اور اتمام حجت قائم کرنے کے لوگوں کو قتل کرنا بہت بُرا فعل ہے۔ جس کو عقل مند لوگ اور نورِ فطرت پسند نہیں کرتے۔ پس یہ فعل عادل و رحیم احسان کرنے والے، بہت محبت کرنے والے اور کریم اللہ کی طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر یہ جائز ہوتا تو اس کے سب سے زیادہ حق دار ہمارے آقا خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور تم سن چکے ہو کہ آپؐ نے لمبا عرصہ کافروں، فاجروں کی قتل و غارت گری پر صبر کیا اور ان سے بہت ظلم اور اذیّت پائی اور انواع و اقسام کی سختیاں اور مشکلات جھیلیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپؐ کو آپؐ کے شہر سے نکال دیا۔ پھر آپ کا تعاقب کرتے ہوئے غصّے سے بھرے ﴿۱۳۹﴾

☆ سہو کتابت سے ”کثیر“ لکھا گیا ہے۔ درست لفظ ”کثیرًا“ ہے۔ (ناشر)

بـنيّة الـقتـل و الإبــادة، فصبـر صبـرًا لا يـوجد نظيره فى أَحدٍ من رُسل حضرة العزّة، حتى بلغ الإيــذاء مــنتهـاه، وطـال مَـداه، فهـنـــاک نــزلــت هٰـذه الآية مــن الـلّٰــه السّـميـع الـخبيـر: اُذِنَ لِلَّذِ یْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِ يْرٌ[1].

فـانـظروا كَيفَ صَبَرَ رَسُول الـلّٰــه وَخَيـر الـرُسُـل عَـلـى ظلم الـكَـفَرة إلٰـى بـرهةٍ مِّـنَ الزَّمَان، وَدفَــع بـالـحَسَـنةِ السّيـئةَ حَتّـى تـــمّــتْ حُـجّة الـلّٰــه الديّـان، وانـقـطـعَـتْ مَـعَـاذِيُـر الكافرين. فـاعـلـمـوا أن اللّٰه ليس كقصّابٍ يـعبِط الشاةَ بغير جرِيمةٍ، بل هو ﴿۱۴۰﴾
حـلـيـم عــادل لا يـأخذُ من غيـر إتـمـام حجّة، وَهُوَ الّذى أَرْسلنى مـن حـضــرتــه الـعليّة، فـإيّـاكم وحُجُبَ الجهل والعصبيّة.

وكـم مـن العلماء والصلحاء اتّبعونى مع كمال العلم والخبرة،

ہوئے قتل وتباہ کرنے کی نیّت سے آپ کا پیچھا کیا لیکن آپ نے ایسا صبر کیا جس کی نظیر حضرت باری تعالیٰ کے رسولوں میں سے کسی رسول میں نہیں ملتی۔ یہاں تک کہ ایذاء اپنی انتہاء کو پہنچ گئی اور اس کا عرصہ طویل ہوگیا تب اللہ سمیع وخبیر کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ اُذِنَ لِلَّذِ یْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِ يْرٌ. یعنی وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔

پس دیکھو کہ رسول اللہؐ اور رسولوں میں سے سب سے بہتر رسولؐ نے کافروں کے ظلم پر مدّت دراز تک کیسا صبر کیا اور اچھائی کے ساتھ برائی کو دفع کیا یہاں تک کہ جزا سزا دینے والے اللہ کی حجت پوری ہوگئی اور کافروں کے عذر ختم ہوگئے۔ پس جان لو کہ اللہ اس قصاب کی طرح نہیں جو بکری کو بغیر کسی جرم کے ذبح کردے بلکہ وہ حلیم ہے، عادل ہے بغیر اتمام حجت کے نہیں پکڑتا اور وہی ہے جس نے مجھے اپنی عالی جناب سے بھیجا ہے۔ پس تم جہل وتعصب کے حجابوں سے بچو۔

اور کتنے ہی علماء وصلحاء نے باوجود کمال علم ومہارت کے میری اتّباع کی،

[1] الحج : ۴۰

و كُفِّروا ولُعِنوا وأُوذُوا بأنواع الفِرْية والتهمة، فاستقاموا بما أشرقَ لهم نورُ الحق والمعرفة، وصدّقوا قولی مستيقنين، وآمَنوا مصدّقين غير مرتابين، وألّفوا كُتُبًا ورسائل ليعلم النّاس أنهم من الشّاهدين. وترى نور الصدق يتلألأ فی جباههم، وتخرج كَلِمُ الحِكم من أفواههم، والاستقامةُ تترشّح مِن سموئهم، والزهادة يُشاهَد فی وجوههم، لا يجترء ون على المحارم ويخافون ربّ العالمين، وتتنزّل عليهم سكينة كل حين. زكّى الله جوهر نفوسهم، وزاد عرفانهم، وجلّى مرآة إيمانهم، و سقاهم كأس صدقٍ وعفةٍ، وأعطاهم أنواع علمٍ ومعرفةٍ، وأدخلهم فی عبادهِ الصَّالِحين. فقاموا لِلّٰه لإطاعتی، وتركوا إرادتهم لإرادتی، وخالفوا لی أزواجهم وأحبابهم، وأبناء هم وآباء هم، وجاء ونی

انہیں کافر قرار دیا گیا اور لعنت کی گئی اور طرح طرح کے جھوٹے الزاموں اور تہمتوں سے وہ اذیّت دیئے گئے لیکن انہوں نے استقامت دکھائی کیونکہ حق اور معرفت کے نور نے ان کے لئے روشنی کردی تھی اور انہوں نے یقین کرتے ہوئے میری بات کی تصدیق کی اور وہ بغیر شک کئے تصدیق کرتے ہوئے ایمان لائے اور انہوں نے کتابیں اور رسائل تالیف کئے تا لوگ جان لیں کہ وہ گواہوں میں سے ہیں۔ اور تو سچائی کا نور ان کی پیشانیوں پر چمکتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ان کے مونہوں سے حکمت کی باتیں نکلتی ہیں، اور ان کی بلند ہمتی سے استقامت جھلکتی ہے، اور زُہد ان کے چہروں پر سے عیاں ہے۔ وہ محرمات پر جرأت نہیں کرتے اور ربّ العالمین سے ڈرتے ہیں اور ہر آن ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نفوس کے جوہر کو پاک کر دیا اور ان کی معرفت کو بڑھایا اور ان کے ایمان کے آئینہ کو صیقل کیا اور صدق وعفت کا پیالہ انہیں پلایا اور انہیں انواع و اقسام کا علم ومعرفت عطا کیا۔ اور انہیں اپنے صالح
﴿۱۴۱﴾ بندوں میں داخل کیا۔ پس وہ اللہ کی خاطر میری اطاعت کے لئے کمر بستہ ہوئے اور انہوں نے اپنے ارادے میرے ارادوں کے لئے ترک کردیئے اور میری خاطر اپنی بیویوں اور دوستوں کی اور اپنے بیٹوں اور آباء و اجداد کی مخالفت مول لی اور میرے

تائبين. إنهـم من قوم أثنى عليهم ربّــي وألهـمـنـي وقـال: ”تَـرٰى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ، يُصَلُّونَ عَلَيْکَ. رَبَّـنَـا إِنَّـنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِـلْإِيْمَانِ فَاٰمَنَّا. رَبَّنَا فَاكْتُبْنَا مَـعَ الشَّـاهِدِيْنَ.“ فهُـم مِـنّـي وأنا مـنهـم، إلّا قـلـيـلٌ مِـن الـغـافلين، فـإنهـم لـحـقـوا بـنـا بألسِنهم لا بـقـلـوبهـم، أو أَمْـحَـلـوا بـعـد شُـؤْبُـوبِهـم، والـلّٰـه يـعلم مـا فی صـدور الـعـالمين. فطوبٰى للّذين سَـمِـعُـوا وَصَايا الحق واستقامُوا عَـلَيهـا ومـا سَـمِـعُـوْا بَـعْدُ قولَ نسـائهم أو أبنائهم أو عشيرتهم، ومـا صـاروا كالكسالٰى بل زادوا فی اليقين.

فـالـحاصل أن الرشد قد تبيّن، وأظهـر الـلّٰـه الحق وبيَّن، وأشرقتْ
أيامٌ كـانـت تـنـتـظـرهـا الأمـم و ﴿۱۴۲﴾
تتـرجّـاهـا الفِرق، وكلُّ أمرٍ موعود حـانَ، وخُسِفَ الـقـمـر وَالشَّـمْـس

پاس تائب ہوکر آئے۔ وہ ایسی قوم میں سے ہیں کہ میرے ربّ نے جن کی تعریف کی اور مجھے الہام میں فرمایا ”تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے پس ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اے ہمارے رب! پس ہمیں بھی گواہوں میں لکھ۔“ پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں سوائے چند غافلوں کے کیونکہ وہ (چند) اپنی زبانوں سے تو ہمارے ساتھ ہوگئے مگر ان کے دل ہمارے ساتھ نہیں یا وہ تھوڑی سی سیرابی کے بعد خشک ہوگئے ہیں۔ اور اللہ اسے جو عالمین کے سینوں میں ہے جانتا ہے۔ پس ان کے لئے خوشخبری ہے جنہوں نے حق کی وصیتوں کو سنا اور استقامت اختیار کی۔ اور اس کے بعد اپنی عورتوں، اپنے بیٹوں اور اپنے خاندانوں کی باتوں کو نہ سنا اور نہ سست ہوئے بلکہ یقین میں بڑھ گئے۔

حاصل کلام یہ کہ ہدایت واضح ہوگئی ہے اور اللہ نے حق کو ظاہر کر دیا اور کھول کر بتا دیا اور وہ دن طلوع ہوگئے جن کا انتظار لوگ اور فرقے کیا کرتے تھے اور امر موعود کا وقت آ گیا اور رمضان میں چاند اور سوج کو گرہن

فی رمضان، ورأیتم أن القِلاص تُركتْ، وَالعِشار عُطِّلتْ، والبحار فُجّرتْ، وَالصّحف نُشرت، ويَأجوج ومَأجوج وأفواجهما أُخرجتْ، والجبال دُكّتْ، ومُقدّمات الساعة ظهرتْ، والفتن كُملتْ، والأرض زُلزلتْ، والسّماء انفجرت، فاتقوا اللّٰه ولا تكونوا أوّل المعرضين.

لگا اور تم دیکھتے ہو کہ سواری کے اونٹ دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں ترک کر دی گئی ہیں اور سمندر پھاڑے گئے ہیں اور کتابیں شائع کی گئی ہیں اور یاجوج اور ماجوج اور ان کی فوجیں باہر آ گئی ہیں۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے گئے ہیں اور قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوگئی ہیں اور فتنے انتہاء کو پہنچ گئے ہیں اور زمین متزلزل کردی گئی اور آسمان پھٹ گیا۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سب سے پہلے اعراض کرنے والے نہ بنو۔

وقد تفرّدتُ بفضل اللّٰه بكشوفٍ صادقةٍ، ورؤيا صالحة، و مُكالماتٍ الٰهية، وكلماتٍ إلهامية، وعلومٍ نافعة، وزادنی ربّی بسطةً فی العِلم والدّين. وَأَرْسلنی مجدّدًا لهذه المِائَة، وَسَمّانی عيسٰی نظرًا علی المفاسد المَوْجُوْدَة، فَإِن أكثرهَا مِن قَوم مَسيحيّين.

اور اللہ کے فضل سے کشوفِ صادقہ، رؤیاءِ صالحہ اور مکالماتِ الٰہیہ، کلماتِ الہامیہ اور علومِ نافعہ سے میں ہی مخصوص ہوں اور علم اور دین میں میرے رب نے مجھے وسعت دی ہے اور مجھے اس صدی کا مجدّد بنا کر بھیجا ہے اور موجودہ مفاسد کے پیش نظر میرا نام عیسیٰ رکھا ہے کیونکہ اکثر مفاسد عیسائی قوم کی طرف سے ہیں۔

ومَن جاءنی بقلب سليم ونيّةٍ صَحِيْحةٍ، وإخلاصٍ تامٍّ و إرادةٍ صادقةٍ، ومكثَ عندی إلٰی مدة، فيكشف اللّٰه عَلَيه سِرّی فی صحبتی،

اور جو میرے پاس قلبِ سلیم، درست نیّت، پورے اخلاص اور سچے ارادہ کے ساتھ آئے گا اور کچھ عرصہ میرے پاس ٹھہرے گا تو میری صحبت میں اللہ تعالیٰ اس پر میری حقیقت کھول دے گا۔ ﴿۱۴۳﴾

ویراہ☆ من بعض آیاتٍ و عجائبٍ لإراء ۃ منزلتی، إلّا الذین یجیئوننی غافلین منافقین، وَلا یطلبون الحق کالخَاشِعین التّائبین، فأولئک الذین بعدُوا مِنّی وَ لو کانوا قریبین. رَضُوا بالبُعد والحِرْمان، وَمَا أرادوا أن یُعطوا حظًّا من العرفان، وما حملھم علٰی ذٰلک إلّا فساد نیّاتھم، وَقِلّۃ مُبالاتھم، وغفلتھم فی أمر الدین.

والحقّ والحق أقول، إنّ أَحَدًا من الناس لا یرانی، إلّا بعد ترک الأھواء والأمانی، وَلَیس مِنّی من یقول: ''أَبنائی ونسوانی وبیتی وبُستانی'' وَإنّہ من المحجوبین. وَإنّی جئت قومی لأمنعھم من مساوی الأخلاق وشُعب النفاق، واراھم❁ طریق المخلصین الموحّدین. ولا دینَ لنا إلا دین الإسْلام، ولا کتاب لنا إلا الفرقان کتاب اللّٰہ العَلّام، ولا نبیّ لنا إلا مُحمّدٌ

اور میرا مقام ظاہر کرنے کے لئے اُسے بعض نشانات اور عجائبات دکھائے جائیں گے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو میرے پاس غفلت اور منافقت کی حالت میں آتے ہیں اور حق کو عاجزی کرنے والوں اور توبہ کرنے والوں کی طرح طلب نہیں کرتے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو مجھ سے دور ہوگئے اگرچہ وہ قریبی تھے۔ وہ دوری اور محرومی پر راضی ہوگئے اور انہوں نے چاہا کہ انہیں معرفت میں سے حصّہ دیا جائے۔ اس بات پر انہیں صرف ان کی نیتوں کے فساد، لاپرواہی اور دین کے معاملہ میں غفلت نے ہی آمادہ کیا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے اور میں حقیقت ہی بیان کرتا ہوں کہ لوگوں میں سے کوئی مجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن خواہشات نفسانی اور جھوٹی امیدوں کے ترک کرنے کے بعد۔ اور ایسا شخص مجھ میں سے نہیں ہے جو کہتا ہے ''میرے بچے اور میری بیویاں، اور میرا گھر اور میرا باغ'' اور وہ یقیناً حق سے دور رکھے جانے والوں میں سے ہے۔ اور میں اپنی قوم کے پاس آیا تاکہ انہیں اخلاق سیّئہ اور نفاق کے طریقوں سے روکوں اور انہیں مخلصین موحّدین کا راستہ دکھاؤں اور دین اسلام کے سوا ہمارا کوئی دین نہیں اور اللہ علاّم الغُیوب کی کتاب فرقان حمید کے سوا ہماری کوئی کتاب نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' یریہ ''ہونا چاہیے۔ (ناشر) ❁ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' اُریھم ''ہونا چاہیے۔ (ناشر)

خاتم النبيّين صَلّى الله عليّه وسلم وبارَكَ وَجَعَل أعداءه من الملعونين. اشهدوا أنّا نتمسّك بكتاب اللّٰه القرآن، وَنتّبع أقوال رسول اللّٰه منبع الحق والعرفان، ونقبَل ما انعقد عليه الإجماع بذٰلك الزمان، لا نزيد عليها ولا ننقص منها، وعليها نحيا وعليها نموت، وَمَن زاد علٰى هذه الشريعة مثقال ذرّة أو نقص منها، أو كفر بعقيدة إجماعيّة، فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين.

هٰذا اِعتِقَادِیْ، وَ هُو مَقصُودی و مرادی، و لا أخالف قومی فی الأصول الإجماعية، وَمَا جئتُ بمحدَثاتٍ كَالفِرق المبتدعة، بيد أني أُرسِلتُ لتجديد الدّين وإصلاح الأمّة، علٰى رأس هذه المائة، فأُذكّرهم بعض ما نسوا مِن العُلوم الحكميّة. والواقعات الصَّحيْحَة الاَصليّة. وَجَعَلني رَبّي عيسى ابن مريم علی

﴿۱۴۴﴾ خاتم النبیین کے علاوہ ہمارے لئے کوئی نبی نہیں۔ اللہ انہیں برکتیں دے اور ان کے دشمنوں کو لعنتیوں میں سے بنائے۔ گواہ رہو کہ ہم نے اللہ کی کتاب قرآن کو پکڑا ہوا ہے۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی جو حق و معرفت کا منبع ہیں پیروی کرتے ہیں۔ اور جس (امر) پر اس زمانے میں اجماع ہو چکا ہے اسے قبول کرتے ہیں۔ نہ اس پر کچھ زیادہ کرتے ہیں اور نہ اس میں سے کچھ کم کرتے ہیں۔ اسی پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مریں گے اور جس نے اس شریعت میں ایک ذرّہ بھی زیادہ کیا یا اس میں کمی کی یا اجماعی عقیدہ کا انکار کیا تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

یہ میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود اور مطلوب ہے۔ میں اصول اجماعیہ میں اپنی قوم کی مخالفت نہیں کرتا اور نہ بدعتی فرقوں کی طرح بدعات لے کر آیا ہوں۔ البتہ مجھے تجدیدِ دین اور اصلاحِ امت کے لئے صدی کے سر پر بھیجا گیا ہے۔ پس میں انہیں علوم حکمت اور اصل صحیح واقعات میں سے جو کچھ وہ بھول چکے ہیں وہ یاد دلاتا ہوں۔ اور میرے رب نے اس مصلحت کی وجہ سے جس کا اس نے عام لوگوں کے لئے افادہ کا ارادہ کیا ہے

طريق البروزات الروحانية
لمصلحةٍ أراد لنفع العامة، ولإتمام ١٤٥
الحُجّة على الكفرة الفجرة
وليُكمِّل نبأَه وليُنجِزَ وَعْدَه ويُتمّ
كلمته يُفحِم قومًا مجرمين.

هٰذا دَعْوَايَ وتلكَ دَلائلي، وَلَن تَجدوا زَيْغًا في دَعْوايَ وَمَسَائلي،وإن كتابي هٰذَا لَبلاغٌ لِقَوم طَالبيْن. ففكّروا يا عُلماء القوم، وفتّشوا الأمر قَبل اللوم.يَا عِبَاد اللّٰه اسمعوا، واتقوا اللّٰه ثم اتقّوا، وَإنّي بلّغتُ مَا أمر بهٖ رَبّي، وما بقي الإخفاء. فاسمعي أيتها الأرض، واشهدي أيتها السّماء. وَ مَا أخشى الخَلق و مكائدهم، وأتّبع الحق ولا أتّبع زوائدهم، وَإنّي واثق بما وَعَدَ رَبّي، وَهُو مَوئلُ كلِّ أَمَلي وأَرَبي. إنّ الأرض وَالسَّماء تتغيران، والصَّيْف وَالشّتاء ينقلبان، ولكن لا يتغيّر قول الرَّحمٰن،

اور کافروں اور فاجروں پر اتمام حجت کے لئے اور اس لئے کہ وہ اپنی پیشگوئی کو پورا کرے اور اس لئے کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے اور اپنی بات کو پورا کرے اور مجرم قوم کا منہ بند کرے مجھے بطور بروزاتِ روحانیہ عیسیٰ بن مریم بنایا ہے۔

یہ میرا دعویٰ ہے اور یہ میرے دلائل ہیں اور میرے دعویٰ اور مسائل میں تم کوئی کجی نہیں پاؤ گے اور میری یہ کتاب یقیناً طالب حق قوم کے لئے پیغام ہے۔ پس اے علماءِ قوم فکر کرو اور ملامت سے قبل معاملے چھان بین کر لو۔ اے اللہ کے بندو! سنو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، پھر تقویٰ اختیار کرو یقیناً میرے رب نے جو حکم دیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا اور کوئی اخفا باقی نہیں رہا۔ پس اے زمین سن، اور اے آسمان تو گواہ رہ۔ مَیں مخلوق اور ان کے مکروں سے نہیں ڈرتا اور مَیں حق کی پیروی کرتا ہوں اور ان کی زائد باتوں کی پیروی نہیں کرتا۔ اور میرے رب نے مجھ سے جو وعدہ کیا مجھے اس پر پختہ یقین ہے اور وہی میری ہر امید و مقصود کا مرجع ہے۔ زمین و آسمان اپنے مقام سے ہٹ سکتے ہیں گرمی اور سردی الٹ سکتی ہے لیکن خدائے رحمٰن کا قول نہیں بدل سکتا

ولا ينقلب مشيّته بمكر الإنسان، وَ إن مُحاربيه مِن الخاسرين. أَيّها الناس لا تُعرِضوا عن أيام اللّٰه وَضيَائها، وَلا تغفلوا فحسراتٌ بَعُد انقضائها، ولا تَغْلُوا وَلا تظلموا ولا تعتدوا إنّ اللّٰه لا يُحبّ المعتدين. اتقوا اللّٰه يَا مَعشر المُسْلمين والمسلمات، وَإنما التقوى لهذه الأيّام والأوقات، وفكّروا وقوموا فُرادَى فُرادَى، ثم فكّروا كالأتقياء لا كرجُلٍ عَادَى، واسألوا اللّٰه مبتهلين طالبين.

وكيف رضى عقلكم وَ إيمانكم، وَدرايتكم وَعرفانكم، بأَوهامٍ لا تجدون فى كتاب اللّٰه أثرًا منها؟ وتتركون طرق السلامة وتُعرضون عنها، ولا تتّبعون أصلا مُحكَمًا بَيِّنَ الوقوع، و تأخذون بأنيابكم صُوَرَ مسائلِ الفروع، مع أنها فى أنفسها مملوّة مِن الاختلافات وَالتناقضات،

اور نہ ہی انسانی مکر سے اس کی مشیت الٰہی ہے۔ اُس سے جنگ کرنے والا یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہے۔ اے لوگو! اللہ کے دنوں اور اُن کی روشنی سے اعراض نہ کرو اور غافل نہ ہو کیونکہ ان (دنوں) کے گزرنے کے بعد حسرتیں ہیں اور غلو نہ کرو اور نہ ہی ظلم کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو، یقیناً اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گروہ! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اِسی دَور اور وقت میں تو تقویٰ کی ضرورت ہے، اور غور کرو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر متقیوں کی طرح غور کرو نہ کہ دشمنی کرنے والے کی طرح اور اللہ سے ابتہال کرتے ہوئے، طالب حق بنتے ہوئے دعا کرو۔ «۱۴۶»

اور تمہاری عقل اور ایمان اور درایت اور معرفت ان اوہام پر کیسے راضی ہوگئی ہے جن کا تم کتاب اللہ میں اشارہ تک نہیں پاتے؟ تم سلامتی کے راستوں کو ترک کرتے ہو اور ان سے اعراض کرتے ہو، اور واضح محکم اصل کی پیروی نہیں کرتے جس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی شک نہیں، اور فروعی مسائل کی بعض صورتوں کو اپنے دانتوں سے پکڑے ہوئے ہو باوجودیکہ وہ اپنی ذات میں اختلافات اور تناقضات سے پُر ہیں۔

ثم لا يوجد تطابُقها بالأصل الذى
هـو لهـا كـالأمّهات، وأين التطابق
بـل يـوجـد كثيـر مـن التبـايـن
والمنافاة. فانظروا كيف جمعتم
فـى عـقائدكم مِن أنواع الشناعة
والتنـاقـض و الـفـرية، وأمَدتم
بـجهـلـكـم أَعْـداء الـمِـلّة وعدا
الشـريعة المقدّسة، فهم يصولون
علىٰ الحق مستهزئين. ﴿۱۴۷﴾

وَأمّـا السّـلف الصّـالحون فما
كـانـوا كـمثلكم فى الاعتقادات، ولا
فـى الخيالات، بل كانوا يُفوّضون إلى
اللّٰـه عـلـم الـمـخـفيّـات، وكـانـوا
متّـقيـن. ومـا كـان جـوابهم فى هذه
الـمسـائل، عند اعتراض المعترض
السـائـل، إلّا تفويض الأمر المخفىّ
إلـى اللّٰـه الـخبير العليم. وكـانوا
يؤمنون إجمالًا ويُفوّضون التفاصيل
إلـى اللّٰه الـحـكيـم. فلأجل ذالک
مـا بـحثوا عن تناقضات هذه الأنباء،
وَمَـا أرادوا أن يتـكـلّـمـوا فيهـا
قبـل وقـوعهـا خوفًـا من جُنـاح

پھران کی اصل سے جوان کے لئے ماؤں کی طرح ہے کوئی بھی مطابقت نہیں پائی جاتی۔ تطابق تو کجا بلکہ بہت دوری ومنافرت پائی جاتی ہے۔ پس تم دیکھو! تم نے اپنے عقائد میں کس طرح مختلف برائیاں، تناقض اور جھوٹ اکٹھے کر لئے ہیں اور اپنی جہالت سے تم نے ملّت اور شریعتِ مقدسہ کے دشمنوں کو مدد دی۔ پس وہ استہزاء کرتے ہوئے حق پر حملے کرتے ہیں۔

جہاں تک سَلفِ صالحین ہیں تو وہ اعتقادات اور خیالات میں تمہاری مانند نہ تھے بلکہ پوشیدہ امور کا علم اللہ کے حوالے کرتے تھے۔ اور وہ متقی تھے، اعتراض کرنے والے سائل کے اعتراض کے وقت ان کا ان مسائل کے بارہ میں سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ ہوتا تھا کہ وہ اُس مخفی امر کو اللہ خبیر وعلیم کے سپرد کرتے تھے۔ وہ اجمالی طور پر ایمان لاتے تھے اور تفاصیل کو اللہ حکیم کے حوالے کرتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے ان پیشگوئیوں کے تناقضات کے بارے میں بحث نہیں کی اور نہ اُن کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس بارے میں بولنے کا ارادہ لغزش اور حد سے تجاوز

الزّلّة والاعتداء، وقالوا نؤمن بها ولا ندخل فيها وما كانوا على أمرٍ مُصرّين.

ثم خلف من بعدهم خلف وفَيُجٌ أعوَجُ، أضاعوا وصاياهم وسُبُلَهم، وبدأ فيهم التعلّى والتموّج، فتكلموا فى أنباء الغيب بغير علم مُجترئين. وَبَحثوا عن أمور ما كان لهم أن يبحثوا عنها، فَضلّوا وأضلّوا وكانوا قومًا عمين. أما ترى كيف نحتوا مِن عند أنفسهم نزول المسيح من السّماء؟ ولن تجد لفظ السّماء فى ملفوظات خير الأنبياء ولا فى كَلِمِ الأوّلين.

وَأمّا نفس النزول فهو حق ولا نجادلهم فيه، ولا نردّه عليهم بَلْ إنّا نؤمن به كما يؤمنون وما نحن بمنكرين وَلَيْسَ عندنا إلّا تسليمٌ فى هٰذا الباب، ومَن أنكر فقد كفر بما جاء فى الآثار وَالكتاب، وإنه من

اور گناہ کے خوف سے کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں مگر ہم ان میں دخل نہیں دیتے اور نہ ہی وہ کسی امر پر اصرار کرتے تھے۔

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف اور ٹیڑھی طبیعت والے جانشین ہوئے جنہوں نے ان کی وصایا اور طریقے کو کھو دیا اور تعلّی اور جوش ان میں ظاہر ہوا اور انہوں نے غیب کی خبروں کے متعلق بے باقی کرتے ہوئے کلام کیا۔ اور ایسے امور میں بحث کی کہ جن ﴿۱۴۸﴾ کے بارے میں بحث کرنا اُن کا حق نہ تھا۔ پس وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور وہ اندھی قوم تھے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے انہوں نے اپنے پاس سے مسیح کے آسمان سے نزول کی بات گھڑ لی۔ اور تو خیر الانبیاء کے ارشادات میں اور پہلوں کے کلام میں آسمان کا لفظ ہرگز نہ پائے گا۔

جہاں تک لفظ نزول کا تعلق ہے تو یہ حق ہے ہم اس بارے میں اُن سے نہیں جھگڑتے اور نہ ہم اس سلسلہ میں اُن کی تردید کرتے ہیں بلکہ ہم اس پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح وہ ایمان لاتے ہیں اور ہم انکار کرنے والے نہیں۔ ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں سوائے تسلیم کرنے کے کچھ نہیں اور جس نے انکار کیا تو اس نے اس کا انکار کیا جو قرآن و حدیث میں آیا ہے۔ اور بے شک وہ

الـمـلـحدين . بيد أنّنا نحمِل هذا النــــزول عـلــى أمـرٍ فيـه أمنٌ مِـنَ التّنــاقـضـات ، وَ نـجــاة مِـن الاعتــراضـــات ، وَ هُـو الـنـــزول البـروزى الـذى قـد جرت سُنّة اللّٰه عـليــه مـن زمـن الأوّلين. فـليــس إنـكارنا إلّا من نـزول المسيح بنفسه مِـن السّــمـاوات، فإنه يخالف سُنن اللّٰه والبيّنات من الآيات، فإن القرآن فرض عَـلَيُـنــا☆ أن نـؤمـن بـوفـاة الـمسيح ونحسبه من الأموات، فالقول بحياة الــمسيــح وَرّجـوُعــه إلٰـى دار ﴿۱۴۹﴾ الـفـانيات، يستلزم إنكارَ القرآن والـمحكمات البيّنات، فَلايتكلم بمثل هٰذا إلّا الـذيـن هُـم غُـلُفُ القلوب، وكـالـمحجوب وَ مِن الـمُعرضين. أنتــرك لـظـنون واهيةٍ القـرآنَ،

ملحدوں میں سے ہے۔ البتہ ہم اس لفظ نزول کو ایسے معنوں پر محمول کرتے ہیں کہ جو تناقضات سے پاک اور اعتراضات سے محفوظ ہیں۔ اور وہ بروزی نزول ہے جس پر اللہ کی سنت پہلوں کے زمانوں سے جاری ہے۔ پس ہمارا انکار صرف اس بات سے ہے کہ مسیح آسمانوں سے بذاتہٖ نازل ہو کیونکہ یہ بات اللہ کی سنتوں اور روشن آیات کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن نے ہم پر فرض کیا ہے کہ ہم مسیح کی وفات پر ایمان لائیں اور اُسے وفات شدگان میں شمار کریں۔ پس مسیح کی حیات اور دارِ فانی میں اُن کے دوبارہ آنے کے عقیدہ سے قرآن اور اس کی بیّن محکمات کا انکار لازم آتا ہے۔ اس طرح کی بات سوائے ان لوگوں کے جن کے دل پردے میں ہیں کوئی نہیں کرتا۔ اور وہ حق ناآشنا اور اعراض کرنے والوں میں سے ہیں۔ کیا ہم واہیات گمانوں کی خاطر قرآن کو چھوڑ دیں۔

﴿۱۴۸﴾ ☆ نوٹ۔ جاء فی بعض الاحاديث مـن رسـول الـلّٰـه صلی اللّٰه عليه و سلم بــالتـصــريـح. ان عـمـره نصف عمـر المسيح. قال صاحب الفتح هذا حديث صحيح و رجاله ثقات۔منه

نوٹ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث میں صراحت سے آیا ہے کہ آپؐ کی عمر مسیحؑ کی عمر سے نصف ہے۔ فتح البیان کے مصنف نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔منہ

وَننبذ من أيدينا اليقين والعرفان، وَنَرجع إلى أفسَدِ القَولِ مِن أصلَحِه، ونُلحِق أنفسَنا بالجاهلين؟ وَمَن يتدبّر آيات الله، وَلا يُعمٰى عينَ تميُّزِه مِن بيّنات اللّٰه، فَلا بد لَه أن يؤمِن بمَوت المَسِيح، وَيقرّ بأَن النزول عَلٰى سَبيل البُروز الصّريح، ويُعرِض عن الظالمين.

أَسمعتم قَبل ذٰلِکَ رجلًا ذَهَبَ مِنَ الدّنيا ثُم نَزَلَ بَعْدَ بُرهة مِن السّماء؟ أتجدون نظيره فی أحدٍ من الأنبياء؟ وَقَد سَمِعتم كَيف أُوِّلَ مِن قبل فی نزول إلياس، يَا أُولی الأبْصَار وَالقياس. ورأيتم قومًا حملوا قصّة نزول إيليا عَلٰی ظَواهرها، وكفّروا المَسيح بخُبث النَفس وَأباهِرِها، وَضُرِبَتْ عَلَيهم الذلّة وَالمَسكنة وَجُعلوا مِن الملعونين.

وَإِنْ كنتم لَا تؤمِنُون بمَوت عيسٰی يا مَعشر الإخوان، وترفعونه

اور یقین اور عرفان کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور درست ترین بات سے بدتر قول کی طرف لوٹ آئیں۔ اور خود کو جاہلوں میں شامل کر لیں۔ اور جو اللہ کی آیات میں تدبّر کرتا ہے اور اس کی بیّنات کی شناخت سے اس کی آنکھ اندھی نہیں اس کے لئے وفاتِ مسیح پر ایمان لانے اور یہ اقرار کرنے کہ نزول کا لفظ صریحاً بروزی طور پر ہے اور ظالموں سے اعراض کرنے کے سوا چارہ نہیں۔

کیا تم نے اس سے قبل سنا ہے کہ ایک آدمی دنیا سے چلا گیا پھر کچھ عرصہ بعد آسمان سے نازل ہوا؟ کیا تم انبیاء میں اس کی نظیر پاتے ہو؟ اور تم نے سن لیا ہے کہ کس طرح پہلے الیاس کے نزول کی تأویل کی گئی۔ اے اہلِ بصیرت و دانش۔ اور تم نے وہ قوم دیکھی ہے جس نے ایلیا کے نزول کے واقعہ کو ظاہر پر محمول کیا اور خباثتِ نفس اور نیکی سے دوری کی وجہ سے مسیح کی تکفیر کی۔ اور اُن پر ذلّت و مسکنت کی مار ماری گئی اور وہ لعنتی بنائے گئے۔

اے بھائیو! اگر تم مسیح کی موت پر ایمان نہیں ﴿۱۵۰﴾
لاتے اور اسے زندہ عرش رحمان پر چڑھاتے ہو

حیًّــا إلٰی عـرش الـرّحـمٰن، فمـا اٰمـنتـم بـكتــاب الـلّٰـه الفـرقـان، فانظروا مَنْ أحقُّ بالأمن وَالْأمان، ومَـن اتّبـع ظـنـونًـا وَتَرَک سُبُل الإيــقــان. ثــم أنتـم تُـكـفّـرون المُسلمِيْن وتكذّبون الصّادقين، وتطيلون الألسنة على أهل الحق وَاليَقين. أكان هذا طريق التقوىٰ والمتّقين؟

وَقَـدْ سَــمِعْتُمْ أنّا قائِلون بنـزول الـمَسيـح، والـمـقـرّون به بالبيان الـصّـريـح، وَ إنــه حقّ واجب ولا يـنـبـغي لنا ولَا لِأَحَدٍ أن يُعرِض عَنه كَالمُفسدين، أَو يمتعض مِنْ قبوله كَـالمتكبرين. فـإنه لا يُعرض عن الـحـق إلّا ظــالـمٌ معتدٍ خلّاب، أو فــاسـق مُــزوِّر كـذّاب، ويُعْـرَفُ بقبوله قلبٌ توّابٌ. فالآن انظروا! أنـحـن نعرض عَنِ القبول أو كنتم مـعـرضين؟ أتـظـنون أنّ المسيح ابن مريم سيرجع إلى الأرض مِن السّماء؟
ولا تـجدون لفظَ الـرجوع في كَلِمِ ﴿۱۵۱﴾
سيّـدِ الــرسـل وأفـضـل الأنبيـاء.

توتم اللہ کی حق و باطل میں فرق کردینے والی کتاب پر ایمان نہیں لائے۔ پس غور کرو کہ کون امن وامان کا زیادہ حق دار ہے؟ اور کس نے خیالات کی پیروی کی اور یقین کی راہوں کو ترک کیا۔ مزید برآں یہ کہ تم مسلمانوں کو کافر ٹھہراتے اور صادقوں کی تکذیب کرتے ہو۔ اور اہل حق و یقین کے خلاف زبانیں دراز کرتے ہو کیا یہ تقویٰ اور متقیوں کا طریق ہے؟

اور تم سن چکے ہو کہ ہم نزولِ مسیح کے قائل ہیں اور بیان صریح سے اس کا اقرار کرنے والے ہیں۔ بیشک یہ حق واجب ہے اور نہ ہمارے لئے اور نہ کسی اور کے لئے جائز ہے کہ مفسدوں کی طرح اس سے روگردانی کرے یا متکبروں کی طرح اسے قبول کرنے پر چیں بجبیں ہو، کیونکہ حق سے صرف ظالم، حد سے تجاوز کرنے والا اور دھوکا دینے والا یا فاسق، جعل ساز، کذّاب ہی اعراض کرتا ہے۔ اس کے قبول کرنے سے توبہ کرنے والا دل پہچانا جاتا ہے۔ پس اب دیکھو کہ کیا ہم قبول کرنے سے اعراض کر رہے ہیں یا تم اعراض کرنے والے ہو؟ کیا تم گمان کرتے ہو کہ مسیح ابن مریم ضرور آسمان سے زمین پر واپس آئے گا حالانکہ تم رجوع کا لفظ سیّد الرسل افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ مبارکہ میں نہیں پاتے۔

أَ أُلْهِـمْتـم بهـذا أو تـنـحِتون لـفـظ الـرجـوع مِـن عند أنفسِكم كَالخَائنين؟

وَمِـنَ الْـمَـعـلُـوم أن هٰـذا هُـو الـلـفـظ الـخَـاص الذى يُستعمل لـرَجُل يأتى بَعـد الذَّهاب، ويتوجّه مِنَ السَّفر إلى الإياب، فهذا أبعدُ مِن أبلَغ الخَلقِ و إمامِ الأنبياء، أن يترك هٰهنا لفظ الرجوع ويَسْتَعْمل لفظ النـزول ولا يتكلم كالفصحاء والبلغاء. فلا تـنظروا كَلامى هٰذا بنظر الاستغناء، ولَا تنبذوه وَراء ظهوركم كَأَهل الكبر والمراء، بل فكّروا كلّ الفكر بجميع قوّة الدهاء ، فإنّ هـذا أمرٌ جليل الخطب عظيم القدر فى حضرة الكبرياء ، وقبوله بركة، وَ تسليمه فطنة وسعادة ، و ردُّه بلاء على أهله المخذولين.

وَمِـنَ الـعُـلـمـاء مَن يقول إن لـفـظ التـوفّى قد يجىء فى لسان الـعـرب بمعنى الاستيفاء ، وهو الـمـراد هٰهنا فى كَلام حضرة الكبرياء ، وَإذا طُلِبَ مِنهم السّند

کیا تمہیں اس کا الہام کیا گیا یا خیانت کرنے والوں کی طرح اپنی طرف سے لفظ رجوع گھڑ رہے ہو؟

اور واضح ہو کہ یہ وہ خاص لفظ ہے جو ایسے شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو چلے جانے کے بعد واپس آتا ہے۔ اور سفر سے واپسی کی طرف رُخ کرتا ہے۔ پس مخلوق میں سب سے زیادہ بلیغ شخص اور انبیاء کے امامؐ سے بعید ہے کہ وہ یہاں رجوع کا لفظ چھوڑ دے اور نزول کا لفظ استعمال کرے اور فصحاء اور بلغاء کی طرح کلام نہ کرے۔ میرے اس کلام کو متکبر بحث کرنے والوں کی طرح پسِ پشت نہ ڈالو بلکہ پوری دانش مندی کے ساتھ اچھی طرح غور وفکر کرو کیونکہ یہ معاملہ حضرت کبریاء کے نزدیک بڑا عظیم الشان اور اہم ہے۔ اس کو قبول کرنا برکت اور تسلیم کرنا سعادت اور نیک بختی ہے اور اس کو ٹھکرانا، ٹھکرانے والے مردودوں کے لئے ہی بلا ہے۔

اور علماء میں سے بعض کا کہنا ہے کہ لفظ توفّی زبانِ عرب میں پورا پورا لینے کے معنوں میں بھی آتا ہے اور اس جگہ حضرت کبریاء کے کلام میں یہی مراد ہے اور جب اُن سے اِس کی سند مانگی جاتی ہے

﴿۱۵۲﴾ فَلا يأتونَ بسند من الشعراء ، وقد كفروا بمعنى بَيَّنَه خاتَمُ الأنبياء ، وَمَا أتوا بمعنى أبلغ منه عند الفُصَحاء ، وَمَا أثبتوا دَعْواهم بل نَطَقُوْا كالعامهين.

وَمَا أُعطُوا وُسْعةً فى هذا اللسان، وَلَا يعلمون إلا الحقد الذى هو تُراثهم من قديم الزمان. فَيَا حَسْرةً عليهم! ما لهم من معرفة فى العربيّة، وَليسَ عندهم مِن غير الدعاوى الواهيّة، ومَعَ ذٰلك لا يتناهَون من القيل والقال، وَلا يتركون نزاعهم بل يتصدّون لهٰذا النضال، ويقومون مع الجهل المُحكم للجدال، وكذٰلك هَتكوا أستارهم بأيديهم فى هذا المقام، بما كانوا غافلين من موارد الكلام. سكتوا ألفًا، ونطقوا خلفًا، وَمَا نبسوا بكلمة حكمية كالعاقلين. و أَرُأَوا أنفسهم كَمَخاضٍ، وَظهروا كخَلِفَةٍ،

تو وہ شعراء (عرب کے کلام) میں سے کوئی گواہی پیش نہیں کر سکتے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ معنی کا تو انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ اور ایسے کوئی معنی پیش نہیں کئے جو فصحاء کے نزدیک آپؐ کے معنوں سے زیادہ بلیغ ہوں۔ اور انہوں نے اپنا دعویٰ ثابت نہیں کیا بلکہ سرگردانوں کی طرح بات کی۔

اور انہیں اس زبان میں وسعت عطا نہیں کی گئی وہ سوائے اس کینے کے جو زمانۂ قدیم سے ان کا ورثہ ہے کچھ نہیں جانتے۔ وائے افسوس ان پر عربی کا انہیں کوئی علم نہیں اور سوائے فضول دعوؤں کے ان کے پاس کچھ نہیں اور اس کے باوجود وہ قیل و قال سے باز نہیں آتے اور نہ کج بحثی ترک کرتے ہیں بلکہ اس تیراندازی کے لئے سامنے آتے ہیں اور جہل محکم کے ساتھ بحث کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اس جگہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی پردہ دری کی ہے کیونکہ وہ کلام کے مناسب حال استعمال سے غافل ہیں۔ لمبا عرصہ وہ خاموش رہے اور جب بولے تو غلط بات کی اور عقل مندوں کی طرح ایک بھی حکمت کا لفظ نہیں بولے۔ اور انہوں نے خود کو حاملہ اونٹنی کی طرح ظاہر کیا اور خود کو اس اونٹنی کی طرح ظاہر کیا جس کے جننے کے دن قریب ہوں،

ثـم إذا حَـان الـنِتـا ج فما ولدوا إلّا
فأرة، أو أشوَهَ وأصغرَ مِن فُوَيسقة.
هـذا عـلـمهـم، وَأَفسَـدُ منهـا عملُ
تـلـك العالمين. يأمرون الناس بالبرّ
ويـنسـون أنفسهم، وَ يَـقُولُـون ما لا
يـفـعـلـون. وإذا جُـعِـلـوا حَكَمًـا فلا
يُقسِطون، ويُحبّون أن يُحمَدوا بما لا
يعملوا وإذا صـلّـوا فـصلّوا مُرائين.
وَيـغـتـابـون فـي الـمساجد ويأكلون
لَـحْم إخوانهم المُسْلمين، إلّا قليل
من الخاشعين.

وَأمّـا لـفـظ التوفّي الذي يُفتّشونه
فـي الـلّسـان الـعـربيّة، فاعلم أنـه لا
يُستـعمل حقيقةً إلّا للإماتة في هٰذه
الـلّهـجة، سَيّـمـا إذا كان فاعلُه اللّٰهَ
والمفعولُ رَجُلًا أو مِنَ النسوة، فلا
يأتي إلا بمعنى قبض الروح والإماتة
وَمَا تـرىٰ خـلاف ذالك في كتب
الـلغة والأدبيّة. وَ مَـن فتّـش لغات
الـعـرب، وأنـضـى إليهـا رِ كـاب
الطلب، لن يجد هذا اللفظ في مثل
هٰذه الـمـقـامـات إلّا بـمعنى الإماتة

پھر جب جنا تو ایک چوہیا کو جنم دیا یا چوہیا کے بچے سے
بھی بدصورت اور چھوٹا، یہ ہے اُن کا علم اور اس (علم)
سے زیادہ مفسدانہ ان عالموں کا عمل ہے۔ وہ لوگوں کو
نیکی کا حکم دیتے ہیں اور خود کو بھول جاتے ہیں، اور وہ
کہتے ہیں جو وہ خود نہیں کرتے۔ اور جب انہیں منصف ﴾۱۵۳﴿
بنایا جائے تو وہ انصاف نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ
جو کام انہوں نے نہیں کیا اُس پر اُن کی تعریف کی
جائے۔ اور جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو ریاکاری کرتے
ہوئے نماز پڑھتے ہیں۔ سوائے چند عاجزی اختیار
کرنے والوں کے وہ مسجدوں میں غیبتیں کرتے ہیں
اور اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

جہاں تک لفظ توفّی کا تعلق ہے جسے وہ زبان
عربی میں تلاش کر رہے ہیں تو جان لے کہ وہ حقیقتاً
اس زبان میں صرف موت دینے کے معنوں میں
استعمال ہوتا ہے خاص طور پر جبکہ اس (توفّی) کا
اللہ فاعل ہو اور کوئی مرد یا عورت مفعول ہو تو یہ
صرف قبض روح اور موت دینے کے معنوں میں
آتا ہے تُو کتب لغت و ادب اس کے خلاف نہیں
دیکھے گا اور جو لُغاتِ عرب کی چھان پھٹک کرے
اور اپنی طلب کی سواریوں کو اس کی طرف دوڑا دوڑا
کر تھکا دے تو وہ اس لفظ کو ان جیسے مقامات پر
اللہ ربّ الکائنات کی طرف سے سوائے موت دینے

والإهلاك من الله ربّ الكائنات. وَقد ذُكِر هٰذا اللفظ مرارًا في القرآن، ووضعه اللّٰه في مواضع الإماتة وأقامه مقامها في البيان. وَالسِّرُّ في ذٰلك أن لفظ التوفّي يقتضي وجود شيء بعد الممات، فهذا ردٌّ على الذين لا يعتقدون ببقاء الأرواح بعد الوفاة،
﴿۱۵۴﴾ فإن لفظ التوفّي يؤخذ من الاستيفاء، وفيه إشارة إلى أخذ شيء بعد الإماتة والإفناء، وَالأخذُ يدلّ على البقاء، فإن المعدوم لا يؤخذ ولا يليق بالأخذ والاقتناء. وَهٰذا من العلوم الحِكْميّة القرآنية، فإنه رجع القومَ إلى لسانهم المباركة الإلهاميّة، ليعلموا أن الأرواح باقية والمعاد حقّ، ولينتهوا مِن عقائد الدهريين والطبيعين.

فلما كان الغرض مِن استعمال هٰذا اللفظ صَرْفَ القلوب إلٰى بقاء الأرواح، فمعنى التوفّي إماتة مع إبقاء الروح، فخُذِ الحقّ ☆

﴿۱۵۴﴾ الحاشية. لما كان الملحوظ في

اور ہلاک کرنے کے معنوں کے ہرگز نہیں پائے گا۔ قرآن کریم میں اس لفظ کا بارہا ذکر کیا گیا ہے اور اللہ نے جہاں بھی یہ لفظ استعمال فرمایا ہے موت دینے کے معنوں میں ہی استعمال فرمایا اور اپنے بیان میں لفظ توفّی کو اِمَا تَتْ کے معنوں میں لیا ہے۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ توفّی کا لفظ موت کے بعد کسی شے کے وجود کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو وفات کے بعد بقائے ارواح کا عقیدہ نہیں رکھتے کیونکہ لفظ توفّی ''اِسْتِیْفَاء'' سے ماخوذ ہے اور اس میں کسی چیز کو مار دینے اور فنا کر دینے کے بعد لینے کا اشارہ ہے۔ اور لفظ أخذ بقاء پر دلالت کرتا ہے کیونکہ معدوم کو نہیں لیا جا سکتا اور نہ ہی وہ أخذ کرنے اور حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے اور یہ قرآنی حکیمانہ علوم میں سے ہے کیونکہ اس (قرآن) نے قوم عرب کو ان کی مبارک الہامی زبان کی طرف لوٹایا ہے تا کہ وہ جان لیں کہ ارواح باقی رہتی ہیں اور معاد حق ہے اور تا وہ ملحدوں اور نیچریوں کے عقائد سے باز آ جائیں۔

پس جبکہ اس لفظ کے استعمال سے غرض دلوں کو بقاءِ ارواح کی طرف پھیرنا تھی تو توفّی کے معنے (جسم) کو موت دینے کے ساتھ ساتھ روح کو باقی رکھنے کے ہوئے۔ پس حق کی راہوں کو اختیار کر

حاشیہ۔ جبکہ توفّی کے معنے میں موت دینا بمع

واتّـقِ طرق الجُناح. ولا يجادل في هٰذا إلّا الـجَـاهـل الـذی لا يعلم العـربيّة، أو المتجاهل الذی يُغری مِن خبثه العامّة. وَمَن انتصب لإزراء هٰذا الكلام، وقام للتكذيب والإفحام، فعليه أن يعرض فی هٰذا الباب شعرًا من أشعار الجاهلية، أو كلامًا من كَلِمِ فصحاء هٰذه المِلّة. وَإن لم يفعلوا، ولن يفعلوا، وَلَمْ ينتهوا من الشرارة، فقد جمعوا لعنتَين لأنفسهم بشامة النفس الأمّارة. اللعنة الأولٰى أنهم ما صدّقوا قولَ خير البريّة، وما اطمأنّت قلوبهم بشهادة إمام الملّة، واللعنة الثانی أنهم فتّشوا اللغة شاكّين، ثم رجعوا يائسين بالندامة التی هی تشابه عذاب الهاوية، ثم قعدوا مخذولين.

بقية الحاشية: معنى التوفی مفهوم الاماتة مع الابقاء، فلأجل ذٰلک لا يستعمل هٰذا اللفظ فی غير الانسان، بل يستعمل فی غيره لفظ الاماتة

اورگناہ کی راہ سے بچ۔اوراس بارے میں سوائے اُس
جاہل کے جوعربی نہیں جانتا یا اُس متجاہل کے جوعوام ﴿۱۵۵﴾
الناس کواپنی خباثت کے باعث انگیخت کرتا ہےاورکوئی بحث نہیں کرتا۔اور جواس کلام کی عیب گیری کے لئے اٹھااور جھٹلانے اورمنہ بندکرانے کے لئے کھڑاہوتواس پرلازم ہے کہ وہ اس بارے میں اشعار جاہلیہ میں سے کوئی شعر یااس قوم (عرب) کےفصحاء کےکلام میں سےکوئی کلام پیش کرے۔اوراگرانہوں نے ایسانہ کیا اوروہ ہرگز ایسانہیں کرسکیں گے۔اوروہ شرارت سے نہ رکےتونفسِ امارہ کی نحوست سےانہوں نےخود پر دولعنتیں جمع کرلیں۔پہلی لعنت یہ کہ انہوں نے خیر البریّہ صلی اللہ علیہ وسلم کےقول کی تصدیق نہ کی اوراس ملّت کے امام کی گواہی سے ان کے دل مطمئن نہ ہوئے، اور دوسری لعنت یہ کہ انہوں نے شک کرتے ہوئے لغت کو کھنگالا، پھر وہ ندامت کے ساتھ ایسی مایوسی سےلوٹے جوجہنم کےعذاب سے مشابہ ہے۔ پھر وہ ذلیل و رسوا ہو کر بیٹھ رہے۔

بقیہ حاشیہ۔ بقائے (روح) کےمعنی ملحوظ ہیں تو اسی لئے یہ لفظ انسان کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال نہیں کیا جا تا بلکہ انسان کے(علاوہ) کے لئے لفظ موت دینا اور ہلاکت اورفنا کرنا استعمال کیا جا تا

واعلم أن أحدًا من رجالٍ ذی غیرة، لا یقِف متعمّدًا موقف مندمة، إلّا الذی نزع عن نفسه ثوبَ حیاءٍ وإنسانیة، ورضِی بکل تبعةٍ ومعتبةٍ، وألحَقَ نفسه بالخاسرین الملومین. و ما تُجادلوننی فی لفظ التوفّی إلّا من السفاهة ، فإنّی أعلم ما لا تعلمون. و إنی تورّدتُ بحر ﴿۱۵٦﴾
العربیة وتبحّرتُ، وعلَوتُ شوامخَها وتوغّلتُ، واجتنیتُ ثمارها وتخبّشتُ، وفحّصتُ کلام القوم وتصحفتُ☆، فما وجدتُ لفظ التوفی فی کلامٍ أو شعر الشعراء ، إلا بمعنی الإماتة مع الإبقاء ، وما استعملوا فی غیره إلا بعد إقامة القرینة والإیماء ، وما جاء وا به فی صورة کون اللّٰہ فاعلًا إلّا بھذا المعنٰی،

بقیة الحاشیة . والاهلاک والافناء. مثلًا لا یقال توفی اللّٰه الحمار، أو القنفذ والافعی والفأر، فان ارواحها لیست بباقیة کأرواح الآدمیین.

تو جان لے کہ ایک غیرت مند انسان عمداً ایسا موقف اختیار نہیں کرتا جو ندامت کا باعث ہو۔ سوائے ایسے شخص کے جس نے اپنے اوپر سے حیا اور انسانیت کا لبادہ اتار پھینکا ہو۔ اور ہر طرح کی سزا اور عتاب پر راضی ہو گیا ہو۔ اور خود کو گھاٹا پانے والے ملامت زدوں سے ملا دیا ہو۔ تم مجھ سے لفظ توفّی کے بارے میں صرف بے وقوفی کی وجہ سے بحث کرتے ہو کیونکہ میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں عربی زبان کے سمندر میں اترا اور گہرائی تک گیا اور اس کی بلند چوٹیاں سر کیں اور اس کے اندر تک داخل ہوا۔ میں نے اس کے تازہ پھل چنے اور کوئی پہلو نہیں چھوڑا، اور قوم عرب کے کلام کی خوب چھان پھٹک کی اور ورق ورق دیکھا لیکن میں نے لفظ توفّی کو کلامِ عرب یا شعراءِ عرب میں سے کسی کے شعر میں سوائے بقاءِ (روح) کے ساتھ موت دینے کے معنوں میں نہیں پایا، اور اس کے علاوہ دیگر معنوں میں انہوں نے اس لفظ کو (کسی) قرینہ اور اشارہ کے بعد ہی استعمال کیا اور اللہ کے فاعل ہونے کی صورت میں انہوں نے اس کے صرف یہی معنے کئے ہیں

بقیہ حاشیہ۔ ہے۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ نے گدھے یا خارپشت اور سانپ اور چوہے کی توفّی کی کیونکہ ان کی روحیں انسانوں کی روحوں کی طرح باقی نہیں رہتیں۔

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' تصفّحت'' ہونا چاہیے۔ (ناشر)

ويعلمه كل أحدٍ من علماء العرب من الأعلٰى إلى الأدنٰى؛ وإذا كتبتَ مثلًا إلٰى أحدٍ من أهل هٰذا اللسان، أن اللّٰه تَوَفّٰى فلانًا من الأحباب أو الجيران، فلا يفهم منه هذا العربيّ إلا وفاة ذٰلك الإنسان، ولا يزعم أبدًا أنه أنامه أو رفعه بالجسم من ذٰلك المكان، بل يسترجع على موته كما هو عادة المؤمنين، فويل كل الويل للمنكرين.

أفتنحتون للمسيح معنٰى وللعالمين كلهم معانيَ أُخرىٰ؟ تلك إذًا قسمةٌ ضيزىٰ. فما لكم لا يوقظكم نصاحةٌ، ولا يُنبّهكم صراحة، ولا ترجعون إلٰى الحق كالمتقين. أ كفّرني المكفِّرون مع هٰذا العلم واللياقة؟ أجادلوني بهذا البلاغة و الطلاقة؟ فليموتوا متندّمين. ولا أظن أن يتندّموا. إنهم قوم لا يُبالون لعن اللاعنين؛

اور اس بات کو علماءِ عرب میں سے ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے مثلاً آپ اس زبان (عربی) والوں میں سے کسی کو لکھیں کہ اِنَّ اللّٰہَ تُوَفّٰی فُلا نًا مِنَ الْاَحْبَابِ وَالْجِیْرَانِ۔ تو اس جملے سے وہ عربی شخص اس انسان کی وفات کے علاوہ اور کچھ معنے نہیں سمجھے گا۔ اور یہ گمان ہرگز نہیں کرے گا کہ اللہ نے اس (انسان) کو سُلا دیا یا اس جگہ سے مع جسم اٹھا لیا، بلکہ وہ مومنوں کے طریق کے مطابق اس کی موت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہے گا۔ پس ہلاکت ہو، ہر طرح کی ہلاکت ہو منکرین کے لئے۔

کیا تم مسیح کے لئے ایک معنیٰ گھڑتے ہو اور باقی سب دنیا کے لئے اور معنے؟ یہ تو بہت ہی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہیں کوئی نصیحت بیدار نہیں کرتی اور نہ کوئی وضاحت تمہیں متنبہ کرتی ہے اور نہ تم متقیوں کی طرح حق کی طرف لوٹتے ہو۔ کیا اس
﴿۱۵۷﴾ علم ولیاقت سے تکفیر کرنے والوں نے مجھے جھٹلایا ہے؟ کیا اس بلاغت وروانی سے وہ مجھ سے بحث کریں گے؟ پس انہیں چاہیے کہ ندامت سے مرجائیں مگر میرا نہیں خیال کہ وہ شرمندہ ہوں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہیں کرتے۔

إذا أفـظـعــت الـوقــاحةُ، فكلُّ خـــزيٍ الــراحة. أكبّـوا عـلٰـى جــارهـم، وذهـلوا عن دارهم، فهتک الـلّٰه أستارهم، وجعلهم مـن الـمهـانين. وَسلّطني عليهم فـاختـفَوا كالطير في الوُكنات، واقتنّوا كالوعل عندالتعاقبات، وعـرَضْـنا كَلْكَلَنا لـلمناظرات، فـأُهْـرِعـوا كـالأوابـد إلـى الفلاة، وتـصدّينا لهم لأنواع الدعوة، وما وضـعنا عـن كـاهـلنا عِصَام هذه الـقِـربة، وَمـا كـنّا لاغبين. نـعَب عـلينا كلُّ أعورَ ذي غواية، ونعَق عـلـيـنا كلُّ ابنِ داية، مـحرومٍ عن درايةٍ، وعـوَى كـلُّ خـليـعٍ خـليعِ الرسن، ونبَح كل كلب ولو كان كـاليَـفَـن، فإذا قمنا فكانوا مَديدَ الوَسَن، أو كانوا من الميّتين.

لَمَّا رَأَى النَّوْكٰى خُلَاصَةَ أَنْضُرِيْ
فَـــرُّوْاوَ وَلُّـوا الدُّبُـرَ كَالْمُتَشَـوِّرِ
إِنْ يَّــشْتِـمُـوْا فَلَقَدْ نَزَعْتُ ثِيَابَهُمْ ﴿۱۵۸﴾
وَتَـرَكْـتُهُـمْ كَـالْـمَيِّتِ الْمُتَنَكِّرْ

جب بے حیائی حد سے گزر جائے تو ہر رسوائی ان کے لئے راحت ہوجاتی ہے۔ وہ اپنے ہمسایہ پر پل پڑتے ہیں مگر اپنے گھر سے غافل ہیں۔ پس اللہ نے ان کا پردہ چاک کردیا اور انہیں رسوا ہونے والوں میں سے بنا دیا۔ اور مجھے ان پر غالب کردیا۔ پس وہ پرندوں کی طرح گھونسلوں میں دبک گئے اور تعاقب کے وقت پہاڑی بکروں کی طرح پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ اور ہم نے مناظروں کے لئے اپنا سینہ پیش کیا تو وہ وحشی جانوروں کی طرح صحراؤں کی طرف بھاگ گئے۔ اور ہم نے ان کے لئے کئی انواع کی دعوتیں پیش کیں اور ہم نے اس مشکیزہ کا بندا پنے کندھے سے نہ اتارااور نہ ہی ہم تھکے ماندے ہوئے۔ ہر یک چشم، گمراہ شخص ہم پر چلّایا۔ اور ہر بے حیا خلیع الرسن ہم پر غرایا، ہر کتا ہم پر بھونکا اگر چہ وہ بہت عمر رسیدہ تھا۔ پس جب ہم کھڑے ہوئے تو انہوں نے لمبی تان لی، یا وہ مردوں میں سے ہوگئے۔

جب بیوقوفوں نے میرے زرخالص کو دیکھا۔ وہ بھاگ گئے اور انہوں نے شرمندہ شخص کی طرح پیٹھ پھیر لی۔
اگر وہ گالیاں دیتے ہیں تو میں نے بھی ان کے کپڑے اتار کر ان کا ننگ ظاہر کردیا ہے۔
اور ان کو ایسے مُردے کی طرح بنا چھوڑا ہے جس کی پہچان ہی نہ ہو سکے۔

هُـمْ يَشْتِـمُوْنَ وَلَا أَخَافُ لِسَانَهُمْ
إِنِّـيْ أَرَى أَلْـطَافَ رَبٍّ أَكْبَـرِ
نَـزَلَـتْ مَلَامَـةُ لَائِمِيْ مِنْ حُبِّهٖ
مِـنِّـيْ بِـمَنْـزِلَةِ الْمُحِبِّ الْـمُؤْثَرِ
يَـا لَائِـمِـيْ دَعْ كُـلَّ لَـوْمٍ وَانْتَظِرْ
سَتَـرَى بُـرُوْقَ الْـحَـقِّ بَـعْدَ تَبَصُّرِ
جَـلَّـتْ وَصَـايَـانَـا هُـدًى لٰـكِنَّهَا
كَبُـرَتْ عَـلَيْـكَ وَلَيْتَهَـا لَـمْ تَكْبُرِ

أيها الناس! تَدبَّروا لطرفة عين، ولا تُهلكوا أنفسكم لِمَيْنٍ. إن موت المسيح ثابتٌ بالقرآن، ثم بالحديث، ثم بشهادة اللغة وأهل اللسان، ثم بالعقل والفراسة والوجدان، ثم بنظائر سابق الزمان، فلا يزيل الأمرَ الثابت كيد الإنسان.

والنزول أيضًا حقّ نظرًا على تواتُر الآثار، وقد ثبت مِن طرقٍ فی الأخبار، فتعالوا إلٰی كلمة ترفع هٰذه التناقض من بين بعض الأحاديث وبين مجموعة أحاديث أخریٰ والفرقان،

وہ گالیاں دیتے ہیں اور میں ان کی زبان درازی سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں ربّ اکبر کی مہربانیوں کو دیکھ رہا ہوں۔
خدا کی محبت کی وجہ سے ملامت کرنے والے کی ملامت کا نزول میرے لئے پسندیدہ دوست کی طرح ہے۔
اے مجھے ملامت کرنے والے! ملامتوں کو چھوڑ دے اور انتظار کر تو ضرور بینا ہو جانے کے بعد سچائی کی چمک دیکھ لے گا۔
ہماری نصیحتیں ہدایت کے لحاظ سے شاندار ہیں لیکن وہ تجھ پر شاق ہیں۔ کاش کہ وہ شاق نہ گزرتیں۔

اے لوگو! لحہ بھر کے لئے غور کرو اور جھوٹ کی خاطر خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ مسیح کی موت قرآن سے، پھر حدیث سے، پھر لُغت کی گواہی اور اہل زبان کی (گواہی) سے، پھر عقل اور فراست اور وجدان سے، پھر گزشتہ زمانے کے ''نظائر'' سے ثابت ہے۔ پس انسانی مکر ثابت شدہ امر کو ختم نہیں کرسکتا۔

اور روایات کے تواتر پر نظر ڈالیں تو نُزُول بھی حق ہے اور احادیث میں مختلف اسناد سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس ایسی بات کی طرف آؤ جو بعض احادیث کا بعض دوسری احادیث کے مجموعہ سے اور فرقان حمید کے درمیان سے تناقض کو رفع کردے۔ ﴿۱۵۹﴾

فهو البروز الذی ثابت فی سُنن الرحمٰن، ولاشكّ أنّه يهب أنواع الاطمينان. ولا ريب أنّا إذا اعتمدنا على طريق البروز فی معنی نزول المسيح، كما ذُكر نزول إيليا بالتصريح، فحينئذ تنطبق العبارات، وترتفع الشبهات، وتطمئن قلوب الطّالبين. ولولا هذا فلا سبيل إلٰی أن نعتقد مع القرآن بالآثار والأخبار، فالخير كل الخير فی عقيدة البروز يا أولی الأبصار، وليس هذا بدعة بل قد مضت فيها نظائر من ربّ العالمين.

فاعلموا أيها الظانون ظن السّوء والازدراء، والمُهْرِعون إلی الجدال والمِراء، أنّی ما أريد إلا خيركم من حضرة الكبرياء، وأقصد أن أنقلكم من خَبْتٍ إلی العلياء، ومِن ذات حِقاف إلی حديقة النعماء، ومِن ذات كُسور إلی سبيل السواء،

اور وہ بروز ہے جو خدائے رحمٰن کی سنّت سے ثابت ہے۔ اور (اس میں) کوئی شک نہیں کہ وہ ہر قسم کا اطمینان بخشتا ہے۔ اور اس بارہ میں کوئی شک نہیں رہتا اگر ہم نزولِ مسیح کے معنے میں بروز کے طریق پر اعتماد کریں جیسا کہ ایلیا کا نزول صراحت سے مذکور ہے تو اس صورت میں جب (باہم متناقض) عبارتیں (ایک دوسرے پر) باہم منطبق ہوجاتی ہیں اور شبہات رفع ہو جاتے ہیں اور طالبانِ حق کے دل مطمئن ہوجاتے ہیں۔ اور اگر یہ (نزولِ بروزی) نہ ہوتو کوئی صورت نہیں کہ ہم قرآن کے ساتھ ساتھ روایات و احادیث پر ایمان رکھ سکیں۔ اے اہلِ بصیرت! ہر قسم کی خیر بروز کے عقیدہ میں ہے اور یہ ہرگز بدعت نہیں بلکہ اس بارے میں ربّ العالمین کی طرف سے مثالیں گزر چکی ہیں۔

جان لو! اے بدظنی کرنے والو اور تحقیر کرنے والو اور بحث اور لڑائی میں جلدی کرنے والو کہ میں حضرت کبریاء سے صرف تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ اور میں تمہیں پستی سے بلندی کی طرف اور ریت کے ٹیلوں والی جگہ سے نعماء کے باغ میں، اور نشیب و فراز والی زمین سے ہموار راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔

فهل أنتم تريدون خيركم أو كنتم من الآبين؟ أليسَ الزمان كَلَيلٍ أرخَى سدوله، والدينُ كغريب فقَد عُزْهُولَه؟ أتخافون عند قبولي أن تفقدوا ما حيزَ مَغنمًا، أو تُضيعوا الفضل الذى صار بالنَشَب تَوْأَمًا؟ كلّا. إنه ظن لا يليق بأهل العلم والمعرفة، و العزةُ كلها للّٰه في هذه والآخرة. إن الرّجال لايخافون ولو ذُبِحوا بالمُدىٰ، أو نُزع عنهم ثوب المَحْيا.

أما تسلّتْ عِماياتكم إلى هذا الزمان؟ وما لي أجد كلَّ أحدٍ منكم ألوَى في الكلام والبيان؟ وتعلمون أنني ما جئت بمفتريات كأهل الفسق والهنات، وَمَا فتحتُ عليكم باب البدعات، بل هو حسراتٌ عليكم بعد الممات. فأين آذان تسمعون بها؟ وأين أعين تبصرون بها؟ وأين قلوب تفقهون بها؟

پس کیا تم اپنی بھلائی چاہتے ہو یا تم انکار کرنے والوں میں سے ہو؟ کیا زمانہ اس تاریک رات کی طرح نہیں جس نے اپنے پردے ڈال دیئے ہوں ﴿۱۶۰﴾ اور دین اس مسافر کی طرح ہوگیا جس نے اپنا اونٹ کھو دیا ہو۔ کیا تمہیں میرے قبول کرنے سے اس بات کا خطرہ ہے کہ جو مالِ غنیمت تم نے اکٹھا کیا ہے وہ تم کھو دو گے یا اس سے ہاتھ دھو بیٹھو گے جو مال سے جڑ واں ہے؟ ہرگز نہیں یہ ایسا ظن ہے جو اہل علم و معرفت کو زیب نہیں دیتا اور اس دنیا اور آخرت میں عزت سب کی سب اللہ کے لئے ہے۔ مرد وہ ہیں جو نہیں ڈرتے خواہ انہیں چھریوں سے ذبح کردیا جائے یا ان سے زندگی کا لبادہ چھین لیا جائے۔

کیا ابھی تک تمہاری جاہلیت و تاریکی دور نہیں ہوئی؟ اور مجھے کیا کہ میں تم میں سے ہر ایک کو کلام و بیان میں سخت جھگڑنے والا پاتا ہوں اور تم (خوب) جانتے ہو کہ میں فاسقوں اور بدکاروں کی طرح مفتریانہ باتیں نہیں لایا۔ اور نہ میں نے تم پر بدعات کا دروازہ کھولا ہے بلکہ تمہارے مرنے کے بعد (میرا معاملہ) تمہارے لئے حسرت کا موجب ہوگا۔ پس کہاں ہیں وہ کان جن سے تم سنو؟ اور کہاں ہیں وہ آنکھیں جن سے تم دیکھو؟ اور کہاں ہیں وہ دل جن سے تم سمجھو؟

وما لكم لا تتركون الخرافات
المتدلّسة، ولا تقبلون الجواهر
النفيسة؟ تمنعون المسلمين من
المساجد، وتُعظّمون لدنياكم أهل
العَساجد. حصحص الحق فلا
تقبلون، وتبيّن الرشد فلا
﴿١٦١﴾ ترجعون، وتُكفِّرون أهل القِبلة
ولا تمتنعون، أتموتونَ في يَومٍ أو
أَنتم من الباقين؟ كيف تجدون
لذة الإيمان بهٰذه التعصّبات؟ وَمَا
بقي حلاوته بتكفير المؤمنين
وَالمؤمنات. حَسبتم أعراضنا كفَيْءٍ،
وتُغرُون علينا العوامَّ وتُلقون إليهم
شيئًا بعد شيءٍ، وأفسدتم الناس
بمكائدكم وتزويرَاتِكم، وصرفتم
قلوبهم عن الحق بخرافاتكم.
فاعلموا أنّ إثم الأُمّيّين عليكم
يا معشر الخادعين. أحسبتم
تكفير المؤمنين أمرًا هيّنًا،
و تكذيب الصّادقين شيئًا خفيفًا،
وَهُوَ عند اللّٰه عظيم.

تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم جھوٹی خرافات کونہیں چھوڑتے؟ اور نفیس جوہرات کوقبول نہیں کرتے؟ تم مسلمانوں کومسجدوں سے منع کرتے ہو اور اپنی دنیا کے لئے اہلِ زَر کی تعظیم کرتے ہو۔حق کھل گیا ہے پھر بھی تم قبول نہیں کرتے اور ہدایت روشن ہوگئی لیکن تم اس کی طرف رجوع نہیں کرتے۔تم اہلِ قبلہ کوکافر قرار دیتے ہواور باز نہیں آتے۔کیا تم نے کسی روز مرنا نہیں یا تم باقی رہنے والوں میں سے ہو؟ ان تعصّبات کی موجودگی میں تم ایمان کی لذّت کیسے پاسکتے ہو؟ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی تکفیر سے اس کی حلاوت باقی نہیں رہی۔تم نے ہماری عزتوں کو مالِ غنیمت کی طرح سمجھا اور تم عوام کو ہمارے خلاف انگیخت کرتے ہواور ایک کے بعد دوسری چیز اُن کے سامنے ڈالتے ہو۔تم نے اپنی مکّاریوں اور جھوٹوں سے لوگوں کو خراب کر دیا ہے اور اپنی خرافات سے ان کے دل حق سے پھیر دیئے ہیں۔ اے دھوکا دینے والو! جان لو کہ اَن پڑھوں کا گناہ تمہارے سر ہے۔کیا تم نے مومنوں کی تکفیر کرنا بہت آسان بات اور صادقوں کو جھٹلانا معمولی شَے سمجھا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت سنگین گناہ ہے۔

وَلَمْ تزالوا كنتم مصرّين
على الإنكار، وَمَا شفِقتم وَمَا
خشِيتم أَخْذَ القهّار، حَتّٰى بلغ أمرنا
إلٰى ما بلغ، وردّ اللّٰه عَليكم
دعواتكم، إنه لا يُحبّ قومًا
مفسدين. أيها الناس، إنّي مُحقٌّ
صادق في ادّعائي، فإيّاكم
ومِرائي، وإن كنتم لا تقبلون
قولي، ولا تخافون صولي، ولا
تُهصَرون إلى الهداية، ولا
تنتهون من الغواية، فَتَعَالَوْا نَدْعُ
أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا
وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ
ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ
عَلَى الْكَاذِبِينَ [۱]، ونَستفتِحُ
فيما وقع بيننا، ليُقضى الأمر،
ويظهر الحق، وينجو عباد اللّٰه
من قوم كاذبين. وإني أحضر
برازَ المباهلة، مع كتاب فيه
إلهاماتي من حضرة العزّة، فآخذ
الكتاب بيد التواضع والانكسار،
وأدعو اللّٰه ربَّ العزّة والاقتدار،

اورتم ہمیشہ انکار پر مصر رہے اورتم خدائے قہّار
کی پکڑ سے نہ ڈرے اور نہ خوف کھایا یہاں تک کہ
ہمارا معاملہ جس حد تک پہنچنا تھا پہنچ گیا۔ اور
اللہ نے تمہاری دعائیں تم پر الٹا دیں۔ بے شک
وہ فسادی قوم سے محبت نہیں کرتا۔ اے لوگو! میں
اپنے دعویٰ میں حق پر، صادق ہوں۔ پس مجھ سے
بحث کرنے سے بچو اور اگر تم میرا کہا نہیں مانتے
اور میرے وار سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی ہدایت
کی طرف رُخ پھیرتے ہو اور گمراہی سے باز نہیں
آتے۔ ’’تو آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم
﴿۱۶۲﴾ اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی
عورتوں کو، اور ہم اپنے نفوس کو اور تم اپنے نفوس
کو، پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی
لعنت ڈالیں۔‘‘ اور جو کچھ ہمارے درمیان ہے
اُس میں اللہ سے فیصلہ طلب کریں تا کہ معاملے کا
فیصلہ ہوجائے اور حق ظاہر ہوجائے اور اللہ کے
بندے جھوٹی قوم سے نجات پا جائیں۔ اور میں
مباہلہ کے میدان میں اپنی کتاب جس میں حضرت
عزت کی طرف سے میرے الہامات ہیں کے ساتھ
حاضر ہوں۔ پس میں کتاب کو بہت تواضع اور انکسار
سے پکڑے ہوئے ہوں اور میں اللہ ربّ العزت اور
صاحبِ اقتدار سے دعا کرتے ہوئے کہتا ہوں،

۱؎ ال عمران :۶۲

وأقـول: يا ربّ، إن كنتَ تعلم أن
كتـابي هذا مملوٌّ من المفتريات،
وَلَيـس هٰـذا إلهامک وكلامک
ومـخـاطبَـاتک مِن العنـايـات،
فتَوَفَّني إلٰى سنةٍ، وعذِّبني بعذابٍ
مـا عذّبتَ به أحدًا من الكائنات،
وأهـلِكْني كما تُهلِك المفترين
الـكـاذبيـن بـأنوا ع العقوبـات،
ليـنـجـو الأُمَّةُ مِن فتـنتي وَليتبيّن
ذلّتي على المخلوقات.

ربِّ، وإن كـنـتَ تـعلم أن هذه ﴿۱۶۳﴾
الـكـلـمـات كـلـمـاتک وَمِـنَ
الإلهـامـات، وَلَسْـتُ بـكـاذبٍ
عندک بل أنت بعثتَني عند ظهور
الـفتـن والبـدعـات، فعذِّبِ الذين
كـفّـرونـي وكـذّبـوني ثم حضروا
اليـوم لـلـمبـاهلة، ولا تُغادِرْ منهم
نـفسًـا سـالمةً **إلـى السنة الآتية**،
وسـلِّـطْ عـلـى بـعضهم **الـجُذام**،
وَعَـلٰى البعض **الآلام**، وأنـزِلْ عَلٰى
أَبْصار بعضهم **بلاءًا**، وسلّط على
البعض **صرعًا** و**فالِجًا** و**استسقاءً**،

اے میرے ربّ! اگر تو جانتا ہے کہ میری یہ کتاب افتراؤں سے پُر ہے اور یہ تیری شفقت وعنایت سے تیرا الہام اور تیرا کلام اور تیرے مخاطبات نہیں ہیں، تو ایک سال تک مجھے موت دے دے۔ اور مجھے ایسا عذاب دے جو تو نے کائنات میں سے کسی کو نہ دیا ہو اور جس طرح تو کاذب مفتریوں کو مختلف سزاؤں سے ہلاک کرتا ہے مجھے ہلاک کر تا امت میرے فتنہ سے نجات پا جائے اور مخلوقات پر میری ذلّت واضح ہو جائے۔

اے میرے ربّ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کلمات تیرے کلمات ہیں اور الہامات میں سے ہیں اور میں تیرے نزدیک کاذب نہیں بلکہ تو نے ہی مجھے فتنوں اور بدعات کے ظہور کے وقت مبعوث کیا ہے تو ان لوگوں کو عذاب دے جنہوں نے میرا انکار کیا اور میری تکذیب کی۔ پھر آج مباہلہ کے لئے آئے اور تو ان میں سے کسی ایک کو بھی آنے والے سال تک سلامت نہ چھوڑ۔ اور اُن میں سے بعض پر جذام مسلط کر دے، اور بعض پر تکالیف، اور بعض کی نظر پر بلا نازل کر، اور بعض پر مرگی مسلط کر، اور فالج اور استسقاء کی بیماری

أو داءً آخر أو توفهم معذَّ بين . وابتَل بعضهم بموت الأبناء والأحفاد والأَخْتان، و الأزواج والأحباب والإخوان ، وعليكم أن تقولوا آمين.

فإنْ يبق **أحد منكم** سالمًا إلى سَنةٍ **فأُقِرّ** بأني كاذب وأجيئكم بعجزٍ وتوبة، وأحرق كتبي وأشيع هٰذا الأمر بخلوص نيّة، وأحسب أنكم من الصّادقين. وأمّا دعاؤكم فليَدْعُ كل أحدٍ منكم أحكمَ الحاكمين: ربَّنا إنْ كان هٰذا الرجل كاذبًا فأَنزِلْ عليه نَكالك، وتَوَفَّه إلى سَنة بعذاب مهين. واجعَلِ الرِّجْسَ عليه ونَجّ عبادك منه يا أرحم الراحمين. ربّنا، وإنْ كان صادقًا ومن الحضرة، فأَنزِلْ علينا رجسًا من السّماء إلى السنة، ولا تُغادِرْ منّا أحدًا من المباهلين. وعذِّبْنا ومزِّقْنا وأهلِكْنا وأعدِمْنا،

یا کوئی دوسری بیماری، یا انہیں عذاب کی حالت میں موت دے دے۔ اور بعض کو بیٹوں ، پوتوں اور بیویوں ، دوستوں اور محبوبوں اور بھائیوں کی موت کے عذاب میں مبتلا کر اور تم سب کے لئے ضروری ہے کہ تم آمین کہو۔

پس اگر تم میں سے کوئی ایک سال تک صحیح سلامت بچ گیا تو میں اقرار کرلوں گا کہ میں کاذب ہوں اور میں تمہارے پاس عاجزی اور توبہ کرتے ہوئے آ جاؤں گا۔ اور اپنی کتابیں جلا دوں گا۔ اور میں یہ امر خلوصِ نیّت سے شائع کروں گا۔ اور میں سمجھوں گا کہ تم سچوں میں سے ہو۔ رہی تمہاری دعا تو تم میں سے ہر ایک احکم الحاکمین سے (یہ) دعا کرے۔ اے ہمارے ربّ! اگر یہ شخص کاذب ہے تو اس پر اپنا عذاب نازل کر اور ایک سال تک اسے رُسوا کُن عذاب سے موت دے۔ اور اس پر اپنا عذاب نازل کر اور اس سے اپنے بندوں کو نجات دے، اے ارحم الراحمین ۔ اے ہمارے ربّ! اگر یہ سچا ہے اور تیری جناب سے ہے تو ایک سال کی مدّت تک ہم پر آسمان سے عذاب نازل کر اور تُو ہم میں سے کسی بھی مباہلہ کرنے والے کو نہ چھوڑ اور ہمیں عذاب دے، ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے، ہمیں ہلاک کر دے اور ہمیں معدوم کر دے ﴿۱۶۴﴾

وسلِّطْ علينا آفاتٍ وأمراضٍ كما تُسلِّط على المفسدين. وعلينا عند ختم دعائكم أن نقول: آمين.

ثم عليكم أن تقدّموا بين يديكم قبلَ المباهلة بالاستخارة المسنونة، وتلتمسوا فضل الله بتضرعاتٍ بهذه الأدعية: ربّنا إن كان هٰذا هو الحق فلا تجعَلْنا من المحرومين. ربّنا وفِّقْنا لنقوم في سبيلك ولا نعصي الحق ولا نكون من الخاسرين. ربّنا نخاف أن نُرَدّ إليك بوجوه مُسودّة ، فارحَمْنا ربّنا، واهدنا من لدنك سُبُلَنا، وافتَحْ اعيننا، وأَرِنا طريق الصالحين. فقوموا في أواخر الليالي باكين، واسألوا ربّكم متضرّعين، ولا تغلُوا في ظنونكم، ولا تيأسوا مِن أيّام اللّٰه، إن أيّام اللّٰه تأتي كالمفاجئين. ﴿۱۶۵﴾

وآخر العلاج خروجكم إلى

اور ہم پر آفتیں اور بیماریاں مسلّط کردے جیسا کہ تو مفسدوں پر مسلّط کرتا ہے اور تمہاری دعا کے اختتام پر ہمارے ذمّہ ہے کہ ہم کہیں ۔آمین

پھر تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مباہلہ سے قبل تم مسنون استخارہ کرو اور ان دعاؤں کو تضرّعات سے کرتے ہوئے اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اے ہمارے ربّ! اگر یہ حق ہے تو تُو ہمیں محروموں میں سے نہ بنانا۔اے ہمارے ربّ! ہمیں توفیق بخش کہ ہم تیری راہ میں کھڑے ہوجائیں، اور حق کی نافرمانی نہ کریں اور نہ ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں۔ اے ہمارے ربّ! ہم ڈرتے ہیں کہ ہم سیاہ چہروں کے ساتھ تیری طرف لوٹائے جائیں۔ پس ہم پر رحم کر اے ہمارے ربّ! اپنی جناب سے ہمیں ہماری راہیں دکھا، ہماری آنکھیں کھول، اور ہمیں صالحین کا راستہ دکھا۔ پس تم راتوں کے آخری حصہ میں روتے ہوئے کھڑے ہو اور اپنے ربّ سے تضرّع کرتے ہوئے مانگو اور اپنے گمانوں میں غلو نہ کرو اور اللہ کی رحمت کے دنوں سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ کے دن اچانک آنے والوں کی طرح آتے ہیں۔

اور آخری علاج تمہارا مباہلہ کے میدان میں

بـراز الـمبـاهـلة، وعليكم أن لا تكون جماعتكم أقلَّ من **العشرة** الكاملة، أو يزيدون ولو إلٰى **ألفٍ** في تلك السّاهرة، ليفتح اللّٰه بيننا وبينكم ويقطع دابر الفَجَرة، ويُتِمّ الحجّة على العالمين.

هٰذا آخِرُ حِيَلٍ أردناه في هٰذا الباب، فتدبَّرْ. وادُعُ اللّٰهَ لِطُرق الصّواب، ولا تقعد كالقانطِين.

﴿۱۶۶﴾ أَلَا يَا أَيُّهَا الْحُرُّ الْكَرِيْمُ
تَدَبَّرْ يَهْدِكَ الْمَوْلَى الرَّحِيْمُ
وَلَا تَبْخَلْ وَلَا تَقْصُدْ فَسَادًا
أَتُطْفِئُ مَا حَضَا الرَّبُّ الْعَظِيْمُ
وَمَا جِئْنَا الْوَرٰى فِيْ غَيْرِ وَقْتٍ
وَقَدْ هَبَّتْ لِقَارِئِهَا النَّسِيْمُ

مَن رَجَع مِن قوله بَعْدَ ما نطق بالخطأ فله أجر عظيم في حضرة الكبرياء، و يُحشَر مَعَ المتقين، وينال جزيل الثواب، وعظيم الأجر في دار المآب، الّتي لاموت بعد حياتها، ولا انقطاع لنعيمها ولذّاتها. فمن قام ابتغاءً لمرضاة اللّٰه

نکلنا ہے اور تمہارے لئے لازم ہے کہ تمہارا گروہ پورے دس سے کم نہ ہو۔ یا زیادہ ہو خواہ اس میدان میں ایک ہزار تک ہو تا کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردے اور فاجروں کی جڑ کاٹ دے اور جہانوں پر حجت پوری کردے۔

یہ وہ آخری تدبیر ہے جس کا اس بارے میں ہم نے ارادہ کیا ہے۔ پس تدبّر کر اور درست راستوں کے لئے اللہ کو پکار اور مایوس ہونے والوں کی طرح نہ بیٹھ۔

اے آزاد کریم مرد! تدبّر کر۔
مولائے رحیم تجھے ہدایت دے گا۔
بخیل مت بن اور فساد کا ارادہ بھی نہ کر۔
کیا تو بجھا سکتا ہے جسے ربِّ عظیم نے روشن کیا ہے۔
اور ہم مخلوق کے پاس بے وقت نہیں آئے۔
اپنے وقت پر بادِ نسیم چلی ہے۔

جو غلط بات کرنے کے بعد اپنے قول سے رجوع کرے تو حضرت کبریاء کے ہاں اس کے لئے اجر عظیم ہے۔ اور اس کا حشر متقیوں کے ساتھ ہوگا اور وہ ثوابِ عظیم حاصل کرے گا۔ اور آخرت میں بڑا اجر حاصل کرے گا۔ جس کے بعد کوئی موت نہیں اور اس (جنت) کی نعمتیں اور لذّتیں غیر منقطع ہیں۔ پس جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے کھڑا ہوا

فلـه ثواب ذالک فـي مـلكوت السّـمـاء ، ويُـكرَم في حضرة العزة ويُـجزىٰ بأحسن الجزاء . فعليكم يـا مـعشـر الإخـوان، أنْ تسمعوا قـولـي لِـلّٰـه الـدَّيّان، وتجتنِبوا سُبل الـطـغيـان، وإيّـاكـم والكبرَ والـمبـالاة،واتـقـوا الـلّٰـه واذكروا الـمـجـازاة ، واتـقـوا سير أربـاب الـدنيـا والمحجوبين. ولا تقرؤوا كتـابـي هٰـذا واجـدين عـلـيّ أو كـارهيـن، وعسٰـى أنْ تحسبوا
﴿١٦٧﴾ أمرًا على صورة والحقيقةُ خلاف
تـلـک الصورة ، وعسٰى أن تظنّوا أمـرًا خـلاف حـقيـقة وهـو عيـن تـلـک الحقيقة، فإنكم ما تدرون لُـبَّ الـنـواميـس الإلهيّة، و تتـكـلّـمـون مستـعـجـلين غيـر مـفكّرين. انـظروا كيف تهتمّون لأمـور دنيـاكـم، وإنْ نـزل بـلاء عـليها فلا تصبرون علٰى بلواكم، وتسـعـون حق السعي لتدفعوا ما آذاكـم، وتنفقون لدفعه أموالكم

اُس کے لئے آسمان کی بادشاہی میں اس کا اجر ہے اور حضرت عزت کے ہاں اس کی تکریم کی جائے گی اور اسے بہترین جزا دی جائے گی۔ اے بھائیو کے گروہ! تم پر لازم ہے کہ تم میری بات کو جزا و سزا دینے والے اللہ کی خاطر سنو، اور سرکشی کی راہوں سے اجتناب کرو، اور کبر و مباہات سے بچو۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جزا و سزا کو یاد رکھو اور دنیا داروں اور حق سے محروموں کا چال چلن (اختیار) کرنے سے بچو۔ اور میری اس کتاب کو مجھ پر غصہ کرتے ہوئے اور کراہت کرتے ہوئے نہ پڑھو۔ شاید کسی امر کو تم ایک صورت پر گمان کرو جبکہ اس صورت کے برخلاف ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی معاملے کو خلاف حقیقت خیال کرو جبکہ وہ بعینہٖ اصل حقیقت ہو، کیونکہ تم وحی الٰہی کے مغز کو نہیں جانتے، اور تم جلدی سے بغیر غور و فکر کئے بولتے ہو۔ دیکھو تم اپنے دنیاوی امور کے لئے کتنا اہتمام کرتے ہو اور اگر ان (دنیوی امور) پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو تم اپنی مصیبت پر صبر نہیں کرتے۔ اور تم تکلیف دہ چیز کو دور کرنے کے لئے پوری کوشش کرتے ہو اور اُس کو دور کرنے کے لئے تم اپنے اموال

وأوقاتكم وقواكم، وتتوجهون بكل فكركم ونُهاكم، ولا تقعدون كالصّابرين. فلما كانت عنايتكم بهٰذا القدر إلى أشياء فانية ذاهبةٍ بعد وقتٍ ومُهْلة، فكيف تغفلون من الأمور الباقية الأبدية، التى توصل فقدانها إلى النيران المحرقة ؟ أتؤثرون الفانيات على الباقيات، وتريدون الحياة الدنيا وتنسون خلود الجنات؟

أيها الناس! زكُّوا نفوسكم، واجتبوا جذباتكم، وطهِّروا خطراتكم و نيّاتكم، وانظروا إلى الحق متأمّلين. لا تخدعنّكم أخبارباردة ، وخرافات واهية، ولا ينبغى أن تلتفتوا إليها وتنبذوا كلام اللّٰه وراء ظهوركم غافلين.

وقد سمعتم أنّ موت نبّى اللّٰه عيسٰى ثابت بكلام ربّ العالمين. والأحاديث ساكتة فى رفعه الجسمانى، وما فى يديكم

اپنے اوقات اور اپنی طاقتیں خرچ کرتے ہو اور تم اپنی پوری سوچ اور عقل سے اس طرف متوجہ ہوتے ہو اور تم صبر کرنے والوں کی طرح بیٹھتے نہیں۔ پس جبکہ فانی اشیاء کی طرف تمہاری اس قدر توجہ ہے جو کچھ وقت اور مہلت کے بعد ختم ہونے والی ہیں تو کیسے تم دوسرے امور سے غافل ہو سکتے ہو جو باقی رہنے والے اور دائمی ہیں جن کا فقدان بھسم کرنے والی آگ تک پہنچا دیتا ہے۔ کیا تم فانی اشیاء کو ابدی امور پر ترجیح دیتے ہو اور تم دنیوی زندگی کے خواہاں ہو اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کو بھول جاتے ہو؟

اے لوگو! اپنے نفسوں کو پاک کرو اور اپنے جذبات کو پاک کرو اور حق کو غور و فکر کرتے ہوئے دیکھو۔ تمہیں کمزور روایات اور بیہودہ خرافات دھوکا نہ دیں۔ اور تمہیں ان کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے کہ تم کلام اللہ کو غفلت کی حالت میں اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دو۔ ﴿۱۶۸﴾

اور تم سن چکے ہو کہ نبی اللہ عیسٰی کی وفات ربّ العالمین کے کلام سے ثابت ہے۔ اور احادیث اس کے رفع جسمانی کے متعلق خاموش ہیں۔ اور تمہارے ہاتھوں میں

إلا الأماني، وما ثبت فيه أثرٌ مِن خاتم النبيين. وما نطق فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم بكلمة. ولا تفوّهَ بلفظة واحدة. وتعلمون أن النـزول فرعٌ للصعود☆ فلمّا
﴾۱۶۹﴿ لم يثبت الصّعود فالنـزول رجاءٌ باطل، فلا تأخذوا بالقول المردود. وإن تُعرضوا عن نصيحتي، ولم تعملوا علىٰ وصيتي، فأخاف عَلَيكم أن تُحسبوا في الذين يغمّطون نعم الله ويقطعون ما أمر الله به أن يوصل، ويمدّون أعناقهم جَاحدين. وما كنتُ بِدْعًا في هذا الأمر وما جئت شيئا إمْرًا، فكيف تؤاخذونني
﴾۱۷۰﴿ وترهقونني عَنْ أمري عُسْرا؟ أعُمِّيتُ عليْكم أقوال الأولين؟ بل هو نبأ عظيم كنتم عنه معرضين.

﴾۱۶۸﴿ ☆ الحاشية. الرفع الذى جاء في ذكر عيسىٰ عليه السلام في القرآن. فهو ليس رفع جسماني ولذالك قُدِّمَ عليه لفظ التوفّي في البيان.

صرف خواہشات ہیں اور اس بارے میں خاتم النبیینؐ سے کوئی روایت ثابت نہیں اور نہ اس کے متعلق آپؐ نے کوئی کلمہ کہا، اور نہ ایک لفظ بولا۔ اور تم جانتے ہو کہ چڑھنا، اترنے کی ایک شاخ ہے۔ پس جب چڑھنا ثابت نہیں تو اترنا امید باطل ہے۔ پس تم ردّ شُدہ قول کو اختیار نہ کرو اور اگر تم میری نصیحت سے اعراض کرو اور میری وصیّت پر عمل نہ کرو تو مجھے ڈر ہے کہ مبادا تم ان لوگوں میں شمار کئے جاؤ جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور انکار کرتے ہوئے سرکشی کرتے ہیں۔ اس معاملہ میں مَیں پہلا فرد نہیں اور نہ میں کوئی ناپسندیدہ بات لے کر آیا ہوں۔ پس تم کیسے میرا مؤاخذہ کر سکتے ہو اور مجھے میرے معاملہ میں مشکل میں ڈال سکتے ہو؟ کیا پہلوں کی باتیں تم پر مخفی کر دی گئی ہیں بلکہ وہ عظیم خبر ہے جس سے تم اعراض کرتے ہو۔

حاشیہ۔ وہ رَفع جس کا قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ذکر ہے وہ ہرگز جسمانی رفع نہیں۔ اسی لئے بیان کے ضمن میں اس سے پہلے لفظ توفّی کا ذکر ہے

لا تـظـلـمـوا أنـفـسـكم وأْتونـي
بـصـفـاء نيّة، يدرَأ اللّٰه عن قلوبكم
كـل شبهة، ويـنــــزل عـليكم أنوار
سـكينة. وتعلمون أن فتـن النصارىٰ
وغلوّهم فی الخزعبيلات، كانت
تـقـتـضــی حَـكَـمًــا مِـنْ ربّ
السّـمـاوات، فـالـلّٰــه الذی نجّی
الـمسيـح مِنْ صَـلِـيْـبِ اليَهُود ،

اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو اور میرے پاس صحت نیّت
سے آ ؤ۔ اللہ تمہارے دلوں سے ہر شبہ دور کر دے
گا اور تم پر سکینت کے انوار نازل کرے گا۔ اور
تم جانتے ہو کہ نصاریٰ کے فتنے اور امور باطلہ
میں ان کا غلو کائنات کے ربّ کی جانب سے ایک
حَــکَــم (کی بعثت) کا تقاضا کرتا تھا۔ پس وہ ﴿۱۷۱﴾
خدا جس نے مسیح کو یہود کی صلیب سے نجات دی

بقية الحاشية. ليعلم الناس انه رفع
روحـانـی كـما جرت عليه سنة اللّٰه
بـعـد مـوت اهـل الايـمـان. فـانهم
يُـرفعون الى الله بعد قبض الروح و
يُـدخـلـون فی نعيم الجنان. فرحين
وَالآية نـزلـت ليـقـضـی بين اليهود
والـمسيـحيين. فان اليهود زعموا
ان الـمسيـح كـان مـن الكاذبين. و
مـلـعونًـا و مـا كـان من المقربين
الـمـرفـوعين. و قـالـوا انّه صُلب
والمصلوب لا يُرفع الى اللّٰه بحكم
التوراة بل يُلعن من حضرته و يُجعل
مِـن المردودين. و قال النصارىٰ انه
كان ابن اللّٰه فصُلب لانجاء الخلق

بقیہ حاشیہ۔ تا لوگ جان لیں کہ یہ رفع روحانی ہے
جیسا کہ اہل ایمان کی وفات کے بعد یہی اللہ کی سنت
جاری ہے کیونکہ وہ قبضِ روح کے بعد اللہ کی طرف
اٹھائے جاتے ہیں اور جنت کی نعماء میں خوش خوش
داخل کئے جاتے ہیں، اور یہ آیت اس لئے نازل ہوئی
تا یہود اور مسیحیوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے، کیونکہ ﴿۱۶۹﴾
یہود کا خیال ہے کہ مسیح جھوٹوں میں سے تھا اور ملعون تھا
اور مقربین میں سے مرفوع إلی اللہ نہ تھا اور انہوں نے
کہا کہ یقیناً وہ صلیب دیا گیا اور تورات کے حکم کے
مطابق مصلوب کا رفع اِلی اللہ نہیں ہوتا بلکہ اُس کی
جناب سے (اُس پر) لعنت ہوتی ہے اور مردودوں میں
سے بنا دیا جاتا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ وہ اللہ کا بیٹا
تھا پس وہ مخلوق کو نجات دینے کے لئے صلیب دیا گیا

ورفعه إلى المقام الأعلىٰ، أراد أن يُنجّيه من صَليب النصارىٰ مَرّة أُخرىٰ ، فأرسلني حَكَمًا عَدْلًا لهٰذه الخُطّة ، وسَمّاني باسمه لأكسر الصّليب وأُتِمَّ ما بقى منه من فرائض النّصيحَة،

اوراعلیٰ مقام پر اس کا رفع کیا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ دوسری مرتبہ اُسے نصاریٰ کی صلیب سے نجات دے۔ پس اس کام کے لئے اس نے مجھے بطور حَکَم عَدَل کے بھیجا ہے۔ اور اس کے نام پر میرا نام رکھا ہے تا کہ میں صلیب کو توڑوں اور جو نصیحت کے فرائض میں سے اس (مسیح) سے نا تمام رہ گیا تھا اسے پورا کروں۔

بقية الحاشية. و مُنع من الرفع فى اول الامر و لُعن و عُذّب واُدخل فى جهنم الى ثلثة ايام كالفاسقين. ثُم رفع الى العرش وآواه اللّٰه الٰى يمينه الٰى ابد الآبدين. فاليهود ذهبوا الٰى تفريط و همط واهباطٍ. ﴿۱۷۰﴾ والنصارىٰ مع التفريط الى افراط. فبيّن اللّه ما كان احق واقوم فى امر عيسٰى. فقال انه ما صُلب بل توفى بحتف انفه والحق بالموتٰى. ثم رُفع كالمقربين من غير ان يُلعن و يُدخل فى اللظىٰ. **فالحَاصِل انَّ هٰذا قَضَاء مِن اللّٰه الاعلىٰ. بَيْن اليَهُود وَالنَّصارىٰ لِيُبرّء عَبْده**

بقیہ حاشیہ۔ اور ابتداءِ امر میں ہی رفع سے روکا گیا اور ملعون کیا گیا اور عذاب دیا گیا اور فاسقوں کی طرح تین دن کے لئے جہنم میں داخل کیا گیا۔ پھر عرش کی طرف اٹھایا گیا اور اللہ نے ہمیشہ ہمیش کے لئے اسے اپنی دائیں جانب جگہ دی۔ پس یہود نے تفریط اور ظلم اور (مسیح کا مرتبہ) گرانے کی راہ اختیار کی۔ اور عیسائی تفریط کے ساتھ افراط کی طرف (گئے)۔ پس اللہ نے عیسیٰ کے بارہ میں جو زیادہ درست اور مضبوط بات تھی بیان کی۔ اور فرمایا وہ صلیب پر نہیں مرا بلکہ طبعی طور پر فوت ہوا اور مردوں سے جاملا۔ پھر مقربین کی طرح بغیر لعنت ڈالے اور آگ میں داخل کئے اُس کا رفع کیا گیا۔ حاصل کلام یہ کہ یہ فیصلہ یہود و نصاریٰ کے درمیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تا کہ وہ اپنے بندے کو

فكلّ ما أفعل كان عليه لوّ كان في قيد الحياة، و كذٰلك قدّر عالم المغيبات. وَجئت بعده عَلٰى قدر جَاءَ هُو مِن بَعْد مُوسٰى، وإنّ في ذالك لآيةً لأولي النُّهٰى. وَمِن آيات اللّٰه أنه أخفى في عدد اسمي عددَ زماني، وإن شئتَ ففكّر في غلام أَحْمَد قَادِيَاني

بقية الحاشية. مِنْ بُهتَان اللَّعْن☆ وَ عَدم الرفع و يقضي بمَا هُوَ احقّ وَ اَوْلٰى فحكمٌ بينهم فيما اختلفوا فيه، و هو خير الحاكمين.

و لو لا هٰذا الغرض فما كان وجه لذكر هٰذه القصة. بل لو فُرضت القصة علٰى خلاف هٰذه الصّورة. لكان لغوًا كلها و محل اعتراض علٰى فعل حضرة العزة.

☆ **الحاشية.** لولا هذا الغرض لكان ذكر التطهير لغوًا بعد ذكر الرفع فان عدم الرفع الجسماني ليس بعيب واجب الدفع. منه

پس ہر وہ کام جو میں کرتا ہوں اگر وہ (مسیح) بقیدِ حیات ﴿۱۷۲﴾
ہوتا تو یہ اس کی ذمہ واری تھی اور اسی طرح عالم الغیب (خدا) نے مقدر کیا ہے اور میں اس کے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بعد اسی قدر زمانہ گزرنے پر آیا ہوں جس قدر موسیٰ کے بعد زمانہ گزرنے کے بعد وہ (مسیح) آیا تھا۔ اور یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے نشان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے میرے نام کے عدد میں میرے زمانہ کا عدد مخفی رکھا۔ اگر تو چاہے تو غلام احمد [۱۳۰۰] قادیانی کے عدد میں غور کر۔

بقیہ حاشیہ۔ لعنت کے بہتان اور عدم رفع سے بَری کرے اور وہ وہ فیصلہ ہے جو زیادہ سچا اور بہتر ہے۔ پس جس امر میں انہوں نے اختلاف کیا اس کا اللہ نے ان کے ﴿۱۷۱﴾
مابین فیصلہ کر دیا اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

اور اگر یہ غرض نہ ہوتی تو اس قصہ کے ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی بلکہ اگر یہ قصہ اس صورت کے برخلاف فرض کر لیا جائے تو یہ سب لغو اور حضرت عزت کے فعل پر محلّ اعتراض ہوتا۔

☆**حاشیہ۔** اگر یہ غرض نہ ہوتی تو رفع کے ذکر کے بعد پاک کرنے کا ذکر لغو ہوتا کیونکہ رفع جسمانی نہ ہونا ایسا عیب نہیں جسے دور کرنا واجب ہے۔ منہ

فـذٰلک خــاتَــمُ ربِّ الـعــالمين،
وفيه إشارة إلٰـى أنـه جعلنى لهذه
الـملّة مجدِّد الـدّيـن، ولا يقبَل العقل
السّـليم أن يصمت اللّٰه الغيور عند هٰذه
الـفتـن الـعـظيـمة، حتـى لا يبـعـث
مـجـدِّدًا عـلـى رأس هذه المـائة.
﴿۱۷۳﴾ أتطمئن قلوبكم بأن يرى اللّٰه هذه
البـلايا تتنـزل على الأمة الضعيفة،
ثـم لا يتـوجـه إلى دفعها ولا لإزالة

پس یہ ربّ العالمین کی مہر ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس نے مجھے اس ملّت کے لئے دین کا مجدّد بنایا ہے اور عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی کہ اللہ غیور ان فتنوں کے وقت خاموش رہتا۔ یہاں تک کہ اس صدی کے سر پر مجدد بھی مبعوث نہ کرتا۔ کیا تمہارے دل مطمئن ہوتے کہ اللہ دیکھتا رہے کہ اس کمزور امت پر یہ مصیبتیں نازل ہوتی رہیں پھر بھی وہ ان کے دور کرنے اور اس ظلمت کے ازالہ کی طرف توجہ نہ کرے

بقية الحاشية . الـم تكن ارض الله
واسـعة فيـخـفـى المسيح فى مغارة
مِن المغارات. كما اخفى افضل الرسل
عـنـد التعـاقبـات. فـفـكر اىّ حـاجة
اشتدّت لـرفعه الَى السّمٰوٰت أخشى
اللّٰه رعب اليهود المخذولين. و ظنّ
﴿۱۷۲﴾ انهم يخرجونه من الارضين. الا تعلم
انّ الـلّٰـه حكيم لا يفعل فعلًا الّا بقدر
ضـرورةٍ. ولا يتـوجـه الٰـى لـغوٍ بغير
حـكمة داعية. فاىّ حكمة الجأ اللّٰه
لـرفع المسيح الى السّماء. اما وجد
مـوضـعًـا فـى الارض لـلا خـفـاء.
ففكّر كالمبصّرين. منه

بقیہ حاشیہ۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ اللہ مسیح کو غاروں میں سے کسی غار میں چھپا دیتا جیسا کہ تعاقب کے وقت اس نے افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا۔ پس غور کر کون سی ایسی شدید ضرورت تھی کہ اسے آسمان پر اٹھایا گیا۔ کیا اللہ راندۂ درگاہ یہود کے رعب سے ڈر گیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ اسے زمینوں میں سے نکال دیں گے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ بہت حکمت والا ہے۔ وہ ہر کام بقدر ضرورت کرتا ہے۔ اور کسی حکمت کے تقاضا کے بغیر بے فائدہ کام کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ پس کس حکمت نے اللہ کو مسیح کے آسمان کی طرف رفع کرنے پر مجبور کیا۔ کیا اسے زمین میں چھپانے کے لئے جگہ نہیں ملی۔ پس صاحبانِ بصیرت کی طرح غور کرو۔ منه

هـذه الـظـلـمة، ولا يبدء شيء من نـصـرة حـضـرة الـكـبـريـاء، ولا تتـنـــزل رحـمتـه عند كمال هذا البلاء، وتسـبّ ذراری الشيطـان أولـيـاءَ الـرحـمٰن فرحين مطمئنين ألا تـنـظرون كيف بلغت غشاوة الـجهـل مـنتهـاها، وكيف نسيت كـل نفسٍ عقباها، إلا التی حفظها الـلّٰه وحماها. ألا تشاهدون كيف زادت الـمـلل الضالة فی طغواها، ووقـع الـفتـور فـی سـفيـنة الحق ومجراها ومرساها؟

ألا يـصـــرخ الـوقـــت لمجدّد الـديـن؟ ألـم يأنِ للذين ظُلموا أن يُـنـصَـروا مـن ربّ الـعـالـمـيـن؟ أتـــنـتـــظـرون وقـت استـئـصـــال الإسـلام، وَقَـدْ وَصَــلَ إلٰـی شفـا حفـرةٍ ديـنُ سيّــد الأنـام؟ مالكم لا تغتمّـون كالمـواسيــن؟

أحاط الـنّـاسَ مِـن طَغْوَی ظلامٌ
عَــلا مـاتٌ بِهَـا عُـرِفَ الإمَامُ
فَـــلا تَـعْـجَـبْ بِـمَـا جِئْنَا بِنُوْرٍ
بَـــدَتْ عَيْـــنٌ إذَا اشْتَـــدَّ الْأُوَامُ

اور نہ ہی حضرت کبریاء کی نصرت میں سے کوئی امر ظاہر ہو اور شیطان کی اولاد اولیاء الرحمٰن کو خوشی خوشی مطمئن حالت میں گالیاں نکالیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کیسے جہالت کا پردہ اپنی انتہاء کو پہنچ گیا ہے اور کس طرح ہر نفس نے اپنی عاقبت کو بھلا دیا، سوائے اس نفس کے جس کی اللہ نے حفاظت کی اور نگہداشت کی۔ کیا تم مشاہدہ نہیں کرتے کہ کس طرح گمراہ قومیں اپنی سرکشی میں بڑھ گئی ہیں اور حق کی کشتی اور اس کے چلنے اور ٹھہرنے میں رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔

کیا زمانہ مجدّدِ دین کے لئے چیخ چیخ کر پکار نہیں رہا؟ کیا مظلوموں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کی ربّ العالمین کی طرف سے مدد کی جائے۔ کیا تم اسلام کی بیخ کنی کے وقت کا انتظار کر رہے ہو جبکہ سیّدالأ نام صلی اللہ علیہ وسلم کا دین (ہلاکت کے) گڑھے کے کنارے تک جا پہنچا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ہمدردوں کی طرح غمخواری نہیں کرتے۔

سرکشی کی وجہ سے تاریکی نے لوگوں کو گھیر لیا ہے۔
یہ وہ نشانیاں ہیں جن سے امامِ وقت کی نشاندہی کی گئی ہے۔
پس تعجب نہ کر اُس نور پر جو ہم لائے ہیں۔ کیونکہ غیب سے ایک چشمہ ظاہر ہوتا رہا ہے جب بھی پیاس شدت اختیار کرتی رہی۔ ﴿۱۷۴﴾

أيأتـي مسيـحـكم بعد تفطُّر السّـماء واختلال النظام؟ ما لكم لا تـعرفون الأوقات ولا تفكّرون فـي الأيـام؟ ألا ترون أنّ الآفـات نـزلـت، والآيـات ظهـرت، والـمعـاصـي كثـرت، والفتن تـواتـرت، والـمصيبة جَـلّـتْ. أليسـت فيـكـم نـفس مُفكّرة. أو تـحبّـون الـدنيـا الـخاسـرة، أو يـئِستـم مـن رحـمة الـحـضـرة الأحـديـة، أو رجـعتـم إلَـى الجاهلية، ورُددتم في الحافرة؟ أتـظـنـون أنّ الـلّٰه مَا بعث مجدّدًا لإصلاح هٰذه الـمَفُسدة، عـلى رأس هٰـذه الـمـائة؟ أو بَـذل سـنـنـه عند هذه الفتن المهلكة؟ ألم يكن حاجةٌ إلٰى **روح القدس** عند كثرة الشيـاطين؟ فلا تميلوا كـل الـميـل وانـظـروا كَلِمَ اللّٰـه متـدبرين. ألا تـرون نيران الفتن وزمان المحن؟ وتـسمعون ثم لا ﴿۱۷۵﴾
تـسـمعون، وتُنادَون ثم تصمِتون،

کیا تمہارا مسیح آسمان کے پھٹ جانے اور نظام کائنات کے خلل پذیر ہونے کے بعد آئے گا۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم وقتوں کو پہچانتے نہیں اور نہ دنوں میں غور کرتے ہو؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آفات نازل ہوئیں اور نشانات ظاہر ہوئے اور گناہ بڑھ گئے اور فتنے متواتر پیدا ہو رہے ہیں اور مصیبت بڑھ گئی۔ کیا تم میں غور و فکر کرنے والا کوئی نفس نہیں؟ یا تم اس گھاٹے کی دنیا کو پسند کرتے ہو یا تم حضرتِ احدیّت کی رحمت سے ناامید ہوگئے ہو یا کہ تم جاہلیت کی طرف لوٹ گئے ہو اور تم نے پرانے طور طریقے اپنا لئے ہیں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اللہ نے اس فساد کی اصلاح کے لئے اس صدی کے سر پر کوئی مجدّد مبعوث نہیں کیا یا ان مہلک فتنوں کے وقت اپنی سنت پر عمل روک دیا ہے۔ کیا شیطانوں کی کثرت کے وقت روح القدس کی ضرورت نہ تھی۔ پس تم بکلّی ایک طرف نہ جھک جاؤ اور اللہ کے کلمات کو تدبّر کرتے ہوئے دیکھو۔ کیا تم فتنوں کی آگ اور ابتلاؤں کے زمانہ کو نہیں دیکھتے؟ اور تم سنتے ہوئے نہیں سنتے، اور تمہیں پکارا جاتا ہے پھر بھی تم خاموش رہتے ہو،

كـأنـكـم متُّـمْ أو أُغـمـى عليكم كـالـمـصـروعين. وإذا نـطـقتم نـطـقتـم كـالـعادين، وإذا بطشتم بـطشتـم جَبّـاريـن،وإذا نـاظرتم فـنـاظرتـم بـآراء أنـحَف مِـن المغازل، وأضعف مِن الجوازل، وأحـاطـت بـكـم أخـلاط الزمر مـن ذو الـغـمـر فـجعـلتـموهم كـأنـفسكـم من الضالين. أُعطيتم مـفـاتيـح الهـداية ، فـاستبدلتم الغيَّ بالرشد والدراية ، وتمايلتم إلى الجهل كالمُحبّين.

ومـنـكم قوم أغرَوا عليّ الـعـامّة ، ونـدّدوا بـأنـه تـرَك الـكتـاب و السـنـة، ألا لـعنة اللّٰـه عـلـى الـكاذبين المفترين، الذين يستـمـرّون عـلٰـى غيّهـم، ولا يتنـاهَـون عـن زهـوهم وبغيهم، وَمَـا كـانوا منتهين. ومـا ظـلـمونا ولٰـكـن ظـلـموا أنفسهم، وسقط الـمـكـر عـلٰـى وجوه الماكرين. أشاعوا جهلاتهم فى الجرائد ،

گویا کہ تم مرگئے ہو یا تم پر مرگی زَدہ لوگوں کی طرح غشی طاری ہوگئی ہے اور جب تم بولتے ہو تو ظالموں کی طرح بولتے ہو، اور جب تم پکڑتے ہو تو جابروں کی طرح پکڑتے ہو۔ اور جب تم مناظرہ کرتے ہو تو سُوت سے بھی زیادہ کمزور اور کبوتر کے بچوں سے بھی کمزور آراء سے مناظرہ کرتے ہو۔ اور عوام النّاس میں سے بیوقوفوں کے گروہوں نے تمہیں گھیرا ہوا ہے۔ پس تم نے انہیں بھی اپنی طرح گمراہوں میں سے بنا دیا۔ تمہیں ہدایت کی چابیاں دی گئیں مگر تم نے رشد وفہم کے بدلہ میں گمراہی کو اختیار کرلیا اور عاشقوں کی طرح جہالت پر گر پڑے۔

اور تم میں سے ایک گروہ نے عوام کو میرے خلاف بھڑکایا۔ اور صدا لگائی کہ اس نے کتاب وسنت کو ترک کردیا ہے، سنو کاذبوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی گمراہی پر دوام اختیار کرتے ہیں اور اپنے تکبر اور اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے اور نہ وہ باز آنے والے ہیں اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور مکر کرنے والوں کا مکر ان کے مونہوں پر پڑا۔ انہوں نے اخباروں میں اپنی جہالتیں شائع کیں ﴿۱۷۶﴾

وكادوا كالصّائد، وجاء وا بزُور مبين. ولما رأيت أنهم أخلَوا كِنانتهم، وقضوا من المفتريات لُبانتهم، أشعتُ ما أشعتُ كما هو فرض الصادقين، فأعرضوا عن نِضالي، وفرّوا مِن عَسّالي، ووارَوا وجوههم كالكاذبين.

أيها الناس! ارقعوا☆ علٰى ظَلْعِكم ولا تظلموا، وانتهوا ولا تفرطوا، واحذروا ولا تجترؤوا، واذكروا الموت ولا تغفلوا، واذكروا آباءكم الغابرين. أتظنون أنكم تُتركون في الدنيا ولذّاتها، ولا تُقادون إلٰى الحاقّة ومُجازاتها، ولا تُساقون إلٰى مالك يوم الدين؟ ما لكم لا تنتهجون مهجة الاهتداء ، ولا تعالجون داء الاعتداء ، وتمرّون بالحقّ محقرِّين؟

اعلموا أن فضل اللّٰه معي، وأن روح اللّٰـه ينطق في نفسي،

اور شکاری کی طرح مکر کئے اور کھلا کھلا جھوٹ پیش کیا۔ اور جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے ترکش خالی کردیئے ہیں اور مفتریانہ باتوں سے اپنی ضرورتیں پوری کرلی ہیں تو میں نے وہ سب کچھ شائع کیا جو اس موقع کے مناسب تھا۔ جس طرح کہ صادقوں کا فرض ہے۔ پس انہوں نے میرے مقابلہ سے اعراض کیا اور میرے نیزے سے (ڈرکر) بھاگے اور جھوٹوں کی طرح اپنے منہ چھپا لئے۔

اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی و شفقت کرو اور ظلم نہ کرو، اور باز آ جاؤ اور حد سے نہ بڑھو، اور ڈرو اور جسارت نہ کرو اور موت کو یاد رکھو اور غافل نہ ہو۔ اور اپنے گزرے ہوئے آباء کو یاد کرو۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم دنیا اور اس کی لذّات میں رہنے کے لئے چھوڑ دیئے جاؤ گے اور تمہیں قیامت اور اس کی جزا سزا کی طرف نہیں ہانکا جائے گا اور تم جزا سزا کے دن کے مالک کی طرف نہیں لے جائے جاؤ گے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم ہدایت کی راہ پر نہیں چلتے اور نہ تم حد سے تجاوز کی بیماری کا علاج کرتے ہو اور حق سے تحقیر کرتے ہوئے گزرتے ہو۔

جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے۔ اور اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے۔

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ''اِرْقَأُوْا'' ہونا چاہیے۔ (ناشر)

فلا يعلم سرّى، ودخيلة أمرى إلا ربّى، هُوَ الذى نزل على وجعلنى من المنوّرين. وكم مِن آياتٍ كُشفتُ عليكم ثم تمرّون بها غافلين. ألا ترون أن الخسوف والكسوف ما كانا فى قدرتى ولا قدرتكم؟ بل كان جمعُهما فى رمضان خلافَ مُنيتكم، فرأيتم الآيتين المذكورتين كارهين. فكأنّ اللّٰه عذّبكم بما لا تهوىٰ أنفسكم، فما فكرتم كالراشدين. ولو كان فى قدرتكم لَحَوَّلْتم الشمس والقمر من مكان خسوفهما ونلتم إلَى السّماء لتغيير صفوفهما لو كنتم قادرين. فسوّد اللّٰه وجوهكم ورَضَّ فُوْهَكم، وما استطعتم أن تردّوا فعل اللّٰه فكَنَسْتم نادمين.

أ تُقسِمون أنكم رضيتم بهذا الفعل مِنَ الرحمٰن، وما جادلتموه بأنفسكم كالشيطان،

میرا بھید اور میرے معاملہ کی حقیقت میرے ربّ ﴾۱۷۷﴿
کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہی ہے جو مجھ پر اترا اور مجھے روشن ہو جانے والوں میں سے بنا دیا، کتنے ہی نشانات تم پر ظاہر کئے گئے پھر بھی تم ان سے غفلت برتتے ہوئے گزر جاتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ چاند سورج کا گرہن نہ میری قدرت میں تھا اور نہ تمہاری قدرت میں ہے بلکہ ان دونوں کا رمضان میں اکٹھے ہونا تمہاری آرزو کے خلاف تھا۔ پس تم نے ان دونوں نشانوں کو ناپسندیدگی سے دیکھا۔ گویا کہ اللہ نے تمہیں اس (ذریعہ) سے عذاب دیا جس کو تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے۔ پس تم نے ہدایت یافتوں کی طرح غور نہ کیا اور اگر تمہارے بس میں ہوتا تو تم سورج اور چاند کو ان کے گرہن کے مقام سے پھیر دیتے اور ان کی ترتیب کو بدلنے کے لئے آسمان تک جا پہنچتے اگر تم قدرت رکھتے۔ پس اللہ نے تمہارے چہرے سیاہ کردیئے اور تمہارے منہ توڑ دیئے۔ اور تمہیں استطاعت نہ ہوئی کہ اللہ کے فعل کو ردّ کرتے پس تم شرمندہ ہو کر چھپ گئے۔

کیا تم قسم اٹھاتے ہو کہ رحمان خدا کے اس فعل سے تم راضی تھے اور شیطان کی طرح اپنی نفسانیت سے تم نے اللہ سے جنگ نہیں کی۔

وما أخذكم القبض كالغضبان؟
فأَقسِموا إن كنتم صادقين.
أتُقسِمون أنكم رضيتم بموت
”آتهم“ بعد ما أخفى الحق وما
أقسَمَ؟ فأَقْسِموا إن كنتم
صادقين. أ تُقسِمون أنكم رضيتم ﴿۱۷۸﴾
بما أيّدني ربّي، وأكرمني
وأعزّني، وزاد كل يوم حزبي؟
فأَقْسِموا إن كنتم صادقين.
أ تُقْسِمون أنكم رضيتم بما
أخزاكم ربّي بحذائي، وما
استطعتم أن تكتبوا شيئًا في
العربيّة كإملائي؟ فأَقْسِموا إن
كنتم صادقين. أَتُقْسِمون أنكم
رضيتم بما قصّرتم عن فهم
القرآن، فما استطعتم أن تكتبوا
مثل ما كتبتُ من معارف
الفرقان، وَمَا قدرتم أَنْ تبارزوني
في هذا الميدان؟ فأَقْسِموا إن
كنتم صادقين.

وقد شهد صالح علٰى
صدقي من قبلي وقبل دعوتي،

اور غصبناک انسان کی طرح تمہیں انقباض نے نہیں پکڑا، پس تم اگر سچے ہو تو قسم اٹھاؤ۔ کیا تم قسم اٹھاتے ہو کہ تم آتھم کی موت پر راضی ہو اس کے بعد بھی کہ اس نے حق چھپایا اور قسم نہ اٹھائی؟ پس اگر تم سچے ہو تو قسم اٹھاؤ۔ کیا تم قسم اٹھاتے ہو کہ جو میرے ربّ نے میری تائید فرمائی اور میری تکریم کی اور مجھے عزت دی اور ہر روز میرے گروہ کو بڑھایا، تم اس پر راضی ہو؟ پس اگر تم سچے ہو تو قسم اٹھاؤ۔ کیا تم قسم اٹھاتے ہو کہ تم اس پر خوش ہو کہ میرے ربّ نے تمہیں میرے مقابلہ میں رسوا کیا اور میری تحریر کی طرح تم نے عربی زبان میں لکھنے کی کچھ بھی طاقت نہ پائی۔ پس اگر تم سچے ہو تو قسم اٹھاؤ۔ کیا تم قسم کھاتے ہو کہ تم اس بات پر راضی ہو کہ تم فہم قرآن سے قاصر رہے اور تمہیں استطاعت نہ ہوئی کہ جو معارف قرآن مَیں نے لکھے ہیں ان جیسے تم لکھ سکو۔ اور تمہیں قدرت نہ ہوئی کہ تم اس میدان میں میرا مقابلہ کر سکو۔ پس اگر تم سچے ہو تو قسم اٹھاؤ۔

اور میری سچائی پر مجھ سے اور میرے دعویٰ سے پہلے ایک صالح مرد گواہی دے چکا ہے۔

وقال إنه هو عيسٰى المسيح الآتي، وسمّاني وسمّٰى قريتي، وقال لفتاه هٰذا ما أُنبِئتُ مِن ربّي، فخُذْ مِنّي هذه وصيّتي، وقال: إن العلماء يكفّرونه ويكذّبونه، فلا تقعد معهم وتَذكَّرْ نصيحتي. فلما كبر فتاه وشاخ أدركَ وقتي، فجاءني في وقت غُربتي، وقال: عندي لك شهادة فاسمع مِنّي كلمتي، فروىٰ ما سمع من شيخه بعين باكية، ودموع متحدّرة، حتى هيّج عبرتي، ثم أشاع كما أوصاه شيخه الوليّ هٰذا الخبر، وبلّغ حالفًا ومهلِّلا إلٰى كل أُذن هٰذا الأثر، وأشعتُ بإيمائه رسالةً مطبوعةً، وأودعتُها أخبارًا مسموعةً، وزاحمَه علماء تلك الخِطّة، وكادوا كل كَيْد ليصرفوه عَنْ هذه الشهادة،

اس نے کہا کہ یہی آنے والا عیسیٰ مسیح ہے اور اس نے میرا نام اور میری بستی کا نام بھی بتایا۔ اور اُس نے اپنے مرید (کریم بخش) کو کہا کہ یہ وہ ہے جس کی خبر میرے رب کی طرف سے مجھے دی گئی ہے۔ پس میری وصیّت کو مضبوطی سے پکڑ نیز اس نے کہا کہ علماء اُس کی تکفیر کریں گے اور اُسے جھٹلائیں گے۔ پس تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھنا اور میری نصیحت یاد رکھنا۔ پس جب اُس (صالح) کا مرید عمر رسیدہ
﴿۱۷۹﴾ اور بوڑھا ہوگیا تب اس نے میرا زمانہ پایا۔ پس وہ میرے پاس میری گمنامی کی حالت میں آیا اور کہا میرے پاس تمہارے متعلق ایک گواہی ہے۔ پس مجھ سے میری بات سن لو۔ پھر اس نے روتی آنکھوں اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ جو کچھ اپنے شیخ سے سنا تھا بیان کیا۔ یہاں تک کہ میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ پھر جس طرح اس کے ولی اللہ مُرشد نے اسے وصیّت کی تھی اُس نے اُس خبر کو شائع کر دیا اور حلفاً اور کلمہ طیبہ کی گواہی کے ساتھ یہ روایت ہر کان تک پہنچا دی اور میں نے اس کی ایماء سے ایک رسالہ شائع کیا اور سنی ہوئی باتیں اس میں سمو دیں اور اُس علاقے کے علماء نے اُس کی مزاحمت کی اور انہوں نے ہر طرح کی تدبیر کی کہ اُس کو اُس کی اس گواہی سے پھیر دیں

فقال: لا أ كتمها أبدا و لا أ تعامٰى
بعد البصيرة، فأشاعها حق
الإشاعة،وبَلّغها إلَى الخواص
والعامة، ثم توفاه اللّٰه ورفعه
إلى مقرّ المؤمنين.
فبَيِّنُوا أتُقسِمون أنكم
رضيتم بهذه الآية من الرّحمٰن،
وما كرهتم وما غاضبتم فى
قلوبكم بالعدوان؟ فأَقْسِموا إن
كنتم صادقين. أهذه كانت
تُقاتكم و دياناتكم أن شيخًا كبيرًا
من المسلمين رَوَى هذه الرّواية ﴿۱۸۰﴾
مُقسِمًا باللّٰه ومُهَلِّلًا فولّيتم
معرضين؟ مع أن أشهادًا عَدُلًا
مِن قومه شهدوا على أنه من
الصّالحين الصّادقين المصلّين
الصائمين الزاهدين. و كذٰلك
نبّهكم اللّٰه كل مرّة، فما تنبّهتم
كالمسترشدين.
أتُقسِمون أنكم رضيتم بما
لم يسمع اللّٰه دعواتكم،وحفظنى

لیکن اس نے جواب دیا۔ میں اسے کبھی نہیں چھپاؤں گا اور بصیرت کے بعد میں جانتے بوجھتے اندھا نہیں بنوں گا۔ پس اُس نے اسے جیسا کہ اس کا حق تھا شائع کر دیا اور خواص و عوام تک اسے پہنچا دیا۔ پھر اللہ نے اسے وفات دے دی اور مومنین کی قرارگاہ کی طرف اس کا رفع کیا۔

پس اب بیان کرو، کیا تم قسم دیتے ہو کہ تم خدائے رحمان کی طرف اس نشان پر راضی ہو اور تم نے اپنے دلوں میں کراہت نہیں کی اور نہ دشمنی سے غضبناک ہوئے۔ پس قسم اٹھاؤ اگر تم سچے ہو۔ کیا یہی تمہارا تقویٰ اور دیانتداری ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک بزرگ شخص نے یہ روایت اللہ کی قسم اٹھا کر اور کلمہ پڑھ کر بیان کی لیکن تم نے اعراض کرتے ہوئے رُخ پھیر لیا۔ حالانکہ اس کی قوم میں سے عادل گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ راستبازوں، صادقوں، نماز ادا کرنے والوں، روزہ رکھنے والے زاہدوں میں سے ہے اور اسی طرح تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہر مرتبہ تنبیہ کی لیکن تم ہدایت مندوں کی طرح متنبہ نہ ہوئے۔

کیا تم قسم اٹھا سکتے ہو کہ تم خوش ہو کہ اللہ نے تمہاری دعائیں نہیں سنیں اور میری حفاظت کی

وعصمنی و کرّمنی و أرغمَ أنفکم
لسوء نیّاتکم؟ فأَقْسِموا إن کنتم
صادقین. فإن کنتم تظنون أنکم
علی الحق ونحن علی الباطل،
فلِمَ یعذّبکم اللّٰہ بما لا ترضون بہ
من الدلائل، وتتربصون علینا
الذلۃ فتؤخذون فیھا منخوسین.
بل اللّٰہ یکسِر جبتکم فی کل
آن، ویُعلی عبدہ ببرھان، ویمزّق
أجیاد المستکبرین. فما لکم لا
تُرفِئون بالاستغفار، ولا تدرکون
وقت الاعتذار، ولا تتوبون
خائفین؟ وإنّی بزعمکم أخادع
النّاس وأُضِلّ الوریٰ، وأفتریٰ
علَی اللّٰہ وأترک سبل التقویٰ،
وفی نفسی معھا رزائل أُخریٰ،
وأنتم قوم مُطھّرون لا عیب
فیکم ولا طغویٰ، ثم مع ذٰلک
یخزیکم اللّٰہ ویعذبکم بعذاب
أَدْنٰی، فلا تقدرون علی أن تردّوا
عذابہ ولا تأتوننی معارضین.

اور مجھے معصون رکھا، مجھے عزت بخشی اور تمہاری
بدنیّتی کی وجہ سے تمہاری ناک خاک آلودہ کردی۔
پس اگر تم سچے ہو تو قسم اٹھاؤ۔ اور اگر تمہارا یہ خیال
ہے کہ تم حق پر ہو اور ہم باطل پر ہیں تو اللہ تمہیں
ایسے دلائل سے جنہیں تم پسند نہیں کرتے عذاب
کیوں دیتا ہے۔ اور تم ہماری ذلّت کے منتظر ہو جبکہ
تم اس (معاملہ) میں ذلیل ہوتے ہوئے پکڑے
جاؤ گے بلکہ اللہ ہر لمحہ تمہارا بُت توڑ رہا ہے اور اپنے
بندہ کو دلیل سے بلند کر رہا ہے اور وہ تکبر کرنے
والوں کی گردنیں توڑ رہا ہے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا
ہے کہ استغفار سے اصلاح نہیں کرتے۔ اور نہ
معذرت کرنے کا وقت پاتے ہو۔ اور نہ ڈرتے
ہوئے توبہ کرتے ہو۔ اور تمہارے خیال میں مَیں ﴿۱۸۱﴾
لوگوں کو دھوکا دیتا اور مخلوق کو گمراہ کرتا ہوں اور
اس کے ساتھ ساتھ میرے اندر اور بھی عیوب ہیں
جبکہ تم پاک قوم ہو اور تم میں کوئی عیب اور سرکشی
نہیں ہے۔ اس کے باوجود اللہ تمہیں رسوا کرتا
ہے اور تمہیں المناک عذاب دیتا ہے۔ پس تم ہرگز
قدرت نہیں رکھتے کہ اس کے عذاب کو لوٹا دو اور
نہ تم میرے پاس مقابلہ کرتے ہوئے آتے ہو۔

وإن اللّٰـه قد أنـزل علـيّ غيث
نـعـمـاء مِـدْرارًا ظـاهرةً و باطنة،
وأنـعم عليّ في الأولٰى والآخرة،
وفتـح عـلـيّ أبوابًا من الإلهامات،
وحـدائـق مـن الـمـكـاشـفـات،
فـمـن يمكث عندي نحو أربعين
يـومًـا فـأرجـوا أنـه يـرىٰ شيئًـا
مـنـهـا، فهـل لـكـم أن تـعـارضوا
أو تُعرِضون عنها؟

وإن اللّٰـه بشّـرنـي وقال: "يا
أحـمـدُ أجيـب كلَّ دعائك، إلّا
في شركائك☆، فأجاب دعواتٍ
ضـاق الـمـقـام عن الإتيان بذكر
إجـمـالـهـا، فـضلًا عـن إدراج ﴾۱۸۲﴿
تـفـاصيـلها و كيفية كمالها، فهل
لـكـم أن تـعـارضـونـي فيهـا أو
تنقلبون معرضين؟

وإنّ اللّٰـه بشّـرني في أبنائي
بشـارةً بـعد بشـارةٍ حتـى بـلّغ
عـددَهم إلٰى ثلاثة، وأنبـأني بهم

☆ الحاشية . لهذه الفقرة قصّة لا ﴾۱۸۱﴿
يقتضي المقام ذكرها. منه

بے شک اللہ نے مجھ پر ظاہری و باطنی نعماء کی موسلا دھار بارش نازل کی ہے اور اوّل و آخر میں مجھے نعماء سے نوازا ہے اور مجھ پر الہامات کے دروازے اور مکاشفات کے باغات کھولے ہیں۔ پس جو میرے پاس چالیس روز تک ٹھہرے گا تو مجھے امید ہے کہ وہ ان میں سے کچھ دیکھ لے گا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ تم سامنا کرو یا تم ان سے اعراض کرتے ہو؟

اور اللہ نے مجھے بشارت دی اور فرمایا: اے احمد! میں تیری تمام دعائیں قبول کروں گا مگر تیرے شریکوں کے بارے میں نہیں۔ پس اس نے (میری) دعاؤں کا اس قدر جواب دیا کہ جگہ اس کے مختصر ذکر کے لئے بھی ناکافی ہے چہ جائیکہ اس کی تفاصیل اور ان کے کمال کی کیفیت درج کی جائے۔ کیا تم اس میں میرا مقابلہ کر سکتے ہو یا اعراض کرتے ہوئے پھر جاؤ گے۔

اور اللہ نے مجھے میرے بیٹوں کے بارہ میں بشارت پر بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد کو تین تک پہنچا دیا اور مجھے اپنے الہام سے ان کے

حاشیہ۔ اس جملہ سے متعلق ایک واقعہ ہے لیکن اس جگہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔منہ

قبـل وجـودهم بالإلهام، فأشعتُ هـذه الأنبـاء قبـل ظهـورهـا فـى الـخـواص والـعـوام، وأنتـم تتلون تـلـك الاشتهارات، ثم تمرّون بها غافلين من التعصبات، و **بشّرني ربّي بـرابعٍ رحـمةً ، وقـال إنّـه يجعل الثلا ثة أربعة، فهل لكم أن تـقـومـوا مـزاحـمة، وتـمنعوا مِن الإربا ع المُرْبعين؟** فكيدوا كيدا إن كـنـتـم صـادقـيـن. وقد كتبنا ذٰلك فـي اشتهـار مـن قبل من سـنـيـن، فـاقـرأوه متأمّلين، إنّ في ذٰلك لآيـات للناظرين. ثم كُرّر عـلـيّ صورة هذه الواقعة، فبينما أنـا كـنـت بيـن النّوم واليـقظة، **فتحرَّكَ في صُلبي رُوحُ الرّابع** بـعـالـم الـمـكـاشـفة، فـنـادى إخوانَه وقال: **بيني وبينكم ميعاد يومٍ من الـحـضـرة .** فـأظن أنـه أشـار إلَـى السنة الكاملة، أو أمدٍ آخر من ربّ العالمين.

واعلموا أن اللّٰه ينصرني في

وجود سے قبل خبر دی۔ پس میں نے خواص اور عوام میں یہ خبریں ان کے ظہور سے قبل شائع کر دیں۔ اور تم ان اشتہارات کو پڑھتے ہو، پھر بھی تم ان پر سے تعصّبات کے سبب غفلت برتتے ہوئے گزرتے ہو اور میرے ربّ نے مجھے چوتھے (بیٹے) کی رحمت کے طور پر بشارت دی اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ پس کیا تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم مزاحمت کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور چار ہونے والوں کو چار ہونے سے روک دو۔ پس ہر قسم کی تدبیر کرو اگر تم سچے ہو، اور ہم نے کئی سال پہلے یہ سب ایک اشتہار میں لکھا تھا۔ پس اس کو غور کرتے ہوئے پڑھو۔ یقیناً اس میں دیکھنے والوں کے لئے نشانات ہیں۔ پھر مجھ پر اس واقعہ کی صورت دہرائی گئی جبکہ میں نیند اور بیداری کے درمیان حالت میں تھا تو چوتھے (بیٹے) کی روح ۱۸۳ نے عالم کشوف میں میری صلب میں حرکت کی اور اس نے اپنے بھائیوں کو پکارا اور کہا۔ میرے اور تمہارے درمیان حضرت باری تعالیٰ کی طرف سے ایک وقت کی میعاد مقرر ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس نے ایک مکمل سال کی طرف اشارہ کیا ہے یا ربّ العالمین کی طرف سے (مقرر شدہ) کسی اور مدت کی طرف اشارہ ہے۔

جان لو کہ اللہ ہر میدان میں میری نصرت

كل موطن، ويخزيكم من كل محتضنٍ، ويردّ كيدكم عليكم يا معشر الكائدين. وإن كنتم تزدريني عينُكم فتعالوا نجعل الله حَكَمًا بيننا وبينكم. أ تريدون أن يظهر مَيْنُنا أو مينُكم؟ فتعالوا نَقُمْ تحت مجارى الأقدار مباهلين، و إن كنتم تُعرضون عن المباهلة، فأْتونى وامكثوا عندى إلى السنة الكاملة، لأريكم بعض آيات حضرة العزة إن كنتم طالبين. وإن كنتم تُعرضون عن رؤية هذه الآيات، فلكم أن تعارضونى فى معارف القرآن والنكات، ولن تقدروا عليها ولو متّم حاسرين. فإنه علم لا يمسّه إلا الذى كان من المطهَّرين. فإن لم تفعلوا هذا فعارِضونى فى إنشاء ﴿۱۸۴﴾ لسان العرب، فإن العربية لسان إلهامية، لا يُكمَّل فيها إلا نبيّ أو ولى من النُخب. وإن لم تبارزوا فيها، ولن تبارزوا،

فرماتا ہے اور تمہیں ہر جگہ رسوا کرتا ہے۔ اور اے سازش کرنے والوں کے گروہ وہ (اللہ) تمہارے مکر تمہیں پر الٹاتا ہے۔ اگر تمہاری آنکھ مجھے حقارت سے دیکھتی ہے تو آؤ ہم اللہ کو اپنے اور تمہارے درمیان حَکَم بنائیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہمارا جھوٹ یا تمہارا جھوٹ ظاہر ہو جائے؟ تو آؤ ہم اللہ کی تقدیر کے نیچے مباہلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوں، اور اگر تم مباہلہ کرنے سے اعراض کرو تو میرے پاس آؤ اور پورے ایک سال تک میرے پاس ٹھہرو تا اگر تم طالب حق ہو تو میں حضرت باری تعالیٰ کے بعض نشان تمہیں دکھاؤں اور اگر تم ان نشانات کو دیکھنے سے اعراض کرو تو تمہارے لئے لازم ہے کہ قرآنِ کریم کے معارف و نکات میں میرا مقابلہ کرو اور تم ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھتے خواہ تم حسرت سے مر جاؤ کیونکہ یہ وہ علم ہے جسے سوائے پاکبازوں کے اور کوئی چھو نہیں سکتا۔ پس اگر تم یہ نہ کرسکو تو مجھ سے عربی زبان میں انشاء پردازی میں مقابلہ کرلو کیونکہ عربی الہامی زبان ہے اس میں سوائے نبی کے یا چنیدہ ولی کے کسی کو کمال نہیں دیا جاتا اور اگر تم نے اس میں مقابلہ نہ کیا اور تم ہرگز مقابلہ نہیں کرو گے۔

فـاكتبـوا كتـابًـا وأكتـبُ كتـابـا لإصـلاح مفاسد هذه الأيام، ورَدِّ الـنصارى وفِرقٍ أخرىٰ من عَبَدةِ الأصـنـام، وإفـحـامِهـم بالبرهان التـام، وعلينا أن لا نقول شيئا من عـنـد أنـفسـنـا ولا أنتـم من عند أنـفسـكـم، إلّا مـن كتـاب اللّٰـه العزيز العلّام. وَلَن تفعلوا ذٰلك أبـدا ولن تُعطَوا عزّةَ هذا المقام، فـإن هـذا فـعـلٌ مـن أفعـال إمـام الـوقـت ومُزيلِ الظلام، الذى أُيِّدَ بـروح مـن اللّٰـه وزِيْدَ بسطةً فى العلم و أُعطِىَ بلاغة الكلام. وإن تـغـلبـوا فـى أحد منها فلستُ من اللّٰه العلام. فإن أعرضتم عن كل مـا عـرضـنـا عليكم، فما بقى عذر لـديـكـم، وشهـدتـم أنـكـم مـن الـكاذبين. أتـكـذبـونني من غير عـلـم، ثـم إذا دعـونـاكم ففررتم جاحدين غير مبالين؟

وذَكـرنـا هـذه الآيـات تلذُّذًا بـالـنـعـم الـرحمـانية، وشكـرًا

تو موجودہ زمانہ کے مفاسد کی اصلاح اور نصاریٰ اور دیگر بتوں کے پجاریوں کے فرقوں کے ردّ میں کامل دلیل سے اُن کا منہ بند کرنے کے لئے ایک کتاب تم لکھو اور ایک کتاب میں لکھوں گا اور ہم پر لازم ہوگا کہ سوائے اللہ عزیز وعلاّم کی کتاب میں سے (لکھنے کے) نہ ہم اپنی طرف سے کچھ لکھیں اور نہ تم اپنی طرف سے کچھ لکھو۔ اور تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے اور نہ تمہیں اس درجہ کی عزت دی جائے گی کیونکہ یہ امام وقت اور اندھیروں کے دور کرنے والے کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔ وہ امام جس کی اللہ کی طرف سے روح القدس کے ساتھ تائید کی گئی اور اس کے علم میں وسعت عطا کی گئی اور اسے بلاغتِ کلام عطا کی گئی۔ اور اگر تم ان مقابلوں میں سے کسی ایک میں بھی غالب آ گئے تو میں اللہ علاّم کی طرف سے نہیں۔ پس اگر ان سب امور سے جو ہم نے تم پر پیش کئے ہیں تم نے ان سے اعراض کیا تو تمہارے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہے گا۔ اور تم نے خود گواہی دے دی کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ کیا تم بغیر علم کے مجھے جھٹلاتے ہو۔ پھر جب ہم نے تم کو بلایا تو تم انکار اور لاپروائی کرتے ہوئے بھاگ گئے۔

اور ہم نے ان نشانات کا ذکر نعماءِ رحمانی سے لذّت پانے اور ربّانی فضلوں کا شکر کرنے ﴿۱۸۵﴾

لـلتـفـضـلات الربّانية، ثم إتمامًا لـلـحجة على الطبائع الشيطانية، و استزادةً لـنعم ربّ العالمين، إذ بـالشكر تدوم النعم وتزيد الآلاء وتثبُت عطايا أرحم الراحمين.

فـالـحاصل أنّني قد عرضتُ هـذه الأمور دعـوةً لـلـطـلـبـاء، ورحـمًـا عـلى الأتقياء الضعفاء. فـمـن كـان في شك من أمري، وكـان مُـكـفِّـرَ زُمَـري، فعليـه أن يسعٰى إليَّ بقدم الرضاء، ويختار طريقًا من هذه الطرق للاهتداء، لا لـلـمِـراء وطـلـب العَلاء، ولا يرضى بغشاوة الجهل والخطاء، ويأتيني كالمتواضعين. فأرجو أن يـرحـمـه الـلّـه ويـجـعـلـه من الـمطمئنين. بيد أني ما أُمِرتُ أن أدعو الذين ينحتون الآيات من عند أنـفسهـم ومـن أمـاني الجَنان، ثم يـقولون أَرِنا هذه لو كنتَ من الرحمٰن، وإن لـم تـأت بها فلسنا بمؤمنين. أولئک الذيـن يحبون آراء هم، ﴿۱۸۶﴾

نیز شیطانی طبائع پر اتمام حجت کرنے اور ربّ العالمین کی نعماء میں زیادت کی خاطر کیا ہے کیونکہ شکر کرنے سے نعمتیں دوام پکڑتی ہیں اور نعماء زیادہ ہوتی ہیں اور خدائے ارحم الراحمین کے عطایا مستقل شامل حال رہتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ میں نے یہ امور طالبانِ (حق) کو دعوت دینے کے لئے کمزور متقیوں پر رحم کرتے ہوئے پیش کئے۔ پس جو میرے معاملہ میں شک میں ہے اور میری جماعت کو کافر ٹھہراتا ہے تو اسے چاہیے کہ برضاء و رغبت میری طرف دوڑے اور ہدایت پانے کے لئے ان طریقوں میں سے کوئی طریق چنے نہ کہ لڑائی کی غرض سے اور غلبہ پانے کے لئے۔ اور وہ جہالت اور خطا کے حجاب پر راضی نہ ہو اور میرے پاس تواضع اختیار کرنے والوں کی طرح آئے تو مجھے امید ہے کہ اللہ اُس پر رحم کرے گا اور اسے مطمئن ہونے والوں میں سے بنائے گا مگر مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں ان لوگوں کو دعوت دوں جو اپنے پاس سے اور اپنی دلی خواہشات سے آیات گھڑ لیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں اگر تم رحمان کی طرف سے ہو تو ہمیں اس طرح کی آیات دکھاؤ اور اگر تم یہ آیات نہ دکھاؤ تو ہم ہرگز ایمان لانے والے نہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی آراء سے محبت کرتے ہیں۔

ويـريـدون أن يـأمـروا اللّٰـه ليتّبع أهـواء هـم، فيُترَكون في الضلالة خـالـدين. وإنّ اللّٰـه لَـن يَـرفع حجبهم ولن يزكّيهم، إنهم كانوا مستـكبـريـن. إلّا الـذيـن تـابـوا وأصـلـحـوا فـأولـئک مـن المرحومين. ما كان اللّٰه محكومَ أحـد فـي البلاد، وهـو الـقـاهـر فـوق عباده لا كالغلمان والعباد، سبحان ربّي! هل كنتُ إلّا بشرًا من المأمورين.

ثم القوم احتجّوا عليّ بأمور نـذكـرهـا بـرعـاية الاختصـار، لـنستـأصل كل مـا أوردوا عـلـى سبيـل الاعتـذار، ولنكشف باب الـحق على الطالبين. فمنها أنهم يـقـولـون إن ”آتـم“ مـا مـات في الـميـعاد، بل مات بعده وما ثبت إيـمـانـه بـالأشهاد، ولم يثبت أنه كان من الخائفين الراجعين.

فاعلم أن نبأ موته كان مشروطًا بعدم الرجوع إلى الحق والصواب

اور چاہتے ہیں کہ اللہ کو حکم دیں کہ وہ ان کی خواہشات کی پیروی کرے۔ پس وہ ہمیشہ کے لئے گمراہی میں چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور یقیناً اللہ ان کے پردے دور نہیں کرے گا اور ہرگز ان کو پاک نہیں کرے گا۔ یقیناً یہی لوگ متکبر ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی پس یہی لوگ ہیں جن پر رحم کیا جانے والا ہے۔ اللہ زمین پر کسی کا ماتحت نہیں اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے نہ کہ غلاموں اور خادموں کی طرح۔ میرا ربّ پاک ہے میں تو صرف ایک مامور بندہ ہوں۔

پھر قوم نے چند امور مجھ پر بطور حجت پیش کئے جن کا ہم اختصار سے ذکر کرتے ہیں تا کہ انہوں نے جو بھی عذر پیش کئے ہیں ہم انہیں جڑ سے اکھاڑ دیں۔ اور تا ہم حق کا دروازہ متلاشیوں پر کھول دیں۔ منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مَرا بلکہ اس کے بعد مَرا اور گواہوں سے اس کا ایمان لانا ثابت نہیں اور نہ یہ ثابت ہوا کہ وہ ڈرنے والوں رجوع کرنے والوں میں سے تھا۔

پس جان لو کہ اس کی موت کی پیشگوئی حق وصواب کی طرف عدمِ رجوع سے مشروط تھی

﴿۱۸۷﴾ ومـا كـان كـحُـكـمٍ قطعي كما فهِم بعض الدوابّ. ثم كان من المشروط في حياته أن يثبُت على الحق بعد القبول، وإن لم يثبت فكان حُكم الموت لذٰلك الجهول، فتمّتْ كلمة ربّنا صدقًا وحقًّا ولو أنكرها بعض الجاهلين.

وقد سمعتَ أنّه مات بعد الإخفاء وعدم الإظهار، وإغضاب الربّ بالإصرار علَى الإنكار، وكذٰلك كان إلهام ربّ العالمين. أفلا ترون موت هذا الجاهل الكفّار، كيف فاجأه بعد الإصرار علَى الإنكار؟ وقد كُتِبَ قبل موته ذٰلك كلُّه في إلهام اللّٰه القهّار، وصُرِّحَ أنه سيؤخذ ويُمات بعد إخفاء الشهادة والغلوّ والاستكبار، ثم طُبع وأُرسلَ في البلاد والديار. وما مات "آتم" إلّا بين سبعة أشهر من الاشتهار الأخير،

اور قطعی حکم کی طرح نہ تھی جیسا کہ بعض جانوروں کا خیال ہے۔ پھر اس کی زندگی بھی اس شرط سے مشروط تھی کہ حق کو قبول کرنے کے بعد اس پر قائم رہے۔ اور اگر وہ قائم نہ رہے تو اُس سخت جاہل کے لئے موت کا حکم ہے۔ پس ہمارے ربّ کی بات سچائی اور حق سے پوری ہوچکی اگرچہ جہلاء میں سے بعض اس کا انکار کریں۔

اور تو سن چکا ہے کہ وہ (حق) چھپانے اور اسے ظاہر نہ کرنے اور انکار پر مصر رہ کر ربّ کو غضبناک کرنے کے بعد مرگیا اور یہی ربّ العالمین کا الہام تھا۔ کیا تم اس جاہل، سخت کافر کی موت (کو) نہیں دیکھتے، کیسے انکار کرنے پر اصرار کے بعد اس نے اچانک اسے آلیا؟ اور یہ سب کچھ اس کی موت سے قبل خدائے قہّار کے الہام میں درج تھا۔ اور صراحت کردی گئی تھی کہ وہ ضرور پکڑا جائے گا اور گواہی چھپانے، غلوّ کرنے اور تکبر کے بعد مارا جائے گا۔ پھر اس پیشگوئی کو طبع کروا کر تمام ملکوں اور علاقوں میں بھیجا گیا۔ اور آتھم آخری اشتہار سے سات ماہ کے دوران مَرا

وكـان ذٰلك الاشتهـار نبأ موته وكـالـنـذير. أفـلا يتـدبـرون إلهـامـاتـي، ولا يفكـرون فـي كلماتي، ويمرّون ضاحكين علٰى آيـاتي، رضوا بهـذه الـدنيا ونسوا يـوم الـديـن، فكيف أُداوي خَتْـمَ قلوبهم وأقفال ربّ العالمين؟

فـالـحـاصل أن "آتم" خشِي فـي الـميـعاد نبأَ الرحمٰن، ورجع إلـى الـحـق بـخوف الجَنان، لأنّه ظـنّ أن رِحْـلتـه قـربـت ودنـت، وخيامه طُوِيَتْ، و أوتادها قُلِعتْ، فخشِي علٰى نفسه كالمأخوذين. فـكـان حـقـه أن يُـمهَل إلٰى زمان الاجتـراء ، وتُـرك إلـى ساعة الـمـراء والإبـاء ، فـمهّـلـه اللّٰـه إلى وقت رجَع إلى كفره وطغٰى، ثـم أمـاتـه تـعـذيبًـا فـي الدنيـا والأخرىٰ، وكذٰلك مضت سنّته فـي الأوّليـن. وأمّـا خوف "آتم" مِـنَ الـلّٰـه الـقهّـار، فـلا يـخفـى عـليـك عند التعمق في الأخبار.

اور وہ اشتہار اس کی موت کی پیشگوئی اور ایک انذار تھا۔ کیا وہ میرے الہامات میں تدبر نہیں کرتے اور نہ میرے کلمات میں غور کرتے ہیں اور میرے نشانات سے ٹھٹھہ کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ وہ اس دنیا پر راضی ہو گئے اور جزاء وسزا کے دن کو بھول گئے۔ پس میں ان کے دلوں پر لگی مہروں کا اور ربّ العالمین کے لگائے ہوئے تالوں کا کیسے علاج کروں؟ ﴿۱۸۸﴾

مختصر یہ کہ یقیناً آتھم میعاد کے اندر خدائے رحمان کی پیشگوئی سے ڈرا اور اس نے دلی خوف کے ساتھ حق کی طرف رجوع کیا کیونکہ اس نے یقین کیا تھا کہ اس کے کوچ (کا وقت) قریب اور نزدیک ہے اور اس کے خیمے لپیٹ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی میخیں اکھیڑ دی گئی ہیں۔ پس وہ پکڑے جانے والوں کی طرح اپنے متعلق ڈرا اور اس کا حق تھا کہ اسے (دوبارہ) بے باکی کے زمانہ تک مہلت دی جاتی اور لڑائی اور انکار کے وقت تک اسے چھوڑ دیا جاتا۔ پس اللہ نے اسے اس وقت تک مہلت دی کہ وہ اپنے کفر اور سرکشی کی طرف لوٹ گیا۔ پھر اللہ نے اسے دنیا اور آخرت میں عذاب دینے کے لئے مار دیا۔ اور پہلوں میں بھی اللہ کی یہی سنت گزری ہے۔ جہاں تک آتھم کے خدائے قہار سے ڈرنے کا تعلق ہے تو حالات و واقعات پر غور کرنے کے وقت یہ تم پر مخفی نہیں رہے گا۔

ألا تـرىٰ أنـه بـعد ما سمع منى نبأ
الـعـذاب. كيف ألـقـى نفسه فى
أنـواع الاضـطـراب، وانقطع من
الأحـزاب والأتـراب، واختـار
كـمـجـنـونين شدائدَ الاغتراب،
وأَتَـتْـه الـدهشةُ عـن الأهـل
والأحبـاب، حتـى طارت حواسه
مـن الهيبة، وأصـابت عقلَه صَابةٌ ﴿۱۸۹﴾
مـن كمال الخشية، وطفِق يجشأ
مـن بـلـدٍ إلٰـى بـلـدٍ كـالمجنون،
ويجوب كل طريق كالذى يطوّحه
طـوائـح الـمنون. ورآه أناس كثير
فـى زمن السيـاحة، وهـو يبـكى
أو لـه رنّة الـنياحة، وشهدوا أنـه
كـان بـادىَ الـغـمّة كثير الكربة،
كـالـذييـموت مـن الـغُـلّة، أو
كالمجرمين المأخوذين.

فـلا شك أنه خشِى وتنـزَّلَ
إلى الخوف من طغيانه، ولا ريب
أن زواجرَ نَبـئِـنا نجعتْ فى جَنانه،
وقرَعت كـلماتى صِمـاخَ آذانه،
فـخـاف بهـا قَهْـرَ حـضرة الكبرياء

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس (آتھم) نے مجھ سے عذاب کی خبر سننے کے بعد خود کو کیسے مختلف بے چینیوں میں ڈال دیا اور لوگوں اور دوستوں سے منقطع ہو گیا اور دیوانوں کی طرح سفر کے شدائد اختیار کئے اور دہشت نے اسے اہل واحباب سے دور کر دیا۔ یہاں تک کہ ہیبت کے باعث اس کے حواس اڑ گئے اور کمال خوف سے اس کی عقل کو دیوانگی لاحق ہو گئی اور وہ دیوانے کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر بھاگتا رہا اور ہر رستے پر اس شخص کی طرح چکر لگانے شروع کر دیئے جسے موت کا خوف دامن گیر ہو۔ اور بہت سے لوگوں نے اس مسافرت کے زمانہ میں اسے دیکھا اور وہ رو رہا تھا یا اس کی نوحہ کرنے کی سی آواز تھی۔ اور انہوں نے گواہی دی کہ ظاہراً وہ شدید کرب اور ہم وغم میں مبتلا تھا۔ اس شخص کی طرح جو پیاس سے مر رہا ہو یا گرفتار مجرموں کی طرح ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ڈرا اور اپنی سرکشی سے خوف کی طرف مائل ہوا، اور کوئی شک نہیں کہ ہماری پیشگوئی کے تازیانوں نے اس کے دل میں اثر کیا اور میرے کلمات نے اس کے کانوں کے پردوں کو کھٹکھٹایا، اس وجہ سے وہ حضرت کبریاء کے قہر سے ڈرا

وانتهج على قدرٍ مهجّةَ
الاهتداء، على طريق الإخفاء .
ثم قسٰى قلبه بعد الأمن من الفَناء ،
وإن اللّٰه لا يعذب خائفين في
هذه الدنيا حتى يغيّروا سير
الخائفين. و إنه أقرّ بخوفه عند
أحبابه، وأخبرهم عمّا جرىٰ عليه
في أيام اضطرابه، وكل أمر
أخفاه من جمعه، أبدأه سيل
دمعه، وكل ما ستر من المَين،
أبدَءتْه دموع العين. ومَنْ دلَف
إليه كالمفتّشين، وجَده
كالمجانين، وخابطًا
كالمصابين، ورأى أنه يمضي
الأيام كيوم حامِي الوَديقة،
ويصيح كضالّ من الطريقة،
ويُزجّي الأوقات بهموم وأفكار،
كأنّ التلف استشفّه بآثار. ومَن
انتهى من أحبابه إلٰى فِنائه،
وتصدّىٰ لاستنشاء أنبائه، وجَده
كمختلّ الحواسّ، بادي الإيجاس،
وما رآه في فرح، بل في غمّ وترح .

اور کسی قدر خفیہ طریق پر ہدایت کے راستے کو اختیار
کیا۔ پھر موت سے امن میں آ کر اس کا دل سخت
ہوگیا اور اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو اس دنیا میں
عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ ڈرنے والوں کے
طور طریق کو تبدیل کریں اور اس نے اپنے احباب
کے پاس اپنے خوف کا اقرار کیا اور جو کچھ اس کے
اضطراب کے دنوں میں اُس پر گزرا تھا وہ انہیں
بتایا۔ اور ہر معاملہ جسے اُس نے اپنے گروہ سے چھپایا
اس کے آنسوؤں کے سیلاب نے اسے ظاہر کردیا۔
اور جو کچھ اُس نے جھوٹ سے چھپایا آنکھوں کے
آنسوؤں نے اُسے ظاہر کردیا۔ اور جو کوئی بھی تفتیش «۱۹۰»
کرنے والوں کی طرح اس کے قریب آیا اس نے
آتھم کو دیوانوں کی طرح پایا اور مجنونوں کی طرح
ہاتھ پاؤں مارتے پایا۔ اور اُس نے دیکھا کہ وہ
اپنے دن شدید گرمی والے دنوں کی طرح گزار رہا ہے
اور راستے سے بھٹکے ہوئے کی طرح چلّا رہا ہے اور
دن ہموم اور افکار میں گزارتا ہے۔ گویا کہ اس نے
آثار ہلاکت سے موت کو سامنے دیکھ لیا۔ اور اس
کے دوستوں میں سے جو بھی اس کے صحن تک پہنچا
اور اس کی خبر دریافت کرنے کی کوشش کی تو اُس نے
اسے مختل الحواس اور صریحاً خوفزدہ کی طرح پایا اور
اسے خوشی میں نہیں بلکہ غم و اندوہ میں دیکھا۔

ثم إذا انسلخت أشهر الميعاد، وظن أنه نجا، أخفى سِرَّ خوفه وما أبدىٰ، ولكنه ما استطاع أن يخفي قرائن إيجاسه، فنحَت تأويلاتٍ بتعليم خنّاسه، وقال لا شك أني أنفدتُ أيام الميعاد بالخوف والارتعاد، ولكني ما خفت نبأ الإلهام، بل خفت أَعْدَاءً ا صالوا عليّ كالضرغام، فإنّهم أغرَوا عليَّ في مقامي الأوّل حيّةً مُعلَّمةً من أنواع الحيل ورأيتها كالصائلين. ففررتُ علىٰ خوف منها إلى البلدة الثانية، لَعَلِّي أُعصَم مِن هذه الزبانية، ولكن ما تُركتُ فيه كالمؤمنين، بل صَال عليّ بعضٌ رجال مُسلّحين. ثم فررت ﴿۱۹۱﴾
إلى الخَتَن الثاني، فصال العدا كما صالوا قبل إتياني. و إنهم كانوا ملا ئكة سفّاكين، فرأيتهم في كل مقام تبوّأتُه، وفي كل بلد و طّأته، ورأيتهم مخوّفين، وكانوا يتبوّء ون الرماح نحوي كالقاتلين.

پھر جب میعاد کے مہینے گزر گئے اور اُس نے گمان کیا کہ وہ بچ گیا ہے تو اُس نے اپنے خوف کے راز کو پوشیدہ رکھا اور ظاہر نہ کیا لیکن خوف کے آثار کو چھپانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پس اُس نے اپنے شیطان کے بہکانے سے تاویلیں گھڑیں اور کہا کہ بے شک میں نے میعاد کے ایام خوف سے اور کانپتے ہوئے گزارے لیکن میں الہامی پیشگوئی سے نہیں ڈرا، بلکہ دشمنوں سے ڈرا جنہوں نے شیر کی طرح مجھ پر حملہ کیا کیونکہ انہوں نے اور مختلف حیلے کرتے ہوئے میری پہلی جگہ پر مجھ پر سدھایا ہوا سانپ چھوڑا اور میں نے اُسے حملہ کرنے والوں کی طرح دیکھا۔ پس میں اس کے خوف سے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگا کہ شاید کہ میں اُس عذاب سے بچایا جاؤں لیکن میں اس میں امن میں آجانے والوں کی طرح نہیں چھوڑا گیا بلکہ مجھ پر بعض مسلّح آدمیوں نے حملہ کیا۔ پھر میں دوسرے داماد کی طرف بھاگا تو دشمنوں نے اُسی طرح حملہ کیا جس طرح میرے آنے سے قبل کیا تھا اور وہ سفّاک ملائکہ تھے۔ پس میں نے انہیں ہر اس جگہ دیکھا جہاں میں نے پناہ لی اور ہر شہر میں جہاں میں نے قدم رکھے میں نے انہیں شدید خوفزدہ کر دینے والا دیکھا اور وہ قاتلوں کی طرح مجھ پر نیزے تانے ہوئے گھات میں بیٹھے تھے۔

فلأجل ذلک فررت من بلدة إلی بلدةٍ لمّا خوّفونی بقناة و صَعْدةٍ ، و رُمحٍ و مَشْرَفیّة و فحیح تِنِّینٍ ، و أرادوا أن یَسُمُّونی فاجئین. ولمّا جشأ جَنانی کالمخنوق، وهاجت الهموم کالسَّهوق، رأیت أن أُلقی بآخر المقام جِرانی، وأتخذ أهلَ خَتَنی جیرانی، وأُلقی عصا التّسیار کالقاطنین.

هذه ظنون أظهرها بعد انقضاء المیعاد، وما تفوّهَ بلفظةٍ مِن مثلها فی المیعاد عند الأشهاد، وما أشاع ظنونه فی الجرائد، وما اطلعَ علیه أحدًا من العوام والعمائد، بل ما رافَعَ إلی الحکّام، وما أخبر حاکمًا عن هذه الآلام، وأمضی الوقت کالصّائمین. ثم أقرّ معها برؤیة ملائکة العذاب، والخوف والاضطراب، وأقرّ أنه أنفد الأیام خافًا، وخشِی موتًا زُعافًا، وظن أنه

پس اس وجہ سے کہ جب انہوں نے مجھے نیزوں اور تلوار، برچھی اور شمشیر بُرّاں اور اژدھے کی پھنکار سے ڈرایا تو میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھاگا اور انہوں نے چاہا کہ وہ اچانک مجھے زہر دے دیں۔ اور جب میرا دل گلا دبائے جانے والے کی طرح گھٹا اور غم تیز آندھی کی طرح ٹوٹ پڑے تو میں نے مناسب خیال کیا کہ آخری جگہ اپنا پڑاؤ ڈال دوں اور اپنے داماد کے اہل و عیال میں رہوں۔ اور مستقل رہائش اختیار کرنے والوں کی طرح سفر ختم کردوں۔

یہ وہ خیالات ہیں جو اُس نے میعاد گزرنے کے بعد ظاہر کئے اور میعاد کے اندر گواہوں کے سامنے منہ سے ایسی کوئی بات نہ کی اور نہ ہی اپنے خیالات اخباروں میں شائع کئے، اور عوام و خواص میں سے کسی کو اس پر اطلاع نہیں دی بلکہ حکّام کو بھی شکایت نہیں کی اور ان مصائب کے بارہ میں حاکم کو بھی خبر نہ دی اور اس نے روزہ داروں کی طرح وقت گزارا۔ ﴿۱۹۲﴾ پھر اس کے ساتھ عذاب کے فرشتے دیکھنے اور خوف و بے چینی کا بھی اقرار کیا اور اقرار کیا کہ اس نے ڈرتے ڈرتے وہ دن گزارے اور ناگہانی موت سے خوفزدہ رہا اور خیال کیا کہ وہ

مـن الـدارسين. فانظروا إلى حيّةٍ يـذكـرهـا . أتـقبَلهـا فـراسةٌ أو تـنـكـرهـا؟ فـافهـموا السرّ إن كنتم متدبّرين.

ثـم تـعـلـمون أنه هرب من مكان إلى مكان، ومن جيران إلٰى جيـران، ولـفظتْه بلدةٌ إلى بلدان، ولـكـن مـع ذٰلک مـا أظهـر فـی الـمـيـعـاد عـذرا نـحَـت بـعـده كشيـطـان، ومـا بـكـى عند حكّام ولا أعـوان، ولا رجال ولا نسوان ولا بنين. أيقبل عقل فی مثل هذه الـخـصـومات وزوبعة التعصبات والـنـقـمـات ، **أن يـصبـر الـرجل الـذی هُـوَ عـدوٌّ ديـنـنـا وحـاسدُ عِرضنا** عـنـد هذه السطوات، ولا يـأخـذنا ولا يرفع إلَى القُضاة؟ بل كـان عـلـيــه أن يُـفشِـی جريمتنا، ويُثبِـت صـريـمتـنـا، وأذاقنا جزاء السّيـئات. أمـّا رأيـت أن ”آتم“ ﴿۱۹۳﴾ وقـومـه كيف فرحوا بعد الميعاد بـاطلًا، ورقـص كـل أحد خاتلًا،

مٹ جانے والوں میں سے ہے۔ دیکھو اس سانپ کو جس کا وہ ذکر کر رہا ہے۔ کیا عقل اسے قبول کرتی ہے یا اس کا انکار کرتی ہے۔ پس تم راز کو سمجھ جاؤ اگر تم تدبّر کرنے والے ہو۔

پھر تم جانتے ہو کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور (پہلے) ہمسائیوں سے (نئے) ہمسائیوں کی طرف بھاگا۔ اور (اس کے) شہر نے اسے دوسرے شہروں کی طرف پھینک دیا لیکن اس کے باوجود اس نے میعاد کے اندر کوئی ایسا عذر ظاہر نہیں کیا جو شیطان کی طرح اس نے بعد میں گھڑ لیا اور نہ ہی حکّام اور مددگاروں اور مردوں اور عورتوں اور بیٹوں کے سامنے رویا۔ کیا اس قسم کے جھگڑوں اور تعصّبات اور انتقام کے بگولوں میں عقل تسلیم کرتی ہے کہ وہ شخص جو ہمارے دین کا دشمن اور ہماری عزت کا حاسد ہے۔ ایسے حملوں کے وقت صبر کرے اور نہ ہمارا مؤاخذہ کرے اور نہ قاضیوں کے پاس شکایت کرے، بلکہ اس پر تو ضروری تھا کہ ہمارا جرم افشاء کرتا اور ہمارا ارادہ ثابت کرتا اور ہمیں برائیوں کی سزا چکھاتا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میعاد کے بعد کیسے آتھم اور اس کی قوم نے ناحق طور پر خوشی منائی اور ہر ایک نے دھوکا دینے کے لئے رقص کیا

ورمٰی من قوس الخبث عاتلًا، فكيف أعرضوا عن مثل ذٰلك الفتح المبين؟ أهذا أمر يقبله عقل الثقات، أَو يطمئن به قلب العاقلين والعاقلات؟ أهذا هُو المرجوّ من هٰؤلاء الدجّالين أعداء الدين وأعداءِ خيرِ الكائنات ؟ ففكّروا إن كنتم مؤمنين.

ألا ترون أنّ رسائلهم وجرائدهم مملوّة من إهانة دين الإسلام وخير الأنام، فكيف غَضّوا أبصارهم فى مثل هذا المقام؟ والله إنهم عدو لى وعدو لسيّدى المصطفٰى، وحِراصٌ علىّ لو يقدرون علٰى نوعٍ من الأذى ولو كسَرْنا بيضةً من بيضهم، لحثّوا الحكام علينا بتحريضهم، **فكيف صبروا** علٰى ما رأوا مِنّا سطواتٍ للإهلاك، وحرّكات كالسفّاك؟ أَ دَرَءُوْا بالحسنة، وما أرادوا جزاء السيّئة بالسيّئة؟

اور خباثت کی کمان سے تیر چلائے۔ پس کیسے انہوں نے اس طرح کی فتح مبین سے اعراض کیا؟ کیا یہ ایسا امر ہے جسے ثقہ آدمیوں کی عقل قبول کرتی ہے یا عقل مندوں اور عقل مند عورتوں کا دل اس پر مطمئن ہوتا ہے؟ کیا یہ ہے وہ جس کی ان دجالوں، دین کے دشمنوں اور خیرالکائناتؐ کے دشمنوں سے امید رکھی جاتی ہے۔ پس اگر تم مومن ہو تو غور وفکر کرو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان کے رسائل اور اخبار دینِ اسلام اور خیرالأنام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے بھرے ہوئے ہیں۔ پس اس جگہ کیسے انہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں۔ اللہ کی قسم یقیناً وہ میرے اور میرے آقا مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اور میرے خلاف بڑے حریص ہیں کہ کاش انہیں مجھے مختلف انواع کی تکلیف دینے کی قدرت ہو۔ اگر ہم ان کے انڈوں میں سے ایک انڈہ بھی توڑ دیں تو وہ ضرور اپنی تحریص سے ہمارے خلاف حکّام کو انگیخت کریں گے۔ پس کیسے انہوں نے ہماری طرف سے ہلاک کرنے کے لئے حملے اور سفاکانہ حرکات دیکھ کر صبر کیا۔ کیا انہوں نے نیکی سے جواب دیا اور بدکاری کا بدلہ بدی سے دینا نہ چاہا؟ ﴿۱۹۴﴾

رأوا صولةً أولٰى منّا فعفوا
وصبروا، ثم رأوا صولة ثانية
فعفوا وصبروا، ثم رأوا ثالثة
فعفوا وصبروا، وكذٰلك عملوا
إلٰى سطوات ثلاث فأَقْسِموا
أهذه أخلاق تلك الشياطين؟

أتُفتي فراستكم أن هؤلاء
الأشرار الكفّار، والأعداء
الفجّار، الذين **سبقوا كل قوم**
في عداوة الملّة الإسلاميّة،
والشريعة الربّانية، **وجدونا**
مجرمين سفاكين، **ثم آلَونا خَبالًا**
عافين؟ بل هو مكرٌ وحيلة
لإخفاء الخوف الذى ظهر من
آتم بأنواع الارتعاد، في أيام
الميعاد، ولذٰلك ما تألّى وما
رفع الأمر إلٰى حكام هذه البلاد،
وولّى ومكر وقال نحن قوم
نجتنب الألايا، وقد حلَف من
قبل في القضايا. والحلف واجب
عندهم لرفع الخصومة، ومَن ﴿۱۹۵﴾
أبا فهو عندهم من الفَجَرة،

انہوں نے ہماری طرف سے پہلا حملہ دیکھا اور درگزر کیا اور صبر کیا۔ پھر دوسرا حملہ دیکھا تو بھی انہوں نے درگزر کیا اور صبر کیا، پھر تیسرا حملہ دیکھا تو پھر بھی انہوں نے درگزر کیا اور صبر کیا اور اس طرح انہوں نے تین حملوں تک کیا۔ پس تم قسم اٹھاؤ کہ کیا ان شیطانوں کے ایسے اخلاق ہیں؟

کیا تمہاری فراست فتویٰ دیتی ہے کہ یہ شریر، کافر اور فاجر دشمن جو ملّتِ اسلامیہ اور شریعتِ ربّانیہ کی دشمنی میں ہر قوم سے سبقت لے گئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں مجرم و سفّاک پا کر پھر بھی درگزر کرتے ہوئے تباہ کرنے میں کوتاہی برتی بلکہ یہ ایک مکر اور حیلہ ہے اُس خوف کو چھپانے کے لئے جو آتھم سے میعاد کے دنوں میں طرح طرح کے اضطراب سے ظاہر ہوا۔ اسی سبب سے نہ اُس نے قسم اٹھائی اور نہ معاملہ کو اس ملک کے حکام تک لے کر گیا، اور پھر گیا اور مکر گیا اور کہا کہ ہم ایسی قوم ہیں جو قسموں سے بچتے ہیں حالانکہ اس سے قبل وہ مقدمات میں حلف اٹھا چکا تھا اور جھگڑا ختم کرنے کے لئے ان (عیسائیوں) کے ہاں بھی حلف اٹھانا واجب ہے اور جو انکار کرے تو وہ ان کے نزدیک فاجروں میں سے ہے

وقد حلَف يسوعُهم والآخرون من الحواريّين وأئمة النصرانية. وقال كلارك أن القَسم عندنا كالخنُزير عند المسلمين! **وقد أكل خنُزيرَ الحلفِ كلّ أحد** من القسّيسين، و **بولص** الذى كان رئيس المفترين. فانظروا إلى "آتم" وكذبه الصريح، وعملِه القبيح، كيف أعرض عن الإقسام، خوفا من قهر اللّٰه العلّام؟ وكنت أعطيه مالا كثيرًا علٰى إيلا ئه، وقلتُ خُذْ مِنّى قبل حلفك لو كنت تشكّ فى قضائه . بل زدتُ وعد الصّلة مِن ألفٍ إلٰى آلافٍ، ولو استزاد لزدناه من غير إخلافٍ. فكان فرضه أن يجيئنى جارًّا ذيلَ الطرب، ويحلف ويُشيع صدقه فى العجم والعرب، ولكنه فرّ كالمبهوت، وخرّ كالمكبوت، وأَعْقبَه طآئفُ الهول كالمجانين. فظهر من هذا ضَحضاحُه،

اور ان کے یسوع نے اور دیگر حواریوں نے اور عیسائیوں کے اکابرین نے بھی حلف اٹھایا ہے جبکہ کلارک نے کہا کہ ہمارے نزدیک حلف اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا مسلمانوں کے نزدیک خنزیر حالانکہ ہر ایک پادری نے اور پولوس نے جو کہ مفتریوں کا سردار تھا حلف کا خنزیر کھایا۔ پس آتھم اور اس کے صریح جھوٹ اور قبیح عمل کو دیکھو کیسے اس نے قسم کھانے سے خدائے علاّم کے قہر کے خوف سے منہ موڑا حالانکہ میں اُسے قسم کھانے پر مال کثیر پیش کر رہا تھا اور میں نے کہا کہ اگر تمہیں اس وعدہ کے پورا ہونے میں شک ہے تو اپنے حلف سے قبل مجھ سے (مال) لے لو بلکہ میں نے انعام ایک ہزار سے کئی ہزار تک بڑھا دیا اور اگر وہ زیادہ کا مطالبہ کرتا تو بغیر تخلّف وعدہ کے ہم اُسے اور بڑھا دیتے۔ پس اس کا فرض تھا کہ وہ میرے پاس خوشی کا دامن کھینچتے ہوئے آتا اور حلف اٹھاتا اور عجم و عرب میں اپنی سچائی پھیلاتا لیکن وہ تو مبہوت شخص کی طرح فرار ہو گیا اور ذلیل شخص کی طرح گر گیا اور خوف کی پرچھائیوں نے اُس کا اِس طرح پیچھا کیا جیسے دیوانوں پر خوف ہجوم کرتا ہے۔ پس اس سے اس کی اوقات ظاہر ہو گئی

﴿۱۹۶﴾

وهتك وجاحه، و حَصْحَصَ الحقُّ وبدا كذب الخائنين. ثم كان عليه عند الإعراض عن الحلف أن يأتي بدلائل علىٰ بهتانه، ويُثبِت بأشهادٍ مضمونَ هذيانه، ولكنه ما جاء بدليل على تلك الخرافات، وما صرخ علىٰ بابِ حاكم عند هذه الآفات، كما هو سيرة المظلومين. فأيّ دليل أكبر من هذا علىٰ مفترياته، وعلىٰ كذبه وخزعبيلاته عند الناظرين؟ وإنه أقرّ غير مرّة أنه خشِي علىٰ نفسه في تلك الأيام، ووجد ما يجد الموقِن بقرب الحِمام.

وبعد ما خرج مِن سجن الأحزان، ومارِسْتان الذوبان، أهرَعَ النّاس لِلُقاه، وعجبوا بِمُحَيّاه، فمن حَدّق إلى أساريره، وفكّر في شخيره، علم أنه بدّل الهيئة السابقة، وأطفأ النّار المُضْطرمة، وظهر كالمساكين. ﴿۱۹۷﴾

اور اس کا پردہ چاک ہوگیا اور حق کھل گیا اور خیانت کرنے والوں کا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔ پھر حلف سے اعراض کرنے کے وقت اُس پر لازم تھا کہ وہ اپنے بہتان پر دلائل پیش کرتا اور اپنی یاوہ گوئی کا مضمون گواہوں کے ذریعہ سے ثابت کرتا لیکن اُس نے ان خرافات پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ ہی ان آفات کے وقت کسی حاکم کے دروازے پر دُھائی دی جیسا کہ مظلوموں کا طریق ہے۔ پس اُس کے جھوٹ اور باطل باتوں پر ناظرین کے نزدیک اس سے بڑی اور کون سی دلیل ہے۔ اور اس نے بارہا اقرار کیا کہ ان دنوں میں اُسے اپنی جان کا خوف لاحق رہا اور اس نے وہ کچھ مشاہدہ کیا جو ایسا شخص مشاہدہ کرتا ہے جسے موت کے قریب ہونے کا یقین ہو۔

اور غموں کے قید خانے سے اور بیماری سے نڈھال ہوجانے والوں کے شفاخانہ سے نکلنے کے بعد لوگ اس کی ملاقات کے لئے دوڑے اور اس کے چہرہ پر بہت تعجب کیا۔ پس جس نے بھی اس کے چہرے کے خط و خال کو بنظرِ غور دیکھا اور اس کی المناک آواز پر توجہ کی تو اس نے جان لیا کہ ''آتھم'' نے اپنی سابقہ ہیئت تبدیل کر لی ہے اور بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیا ہے اور خود کو مسکینوں کی طرح ظاہر کیا ہے۔

وبكىٰ مرارًا في كل نادٍ رحيب، بتذلّل عجيبٍ، فسمع من كان في بُهْرة الحلقة وحواليها، وفهِم أنه خشِي قنا الموت وعواليها، وأمضى الأيام كالمضطرين. وأمّا قومه فنسوا ما كان في إلهامي من قيد الاشتراط، الذي كان فيه كالمناط، ومَا فكّروا في خوفه الذي بلغ إلى الإفراط، وتعامَوا من الغيظ والاحتلاط، وأرَوا كلَّ خبثهم كالشياطين، وأبدوا نواجذَ طيشٍ وغضب، وغيظ ولهبٍ، وكانوا معتدين.

وأَخْنَتُ على السفهاءُ و رفقاؤه الجهلاء، وقالوا إنا مِن الغالبين. وفهّمناهم فما أقلعوا عن الجهلات، وانصلتوا كل الانصلات، وأضرموا نار الوغٰى، والتهبوا كجَمْرِ الغَضى، ومَا أَنْقَروا وما فكّروا، بل اضطرموا وتنكّروا، وأبرزوا عربدةً واعتداءً، وافترَوا أشياءً ا

اور ہر بڑی مجلس میں بارہا عجیب طرح کے تذلّل سے رویا۔ پس ہر ایک نے جو حلقہ کے درمیان اور اس کے ارد گرد تھا اس کا رونا سنا اور سمجھ گیا کہ وہ موت کے نیزوں اور ان کی انیّوں سے ڈر گیا ہے اور اس نے بے قراروں کی طرح دن گزارے۔ باقی رہی اس کی قوم تو وہ میرے الہام میں موجود شرط کی قید کو بھول گئے جو کہ مدارِ الہام تھی۔ اور اس کے ڈرنے میں غور نہ کیا جو حد سے تجاوز کر گیا تھا۔ اور وہ غصہ اور غضب سے عمداً اندھے بن گئے اور شیطانوں کی طرح اپنی ہر خباثت دکھائی اور اشتعال اور طیش اور غیظ وغضب کی کچلیاں نکالیں اور وہ حد سے بڑھنے والے تھے

اور بیوقوفوں اور اُس کے جاہل ساتھیوں نے میرے متعلق فحش گوئی کی اور کہا کہ یقیناً ہم غالب آنے والوں میں سے ہیں اور ہم نے ان کو سمجھایا لیکن وہ جہالت سے باز نہ آئے اور کلیتًا حد سے گزر گئے۔ انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی اور جنڈ (کے درخت) کے انگاروں کی طرح بھڑک اٹھے اور باز نہ آئے اور نہ ہی غور وفکر کیا بلکہ خوب بھڑکے اور جھگڑا کیا اور بدخلقی اور زیادتی ظاہر کی۔ اور طرح طرح کے افترا کئے

وتـمايلوا علٰی سبٍّ واستجراحٍ،
وشتـمٍ ومزاحٍ ، واعتـدَوا هـذيـانًا ﴿۱۹۸﴾
وبهتـانًـا، وطـاروا إلينـا زُرافاتٍ و
وُحْـدانًـا كـالمجـانين. وأخـفَوا
الـحـقيـقة كـالحُوَّل المُحتال، أو
المغطِّی الدجّال، وكانوا يستهزء ون
سـائـريـن فـی الأسواق، كما هی
عـادة الـفسّـاق، وكـانـوا يزيّنون
الـكـذب والافتــراء ، وكـل أحد
قـال فيـنـا أشيـاء كـما شاء ، وقد
استتـلَوا الـصبيـانَ والسـفهـاء
مستهـزئين. وكـانـوا يـخدعون
النّاس بنبأٍ ما فهِموه، أو فهِموه ثم
حـرّفـوه، وعثَوا فی الأمـصـار
مفسدين. وسعٰی معهم علماؤنا
كساعٍ، بل كسِباعٍ، لابِسِی جلدِ
الـنـمـر، وهـاجمی هجوم السيل
الـمـنهـمِـر، واتبعـوا النصـاریٰ
وزخـارفَ زورهـم، ونبذوا لباس
التقویٰ وراء ظهورهم، مجترئين.
وأرادوا جَوْحَنا بحصائد اللّسان.

اور دشنام دہی اور عیب چینی اور گالی گلوچ اور استہزاء کی طرف مائل ہوگئے اور ہذیان بکنے اور بہتان تراشی کرنے میں حد سے بڑھ گئے اور ہماری طرف دیوانوں کی طرح اکٹھے ہوکر اور اکیلے اکیلے لپکے اور حقیقت کو مکاروں اور حیلہ بازوں یا حق چھپانے والے دجال کی طرح چھپایا۔ اور وہ بازاروں میں چلتے ہوئے استہزاء کرتے تھے جیسا کہ فاسقوں کی عادت ہے کہ اور وہ کذب و افتراء کو مزیّن کرتے تھے، اور ہر ایک نے ہمارے بارے میں جو چاہا سو کہا اور انہوں نے لڑکوں اور بیوقوفوں کو استہزاء کے وقت پیچھے لگا دیا اور وہ لوگوں کو اس پیشگوئی کے بارہ میں دھوکا دیتے تھے جسے وہ خود نہیں سمجھے یا اگر سمجھے تو اس میں تحریف کردی اور انہوں نے شہروں میں فساد کرتے ہوئے تباہی مچادی اور ان کے ساتھ ہمارے علماء نے بھی چغل خوروں بلکہ درندوں کی طرح چیتے کی کھال پہننے والے اور بہا لے جانے والے تند سیلاب کی طرح حملہ آور بن کر چڑھ دوڑے اور انہوں نے نصاریٰ اور ان کی ملمع سازیوں کی پیروی کی اور جسارت کرتے ہوئے لباس تقویٰ کو پسِ پُشت ڈال دیا اور زبان درازیوں

وغوائل الافتنان، وأيّدوا النصارىٰ كالشّاهدين. كان كلٌّ **كحسينٍ بطالوىّ أو شيخ نجدىّ** بعيدًا من الدّيانة والدّين.

والعجب أن "آتم" كان مُرِمًّا لا يترَمْرَمُ، وصامتًا لا يتكلّمُ، بل كتب إلىّ أنّى برىٌ منهم ومِن فعلهم، وأعلم أنّهم من الجَاهلين المعتدين، ثم بعد مَلِيٍّ قسَا قلبه وصار من الغاوين. ومع ذٰلك ما أشركَ نفسه فى سبّهم وبهتانهم، وسفاهتهم وهذيانهم، وتنحّى عنهم وقعد كالمعتزلين المختفين. ولو كان يحسبنى كذّابًا، ويحسب نفسه مظلومًا مصابًا، لكان حَقّه أن يكون أوّل المكذّبين وأوّل اللاعنين، بل كان الواجب عليه أن يشيع كذبى بالاشتهارات، ثم لا يقنَع بها ويرفع إلى الحكام للمكافاة، لكنّه ما فعل ذٰلك بل صمت كَالمتخوّفين.

اورطرح طرح کے شر سے ہماری بیخ کنی کرنی چاہی اور گواہوں کی طرح نصاریٰ کی تائید کی اور ہر شخص محمد حسین بطالوی (بٹالوی) یا شیخ نجدی کی طرح دیانت اور دین داری سے دور تھا۔

﴿۱۹۹﴾ اور تعجب ہے کہ آتھم بالکل خاموش اور چپ تھا، بولتا نہیں تھا، بلکہ اُس نے مجھے لکھا کہ میں ان سے اور ان کے فعل سے بَری ہوں اور مَیں جانتا ہوں کہ یہ جاہلوں، حد سے گزرنے والوں میں سے ہیں۔ پھر کچھ مدّت بعد اس کا دل سخت ہوگیا اور وہ گمراہوں میں سے ہوگیا لیکن اس کے باوجود اُس نے خود کو اُن کے گالی گلوچ اور بہتان ترازی اور ان کی سفاہت اور ان کے ہذیان بکنے میں شریک نہیں ہوا اور ان سے دور ہٹ کر عزلت اختیار کرنے والوں اور چھپنے والوں کی طرح بیٹھ گیا۔ اور اگر وہ مجھے کذاب سمجھتا تھا اور خود کو مظلوم، تکلیف میں مبتلا خیال کرتا تھا تو اس کا حق تھا کہ وہ سب سے پہلا جھٹلانے والا اور سب سے پہلا لعنت کرنے والا ہوتا بلکہ اُس پر واجب تھا کہ وہ میرا جھوٹ بذریعہ اشتہارات شائع کردیتا۔ پھر اسی پر بس نہ کرتا بلکہ سزا دہی کے لئے حکّام کو شکایت کرتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ڈرنے والوں کی طرح خاموش رہا۔

وأنت تعلم أنه إن كان مُطّلعًا علىٰ كذبي، وكان ظهر عليه خبث قلبي، مع أنه تأذّى كلَّ الأذىٰ بسببي، فكان من مقتضى الفطرة الإنسانيّة، والضرورة الدينيّة والعقليّة، أن تتحرك غضبه كالطوفان، ويشتعل لمجازاة العدوان. فما منعه أنه صار كالميّت المَدفُون، واختفىٰ كالمتندم المحزون؟ أليس هذا مقام يحار فيه الفهم، وتهيج الظنون ويفرُط الوهم؟ ثم دعوتُه للحلف لكشف الحق على العوام، ووعدتُه قنطارًا على الإقسام، لا يسيرا من الحُطام، ليرجع برُدْنٍ ملآن وقلبٍ جَذْلان، فولّى وما تألّى. ثم لعنتُه لعنًا كبيرًا، فقلت لعنةُ اللّٰه عليك إن أعرضت مَزيرًا، وما جئتني وما تركت تزويرا، فما جاء وما حلَف، وتذكر رُزْءًا سلَف، وظَنّ أنه الآن من المأخوذين. ﴿۲۰۰﴾

اور تو جانتا ہے کہ اگر وہ میرے جھوٹ پر مطّلع ہوتا اور اس پر میرے دل کی خباثت ظاہر ہوتی نیز یہ کہ اس نے یہ ساری ایذاء میری وجہ سے برداشت کی تھی اس صورت میں انسانی فطرت کا تقاضا تھا اور دینی وعقلی ضرورت تھی کہ اس کا غضب طوفان کی طرح حرکت میں آتا اور وہ زیادتی کا بدلہ چکانے کے لئے مشتعل ہو جاتا۔ پس کس چیز نے اسے روکا کہ وہ مدفون لاش کی طرح ہو گیا اور نادم اور غمزدہ کی طرح چھپ گیا۔ کیا اس جگہ عقل حیرت زدہ نہیں ہو جاتی؟ اور خیالات ابھرتے اور وہم بڑھ نہیں جاتا؟ پھر میں نے اسے عوام پر حق کھولنے کے لئے قسم اٹھانے کے لئے بلایا اور قسم کھانے پر ڈھیروں مال نہ کہ معمولی سا مال ادا کرنے کا اس سے وعدہ کیا تا کہ وہ (مال سے) بھرے ہوئے کیسہ اور شاداں دل کے ساتھ واپس آتا، لیکن وہ لوٹ گیا اور قسم نہ کھائی۔ پھر میں نے اس پر سخت لعنت کی اور میں نے کہا کہ تم پر اللہ کی لعنت اگر تم نے سخت دلی کرتے ہوئے اعراض کیا مگر نہ تُو میرے پاس آیا اور نہ دروغ گوئی کو چھوڑا۔ پس نہ تو وہ خود آیا اور نہ ہی حلف اٹھایا اور سابقہ مصیبت کو یاد رکھا اور یقین کر لیا کہ اب تو وہ ضرور پکڑا جائے گا۔

وکفاک ما ظهر منه عند سماع نبأ الموت، وتراء ت له آثار الفوت، وأخذه خافٌ حتّی ظهر التغیر فی الصّوت، وطفق یفرّ کصید مذعور یجوب البیداء ، ولا یریٰ شجراءَ ولا مرداء ، وترَک سبل العاقلین. ثمّ إذا رأی أن الخوف لا یخفی، وأن لیس الناظرون کالأعمٰی، فاشتهر أن الصائلین فی کل مکان قفَوه، وما وجدوا قصرًا إلا علَوه، حتی بُهِتَ مِن نمط تعاقُبهم،وَمَا رأی راجلَهم ولا راکِبَهم. فما أمهلَه هذا الخوف، بل احترق منه الجوف،ورآه الزائرون أنه یُمضی وقته بالبکاء والزفرات، ویجری مِن مُقْلته سیلُ العَبرات، ولا کدمعِ المِقْلات، وکان یستیقن أنه المغلوب، وسیَعْلَق به الشّعوبُ. فکما أنّ القنص عند حسِّ جوارح باطشةٍ

اور تیرے لئے وہ حرکات کافی ہیں جو موت کی پیشگوئی سُن کر اور مر جانے کے آثار دیکھ کر اس سے صادر ہوئیں اور شدید خوف نے اسے آ لیا یہاں تک کہ آواز بھی بدل گئی۔ اور وہ اُس شکار کی طرح بھاگنے لگا جو بیابان میں خوفزدہ دوڑتا ہے اور نہ اُسے کوئی درختوں والی زمین ملتی ہے اور نہ چٹیل میدان! اور اس نے عاقلوں کی راہ چھوڑ دی۔ پھر جب اُس نے دیکھا کہ خوف (کی حالت) چھپ نہیں سکتی اور دیکھنے والے اندھوں کی طرح نہیں، تو اُس نے مشہور کر دیا کہ حملہ کرنے والے ہر جگہ اُس کا پیچھا کر رہے ہیں اور ہر محل پر وہ چڑھ گئے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کے تعاقب کی وجہ سے مبہوت ہو گیا حالانکہ اُس نے نہ ان کا پیادہ دیکھا اور نہ سوار۔ پس اِس خوف نے اُسے مہلت نہ دی بلکہ اُس کی وجہ سے اس کا اندرونہ راکھ ہو گیا اور ملاقات کرنے والوں نے اُسے دیکھا کہ وہ اپنا وقت رونے اور آہیں بھرنے میں گزارتا ہے اور اُس کی آنکھ سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہے۔ ایسی عورت کے آنسوؤں کی طرح نہیں جس کا کوئی بھی بچہ زندہ نہیں رہتا بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر، اور اسے یقین تھا کہ وہی مغلوب ہوگا اور لوگ اُسے پھانسی دے دیں گے۔ پس جیسا کہ شکار جب پکڑنے والے شکاری جانوروں کو محسوس کرتا ہے

﴿۲۰۱﴾

يـختـفى فى سرحةٍ كثيفة الأغصان
و ريـقةِ الأفـنــان، ويوارى عِيـانَـه
تـحت كل عِيصة، بإرعاد فريصة،
كذٰلک تاهَ كالمجانين.

ثــم نــحَـــت مِـن بـعـد
الـميـعـاد، علٰى طريق الإفناد، أن
جَـمْـعَـنا حَلّوا بساحته، وعجَروا
عـليـه شـاهـرِى سيوفِهم لإبادته،
﴿۲۰۲﴾ ليـغتـالوه كالمفاجئين. فمِن مثلّ
هـــذه الافتــــراء ات ونــحـــت
البهتـانـات، ظهَـر عُـجَـرُه وبُجَرُه،
وعُـرِفَ نجمُه وشجره، وظهر أنه
هاب الإسلامَ، ولو أخفى المرام.
ألا تـعـلـم أنّه كيف أقرّ بأنه خاف
حَيّةً، ومـن الـمـعلوم أن الحيّة ما
كـان مـأمـورة مـنــا ولا مـعلَّمةً،
وتـلـدغ الـحيّة بـأمر اللّٰه لا بأمر
الإنسـان، فــثبـت أنــه خشِى قهر
الديّان، وأوجس فى نفسه خِيفةَ نبأ
الـرحـمٰن، وهذا هو شرط الرجوع
الـذى كـان فــى إلهــام الـمنّـان،

تو وہ گھنے جُھنڈ میں چھپ جاتا ہے جو بہت شاخوں والا اور پتوں سے لدا ہوتا ہے اور اپنے وجود کو ہر بڑے درخت کے نیچے کانپتے ہوئے جسم کے ساتھ چھپا لیتا ہے، اسی طرح وہ (آتھم) دیوانوں کی طرح سرگرداں پھرتا رہا۔

پھر میعاد ختم ہونے کے بعد جھوٹ کی راہ سے گھڑ لیا کہ ہمارا گروہ اُس کے صحن میں اترا ہے اور اپنی تلواریں سونتے ہوئے اس کو ہلاک کرنے کے لئے تیزی سے اس پر حملہ کیا تا وہ اچانک آ پڑنے والوں کی طرح اسے ناگہاں قتل کر دیں۔ پس اس قسم کے افتراؤں اور بہتانات گھڑنے سے اس کی حقیقت منکشف ہوگئی۔ اور اُس کی جڑی بوٹی اور درخت پہچانے گئے اور ظاہر ہوگیا کہ وہ اسلام سے ڈرا اگرچہ اس نے (اپنے) مقصد کو چھپایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ کس طرح اس نے اقرار کیا کہ وہ سانپ سے ڈرا۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ سانپ کو ہماری طرف سے حکم نہیں دیا گیا تھا اور نہ ہی سدھایا ہوا تھا۔ اور سانپ اللہ کے حکم سے ڈستا ہے انسان کے حکم سے نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہ جزا سزا کے مالک خدا کے قہر سے ڈر گیا اور رحمٰن خدا کی پیش خبری سے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ اور یہ وہ رجوع کی شرط ہے جو خدائے مَنّان کے الہام میں تھی۔

فانتفع من الشرط بخوف الجَنان، ثم ستر الأمر كالماكرين.

وإن قصّة الحيّة تشهد بكمال الصفاء، أن الخوف كله كان من قدر السّماء، لا من هؤلاء وهؤلاء. وقد سمعتَ أنّي دعوته للإيلاء، فكان هو الخوف الذي رجَعه إلى الإباء. وقُلت إنّي مجيزك كالغرماء، ولو شئت اجمَعْ عَنّي قبلَه عند أحد من الأمناء، فخاف عُكّازتي، مع أنه اطّلعَ علٰى إجازتي، وإذا ولّى وما تألّى. فقلتُ: يا هذا قد آلَوا مِن قبل خواص أئمّتك، وأكابر ملّتك، أأنت أفضل منهم أو تحسبهم من الفاسقين؟ فما رد قولي وما آلٰى كالصادقين. فكِذْبُه شيء لا يختفي بإخفاءٍ، ولا يستقيم بافتراء، بل هو أجلى البديهيات، وأسنى المسلَّمات،

پس اس نے دلی خوف کی وجہ سے اس شرط سے فائدہ اٹھایا پھر اصل بات کو چھپا لیا۔

اور سانپ کا قصہ کمال صفائی سے گواہی دیتا ہے کہ خوف مکمل طور پر آسمانی تقدیر سے تھا نہ اِن سے نہ اُن سے۔ اور تو سن چکا ہے کہ میں نے اُسے قسم اٹھانے کے لئے بلایا۔ پس یہی خوف تھا جس نے اُسے انکار کی طرف لوٹا دیا اور میں نے اسے کہا کہ میں تجھے تاوان دینے والوں کی طرح انعام دوں گا اور اگر تو چاہے تو اس (قَسم) سے پہلے مجھ سے لے کر کسی امین شخص کے پاس (رقم) جمع کروا لے مگر وہ میرے سونٹے سے ڈر گیا باوجود یکہ اسے میرے انعام پر اطلاع تھی اور جب وہ پھر ﴾۲۰۳﴿
گیا اور قسم نہ اٹھائی تب میں نے کہا۔ اے شخص! اس سے قبل تیرے خاص ائمہ اور تیری قوم کے اکابر قسم اٹھا چکے ہیں کیا تو اُن سے افضل ہے یا تُو انہیں فاسقوں میں سے سمجھتا ہے؟ پس اس نے میری بات کا جواب نہ دیا اور نہ سچوں کی طرح قسم کھائی اور اس کا جھوٹ ایسا امر ہے جو چھپانے سے چھپ نہیں سکتا اور کسی افترا سے سیدھا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ واضح بدیہیات اور روشن مسلّمات میں سے ہے

ولكن المخالفين قوم أعماهم إعصار التعصب والشحناء، كما يُعشي الهجير عينَ الحرباء. فلا شك أن الحق أبلَجُ والباطل لَجْلَجٌ، واسودّت وجوه المبطلين. ولا ريب أن موت هذا الكذّاب، أمات كلَّ مكذّب في هذا الباب. **وَإني أرىٰ أنّ الألسنة قد زُمّت. والحجّة قد تمّتْ. وظهر الحق ولو كانوا كارهين.**

وقد ذكرنا قبل موت "آتم" في الاشتهارات السابقة،
أنّه يموت بعد الإنكار من ﴿۲۰۴﴾
الرجوع والإنابة، والإصرار على الكذب والفِرية، فنُوالي شكر اللّٰه المنّان، أنه فعَل كما كُتب قبل هذا الزمان، وأتمّ كما كنت ألهَجُ بشوق الجنان، ومات "آتم" بعد مرور نصفٍ من الأشهر المسيحية، وما نفعه فراره من البلدة إلى البلدة،

لیکن مخالفین ایسی قوم ہیں جنہیں تعصب اور دشمنی کے بگولوں نے اندھا کر دیا ہے جیسے کہ دوپہر کی شدید دھوپ گرگٹ کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔ پس کوئی شک نہیں کہ حق روشن ہوگیا اور باطل زوال پذیر ہوگیا اور باطل پرستوں کے چہرے سیاہ ہوگئے اور کوئی شک نہیں کہ اس کذّاب کی موت نے اس بارے میں ہر کاذب کو مار دیا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ زبانوں کو لگام ڈال دی گئی ہے اور حجت پوری ہوگئی ہے اور حق ظاہر ہوگیا ہے خواہ وہ اسے ناپسند کریں۔

اور قبل ازیں گزشتہ اشتہارات میں ہم نے آتھم کی موت سے پہلے ذکر کیا ہے کہ وہ رجوع کرنے اور توبہ کرنے سے انکار اور کذب و جھوٹ پر اصرار کے بعد مر جائے گا۔ پس ہم خدائے منّان کا بے حد شکر کرتے ہیں کہ اُس نے اُسی طرح کیا جیسا کہ اُس سے پہلے زمانہ میں لکھا گیا تھا اور اُسی طرح پورا کیا جس طرح سے میری دلی آرزو تھی۔ اور آتھم عیسوی مہینوں سے آدھے عیسوی مہینے گزرنے کے بعد مر گیا اور اس کے ایک شہر سے دوسرے شہر بھاگنے نے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچایا

وإن شئت فافهَمْ زمان وفاته من هٰذه الفقرة. هوَى دجّالٌ بَبٌّ فى عذاب الهاوية المهلكة.
۱۸۹۶ السنة العيسوی

وهٰذه آية من آيات حضرة العزة، فإنه ما تركه حيًّا إذا ترك سبل الديانة، بل أخفاه تحت التربة، إذا ما أخفٰى سرّ الحقيقة. فحصحص الحق وزهق الباطل وبطلت دقارير الكَفَرة، فأَنّى تُسحَرون يا أهل البخل والعصبية؟ ألم يأنِ لكم أن تتوبوا يا متخلفى القافلة، فقوموا وأَمِهلوا بعض هذا التدلّل و النخوة، و لا تبارزوا اللّٰه مجترئين.

اور اگر تو پسند کرے تو اس جملے سے اُس کی وفات کا زمانہ جان لے۔ بدخصلت دجال آتھم ہلاک کرنے والے ہاویہ کے عذاب میں گر گیا اور یہ حضرتِ عزت کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے کیونکہ جب اس نے دیانت کی راہوں کو ترک کیا تو اللہ نے اسے زندہ نہ چھوڑا بلکہ جب اس نے حقیقت کے راز کو چھپایا اُسے مٹی کے نیچے چھپا دیا۔ پس حق کھل گیا اور باطل بھاگ گیا اور کافروں کے جھوٹ باطل ہو گئے۔ اے اہل بخل و عصبیت تم کہاں لے جائے جا رہے ہو؟ اے قافلہ سے پیچھے رہ جانے والو کیا تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم توبہ کرو۔ پس کھڑے ہو جاؤ اور اس ناز نخرے اور نخوت کو ختم کرو اور بے باکی کرتے ہوئے اللہ سے مقابلہ مت کرو۔
۱۸۹۶ سنہ عیسوی

أيها الأناس! إن ”آتم“ ماتَ، وبازى الحق على الباطل خاتَ، فَارقوا علٰى ظَلْعِكم واذكروا الأموات، وتوبوا مسترجعين. وإن التقوىٰ ليس فى لِمَّةٍ مَشيطة، ولُحًى طويلةٍ، وكِعابٍ مكشوفةٍ، وعمائم ملفوفة،

اے لوگو! یقیناً آتھم مر گیا اور حق کا باز باطل پر ٹوٹ پڑا۔ پس اپنی جانوں پر رحم کرو اور موت کو یاد کرو اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے توبہ کرو اور یقیناً تقویٰ، شانوں تک دراز سنوارے ہوئے بالوں میں اور لمبی داڑھیوں اور ننگے ٹخنوں اور باندھے ہوئے عماموں ﴿۲۰۵﴾

وشوارب مقطوعة، ورسوم
مجموعة، إنما التقوىٰ فی اختیار
الصواب بعد الخطاء، والرجوع
إلی الحق بعد الإدراء، والالتیاع
بذكر أیام الإباء، والتناهی
عن القوم المفسدین، وتركِ
بخل النفس وكبرها للّٰہ ربّ
العالمین. وإن الأتقیاء یُسَرّون
بقبول الحق كسرورهم بلقاء
الفٍ لقِی بعد الفقدان، أو
حصولِ مرام تأتّی بعد الحرمان،
وإذا ذُكّروا فیتذكرون
متواضعین. فأحسِنوا النظر فی
الأعمال، أتجدون تقواكم
كمثل هذه الأمثال؟ ما لكم لا
تتناهون عن الفساد، ولا تهولكم
تهاویلُ المعاد؟ أصاب بستانكم ﴿۲۰۶﴾
جائحةٌ، فكیف ألْهَتْكم غفلةٌ
یا معشر النائمین؟ إن فی موت
"آتم" لآیات لأولی الأبصار. أما
قرأتم من قبل اشتهاری فی هذه
الأخبار؟ فالآن لا ینكرها

اور مونڈھی ہوئی مونچھوں اور طرح طرح کی رسوم میں نہیں۔ تقویٰ تو صرف خطا کے بعد درست کو اختیار کرنے اور آگاہ ہونے کے بعد حق کی طرف رجوع کرنے اور سرکشی کے ایّام کو یاد کر کے انتہائی غمزدہ ہونے اور مفسد قوم سے دوری اختیار کرنے اور نفس کے بخل و تکبر کو اللہ ربّ العالمین کی خاطر ترک کرنے میں ہے۔ اور یقیناً اتقیاء حق کے قبول کرنے سے اُسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح اپنے محبوب کے مفقود ہونے کے بعد اس کو ملنے سے خوش ہوتے ہیں یا حصول مقصد سے جو محرومی کے بعد حاصل ہو۔ اور جب انہیں نصیحت کی جائے تو وہ عاجزی سے نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔ پس اعمال کو اچھی طرح پرکھو۔ یا تم اپنا تقویٰ ان مثالوں جیسا پاتے ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم فساد سے باز نہیں آتے اور آخر کے خوف تمہیں ڈراتے نہیں؟ تمہارے باغ پر آفت ٹوٹ پڑی ہے۔ اے خوابیدہ گروہ تمہیں غفلت نے کیسے لاپروا کر دیا ہے؟ یقیناً آتھم کی موت میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے نشانات ہیں۔ کیا اس سے پہلے ان خبروں کے بارے میں تم نے میرا اشتہار نہیں پڑھا؟ اب اس کا انکار سوائے

إلّا حزب الشياطين.

شیطانوں کے گروہ کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔

تَذَکَّرْ مَوْتَ دَجَّالٍ رُذَالٍ

اس کمینے دجال کی موت کو یاد کر جو آگ کا ایندھن

وَقُوْدِ النَّارِ اٰثَمَ ذِی الْخَبَالِ

(اور) مفسد آثم ہے۔

اَتَاهُ الْمَوْتُ بَعْدَ کَمَالِ دَجْلٍ

انتہائی دھوکہ بازی اور انکار اور گفتگو میں چالبازی

وَاِنْکَارٍ وَّ مَکْرٍ فِی الْمَقَالِ

کے بعد اسے موت آ گئی۔

اَرَاهُ اللّٰهُ هَاوِیَةً وَّ ذُلًّا

خدا نے اُسے جہنم اور ذلّت دکھا دی اور وہ آگ میں

وَفِی النِّیْرَانِ اُلْقِیَ کَالدَّمَالِ

ڈال دیا گیا خشک گوبر کی طرح۔

کَمِثْلِیْ کَانَ فِیْ عُمْرٍ وَّسِنٍّ

وہ عمر اور سِن میں میری مانند تھا،

سَمِیْنَ الْجِسْمِ اَبْعَدُ مِنْ هُزَالِ

فربہ جسم رکھنے والا (اور) لاغری سے دور تھا۔

وَمَا اَرْدَاهُ اِلَّاحُبٌّ کُفْرٍ

اور نہیں ہلاک کیا اسے مگر کفر،

وَاَحْبَابٍ وَّ اَمْلَاکٍ وَّمَالِ

دوستوں، املاک اور مال کی محبت نے۔

فَرَی اَرْضًا بِخَوْفٍ بَعْدَ اَرْضٍ

اس نے خوف کی وجہ سے ایک جگہ کے بعد دوسری جگہ کو طے کیا سو

فَمَا انْفَعَتْهُ حِیَلُ الْاِنْتِقَالِ

ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے حیلوں نے اسے کوئی نفع نہ دیا۔

وَدُقَّتْ هَامَةُ الْکَذَّابِ حَقًّا

اور کذّاب کی کھوپڑی درحقیقت خوب کوٹ دی گئی

بِاَطْرَافِ الزِّجَاجِ اَوِ الْعَوَالِیْ

نیزوں کے دستوں یا پَھلوں سے۔

وَقَدْ هَابَ الْمَنَایَا ثُمَّ اَنْسٰی

﴿۲۰۷﴾ اور وہ موتوں سے ڈرا پھر اس نے بُھلا دیا موت کے

زَمَانَ الْمَوْتِ مِنْ زَهْوِ الضَّلَالِ

وقت کو گمراہی سے پیدا ہونے والے تکبر کی وجہ سے۔

فَفَکِّرْ کَیْفَ اَدْرَکَهُ الْمَنِیَّه

پس تو سوچ کہ موت نے اسے کس طرح آ لیا جو اُس

مُقَدَّرَةً لَّهُ بَعْدَ الْخَبَالِ

کے لئے اُس کی عقل کی خرابی کے بعد مقدر تھی

تَوَفَّاهُ الْمُهَیْمِنُ عِنْدَ خُبْثٍ

خدائے مہیمن نے اُس کو خباثت (کے اظہار) اور

وَاِصْرَارٍ عَلٰی سُبُلِ الْوَبَالِ

وبال کی راہوں پر مُصرّ ہونے پر وفات دے دی۔

فَـــاَيْـــنَ الْيَـوْمَ آتَـــمُ يَـــاعَـدُوِّیْ
اے میرے دشمن! آج آتھم کہاں ہے؟

اَلَـــمْ يَـــرْحَـلْ اِلٰى دَارِ الـنَّـكَـالِ
کیا وہ عبرتناک سزا کے گھر کی طرف کوچ نہیں کر گیا؟

اَلَـمْ يَثْبُتْ بِـفَـضْـلِ الـلّٰـهِ صِدْقِیْ
کیا اللہ کے فضل سے میرا صدق ظاہر نہیں ہو گیا؟

اَلَــمْ يَـظْهَــرْ جَــزَآءُ الْاِفْتِـعَـالِ
کیا بہتان باندھنے اور جھوٹ بولنے کی سزا ظاہر نہیں ہو گئی۔

وَمَـا نَــجَّـاهُ عِيْسٰـى وَالـصَّـلِيْـبُ
اور نہ اُسے عیسیٰ نے نجات دی ہے اور نہ صلیب نے اور نہ

وَلَـمْ يَـعْـصِـمْـهُ اَحَـدٌ مِّـنْ عِيَـالِ
اس کو کنبے میں سے کسی نے بچایا ہے۔

تَــجَــلَّــتْ اٰيَةُ الـرَّبِّ الْـعَـظِيْـمِ
خدائے بزرگ کا نشان خوب ظاہر ہو گیا۔

فَــاَيْــنَ الـطَّـاعِـنُـوْنِ مِـنَ الـدَّلَالِ
پس وہ کہاں ہیں جو ناز سے طعنہ دیتے ہیں؟

وَاَيْــنَ اللَّاعِـنُــوْنَ بِـصَـدْرِ نَـادٍ
اور بھری مجلس میں ملامت کرنے والے کہاں ہیں اور

وَاَيْـنَ الـضَّـاحِـكُـوْنَ مِنَ الْحَوَالِیْ
(اس کے) حاشیہ نشینوں میں سے ہنسنے والے کہاں ہیں؟

وَاَيْــنَ السَّــاخِـرُوْنَ مِـنَ الْاَدَانِـیْ
اور کہاں ہیں تمسخر کرنے والے کمینے لوگوں میں سے؟ کہاں ہیں

وَمِـنْ اَهْـلِ الْـمَـطَـابِعِ كَـالـرِّئَـالِ
چھاپہ خانوں والے جو شتر مرغ کے بچوں کی طرح تیز رفتار تھے۔

فُــؤَادِیْ قَــدْ تَــاَذّٰى مِــنْ اَذَاهُـمْ
میرے دل نے ان کے ایذا سے دکھ اٹھایا ہے۔

وَقَـلْـبِــیْ دُقَّ مِــنْ قِيْـلٍ وَّقَــالِ
اور میرا دل ان کی قیل وقال سے توڑ دیا گیا ہے۔

﴾۲۰۸﴿ اَطَـالُـوْا اَلْسُـنَ التَّـذْمِيْـمِ ظُلْـمًـا
انہوں نے از راہِ ظلم مذمت کی زبانوں کو دراز کیا ہے۔

فَــاُمْــرِرْنَــا كَـاِمْـرَارِ الْـحِبَــالِ
سو ہم رسیوں کو بل دینے کی طرح بل دیئے گئے ہیں۔

وَقَــالُـوْا كَــاذِبٌ يُـؤْذِی الْاُنَـاسَـا
اور انہوں نے کہا کہ جھوٹا ہے جو لوگوں کو ایذا دیتا ہے۔

وَ يَـعْـلَـمُ مَـنْ يَّـرَانِـیْ سِـرَّ حَـالِـیْ
حالانکہ مجھے دیکھنے والا خدا میرے حال کے راز سے خوب واقف ہے۔

وَ مَــــلَـــــؤُوْا كُـلَّ قِرْطَاسٍ بِذَمِّیْ
اور انہوں نے ہر کاغذ کو میری بدگوئی سے بھر دیا ہے۔

فَــاَصْبَـحْـنَـا كَـمَجْرُوْحِ الْقِتَـالِ
پس ہم جنگ کے زخمی کی طرح ہو گئے۔

وَمَـا خَــافُـوْا عِـقَـابَ اللّٰهِ رَبِّـیْ
اور وہ میرے ربّ، اللہ کی سزا سے نہیں ڈرے جب

اِذَا مَـــا جَـــاوَزُوْا سُبُـلَ اعْتِـدَالِ
کہ انہوں نے اعتدال کی راہ سے تجاوز اختیار کر لیا۔

فَسَلْ هُمْ اَيْنَ آتَمُ فِي النَّصَارٰى	پس ان سے پوچھ کہ عیسائیوں میں آتھم کہاں ہے؟
اَرُوْنِيْ فِي الْجُمُوْعِ اَوِ الْعِيَالِ	مجھے (وہ) مجمعوں میں یا (اس کے) کنبے میں دکھاؤ۔
اَمَا مَاتَ الَّذِيْ زَعَمُوْهُ حَيًّا	آیا وہ مر نہیں گیا جس کو انہوں نے زندہ خیال کیا تھا؟
اَمَا دُفِنَ الْمُكَذِّبُ فِي الدِّحَالِ	کیا مکذب گڑھے میں دفن نہیں کر دیا گیا؟
اَمَا شَاهَتْ وُجُوْهُ الْمُنْكِرِيْنَا	کیا منکروں کے چہرے سیاہ نہیں ہو گئے؟
فَقُوْمُوْا وَاشْهَدُوْا لِلّٰهِ لَا لِيْ	تم اٹھو اور خدا کے لئے گواہی دو نہ کہ میرے لئے۔
وَلَمْ يَقْتُلْهُ مِنْ اَمْرِيْ ثُبُوْنٌ	اسے کسی گروہ نے میرے حکم سے قتل نہیں کیا۔ لیکن اس کی بیخ کنی
وَلٰكِنْ جَذَّهٗ حِبٌّ قَلَا لِيْ	کر دی ہے (میرے) محبوب نے جو میری خاطر اس کا دشمن ہوا۔
بَدَتْ آيَاتُ رَبِّيْ مِثْلَ شَمْسٍ	میرے رب کے نشانات سورج کی طرح ظاہر ہو گئے ہیں
فَمَا بَقِيَ الظَّلَامُ وَلَا اللَّيَالِيْ	پس نہ تاریکی باقی رہی ہے نہ ہی راتیں۔
سِهَامُ الْمَوْتِ مَا طَاشَتْ بِمَكْرٍ	موت کے تیر! کسی حیلے سے خطا نہیں گئے۔
وَاِنَّ اللّٰهَ يُخْزِيْ كُلَّ غَالِيْ	اور خدا ہر غلو کرنے والے کو رسوا کیا کرتا ہے۔
تَوَفّٰى كَاذِبًا رَبٌّ غَيُوْرٌ	غیرت مند ربّ نے جھوٹے کو موت دے دی۔ «۲۰۹»
وَمَا آوَاهُ اَحَدٌ مِّنْ مَّوَالِيْ	اور اس کے دوستوں میں سے کوئی اسے پناہ نہ دے سکا۔
تُوُفِّيَ وَالسُّيُوْفُ مُسَلَّلَاتٌ	وہ مر گیا اس حال میں کہ (موت) کی تلواریں اس جیسوں
عَلٰى اَمْثَالِهٖ مِنْ ذِي الْجَلَالِ	پر ذوالجلال خدا کی طرف سے کھنچی ہوئی ہیں۔
تَجَلّٰى صِدْقُنَا وَالصِّدْقُ يَجْلُوْ	ہمارا صدق ظاہر ہو گیا اور سچائی ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے۔
فَاَشْرَقْنَا كَاِشْرَاقِ اللَّآلِيْ	سو ہم موتیوں کے چمکنے کی طرح روشن ہو گئے۔
فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْنَا يَا ابْنَ ضِغْنٍ	پس اے کینہ ور! ہمارے خلاف جلدی نہ کر اور
وَخَفْ سُوْءَ الْعَوَاقِبِ وَالْمَآلِ	بُرے نتائج اور برے انجام سے ڈر۔
نَزَلْنَا مَنْزِلَ الْاَضْيَافِ مِنْكُمْ	ہم تمہارے پاس مہمانوں کی طرح اترے ہیں۔
فَنَرْجُوْ اَنْ تَقُوْلُوْا لِيْ نَزَالِ	پس ہم امید رکھتے ہیں کہ تم لوگ مجھے کہو ''آیئے تشریف لایئے''۔

وَلِیْ فِیْ حَضْرَۃِ الْمَوْلٰی مَقَامٌ	اور میرا مولیٰ کریم کی جناب میں ایک بلند مقام ہے۔
وَشَأْنٌ قَدْ تَبَاعَدَ مِنْ خَیَالِ	اور ایسی شان ہے کہ خیال سے بلند تر ہے۔
وَصَافَانِیْ وَ وَافَانِیْ حَبِیْبِیْ	میرے حبیب نے مجھ سے محبت کی اور وہ مجھے ملا۔
وَاَرْوَانِیْ بِکَأْسَاتِ الْوِصَالِ	اور مجھے وصال کے پیالوں سے سیراب کیا۔
اَرَانِی الْحُبُّ مَوْتِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ	(خدا کی) محبت نے مجھے موت کے بعد موت دکھائی اور میری
وَاَنْأَی تُرْبَتِیْ فَبَدَا زُلَالِیْ	گرد کو (مجھ سے) دور کر دیا ہے تو میرا آبِ زلال ظاہر ہو گیا۔
وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا بَعْدَ وَجْدٍ	ہم نے جو کچھ بھی پایا ہے، غم کے بعد ہی پایا ہے۔
وَاِقْبَالِیْ اَتٰی بَعْدَ الزَّوَالِ	اور میرا اقبال (میرے) مٹنے کے بعد آیا ہے۔
اِذَا اَنْکَرْتُ مِنْ نَفْسِیْ بِصِدْقٍ	جس وقت صدق کے ساتھ میں نے نفس کی (اطاعت) سے انکار کر
فَوَافَانِیْ حَبِیْبِیْ رَوْحُ بَالِیْ	دیا تو میرا حبیب، جو میرے دل کا آرام ہے میرے پاس آ گیا۔
اَطَعْتُ النُّوْرَ حَتّٰی صِرْتُ نُوْرًا ﴿۲۱۰﴾	میں نے نور کی اطاعت کی یہاں تک کہ خود نور ہو گیا۔
وَلَا یَدْرِیْ خَصِیْمٌ سِرَّ حَالِیْ	اور جھگڑنے والا دشمن میرے حال کے بھید سے واقف نہیں۔
طَلَعْتُ الْیَوْمَ مِنْ رَبٍّ رَحِیْمٍ	میں نے آج ربِّ رحیم کی جانب سے طلوع کیا ہے۔
وَجَلَّتْ شَمْسُ بَعْثِیْ فِی الْکَمَالِ	اور میری بعثت کا آفتاب کامل ہو کر روشن ہوا ہے۔
فَلَا تَقْنُطْ مِنَ اللّٰہِ الرَّءُوْفِ	پس خدائے مہربان کی طرف سے ناامید مت ہو۔
وَقُمْ وَبِتَوْبَۃٍ نَحْوِیْ تَعَالِ	اٹھ اور توبہ کے ساتھ میری طرف آ۔
قَرَیْنَا مِنْ کَمَالِ النُّصْحِ فَاقْبَلْ	ہم نے کمال خیر خواہی سے تمہاری ضیافت کی ہے پس تو ہماری
قِرَانَا بِالتَّهَلُّلِ کَالرِّجَالِ	مہمانی کو مردوں کی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کر۔
وَخَیْرُ الزَّادِ تَقْوَی الْقَلْبِ لِلّٰہِ	اور بہترین توشہ دل کا خدا سے ڈرنا ہے۔
فَخُذْ اِیَّاہُ قَبْلَ الْاِرْتِحَالِ	پس (دنیا سے) کوچ کرنے سے پہلے اسے لے لے۔
وَفَکِّرْ فِیْ کَلَامِیْ ثُمَّ فَکِّرْ	اور میرے کلام میں غور کر پھر غور کر۔
وَلَا تَسْلُکْ کَمَرْءٍ لَا یُبَالِیْ	اور ایسے آدمی کا طریق اختیار نہ کر جو لا پرواہی کرتا ہے۔

ثـم الـعـلـمـاء أوسعونى سبًّا، وأوجـعـونـى عتبًـا فـى خَتَنِ ’’أحـمـد‘‘، وقـالوا إنه ما مات فى الـميـعـاد كـمـا وُعِـد فى الإلهام وأُكِّـدَ، بـل نـجده ببَخْتٍ أسعَدَ، وعيـشٍ أرغَـدَ، ومـا نرىٰ أثرًا فيه من ضعف المريرة، ولا عُسُرًا فى امتراء المِيرة، وإنه حيٌّ سالِمٌ إلى هذا الحين. **أَمّا الجَواب** . فاعلم أنّ هذا الإلهام كانَ مشتملًا على الشُّـعبتيـن، شُـعبة فــى مـوت ’’أحـمـد‘‘ وشعبة فى خَتَنِه الذى جعله كقُرّةِ العين. فأتمَّ اللّٰه شعبةً أولٰى فى الميعاد، ومات ’’أحمد‘‘ كـمـا أُخْبِـرَ فى إلهام ربّ العباد، وتـلـظّٰـى أقـاربــه مِن همّ موتـهٖ، وقـد لاحـت لک تفاصيل فوته، فـلا بـدّ لک أن تقرّ بصدق هذه الشعبة باليقين.

وأمّـا الشـعبة الثانية التى تتـعـلـق بـخَتَنِه وفوته، فلا يختلج فى صدرک تأخير موته، فإنه أمرٌ

پھر علماء نے مجھے خوب کھل کر گالیاں دیں اور مجھے احمد بیگ کے داماد کے بارے میں غصہ کرتے ہوئے تکلیف دی اور انہوں نے کہا کہ جیسا الہام میں وعدہ کیا گیا تھا اور تاکید کی گئی تھی ویسے وہ میعاد کے اندر نہیں مرا بلکہ ہم اسے بڑا خوش بخت اور فراخی کی زندگی میں پاتے ہیں، اور ہم اس میں زندگی کے ضعف کا کوئی نشان نہیں پاتے، اور نہ ہی حصول رزق میں کوئی تنگی، اور وہ اب تک زندہ سلامت موجود ہے۔ **اس کا جواب یہ ہے** کہ جان لو کہ یہ الہام دو حصوں پر مشتمل تھا۔ ایک حصہ
﴿۲۱۱﴾ احمد بیگ کی موت کے بارے میں اور ایک حصہ اس کے داماد کے بارے میں تھا جسے وہ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کے طور پر سمجھتا تھا۔ پس اللہ نے پہلا حصہ میعاد کے اندر پورا کر دیا اور جس طرح ربّ العباد کے الہام میں خبر دی گئی تھی اس کے موافق احمد بیگ مر گیا۔ اور اس کی موت کے غم سے اس کے عزیز و اقارب آگ میں پڑ گئے اور تیرے سامنے اس کی موت کی تفاصیل ظاہر ہو چکی ہیں۔ پس تیرے لئے ضروری ہے کہ تو اس حصہ کی سچائی کا یقین کے ساتھ اقرار کرے۔

جہاں تک دوسرا حصہ ہے جو اس کے داماد اور اس کی وفات سے متعلق ہے تو اس کی موت میں تاخیر تیرے سینے میں نہ کھٹکے کیونکہ یہ ایسا امر ہے

لا تفهمه إلّا بعد الإحاطة علَى
الواقعات، فإذا فهِمتَ فيظهر
عليك خطَاءك كالبديهيات،
وتقرّ بأنّ الشيطان أنساك
طريق الحق والحقيقة، وبَعَّدَك
عن الصراط والطريقة، وأراد أن
تلحقك بالغاوين.

فالآن نقصّ عليك القصة،
لتطّلع على الحقيقة وتجد منها
الحصّة، ولتكون من
المستبصرين. فاعلم أنّ زوجة
"أحمد" وأقاربها كانوا من
عشيرتي، وكانوا لا يتخذون في ﴾۲۱۲﴿
سبل الدين وَ تِيرتي، بل كانوا
يجترءون على السيئات وأنواع
البدْعات، وكانوا فيها مُفرطين.
فأُلْهِمتُ من الرحمٰن أنه معذِّبُهم
لو لم يكونوا تائبين. وَقَال لِيُ
رَبّي إنّهم إن لم يتوبوا ولم
يرجعوا فنُنزِل عليهم رِجْسًا من
السّماوات، ونجعل دارهم
مملوّة مِنَ الأرامل والثيّبات،

جس کوتُو تمام واقعات کا احاطہ کرنے کے بعد ہی سمجھ سکتا ہے۔ پس جب تم سمجھ جاؤ گے تو تم پر تمہاری غلطی بدیہی امور کی طرح ظاہر ہوجائے گی۔ اور تُو اقرار کرے گا کہ شیطان نے تجھے حق اور حقیقت کی راہ بھلا دی تھی۔ اور تجھے سیدھے راستے اور راہ حق سے دور کردیا اور چاہا کہ تجھے گمراہوں سے ملا دے۔

اب ہم تجھ پر پورا قصہ بیان کرتے ہیں تا کہ تُو حقیقت پر اطلاع پائے اور اس سے تو حصہ پالے اور تا تُو صاحبانِ بصیرت میں سے ہوجائے۔ پس جان لے کہ احمد بیگ کی اہلیہ اور اس کے اقارب میرے خاندان میں سے تھے۔ وہ دین کی راہوں میں میرے طور طریق اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ بدیوں اور مختلف اقسام کی بدعتوں پر جرأت کرتے تھے۔ اور وہ ان (بدعات) میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ پس مجھے خدائے رحمٰن کی طرف سے الہام کیا گیا کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو وہ انہیں عذاب دینے والا ہے۔ اور میرے ربّ نے مجھے فرمایا کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور رجوع نہ کیا تو یقیناً ہم ان پر آسمانوں سے عذاب نازل کریں گے اور ان کے گھروں کو بیوگان سے بھر دیں گے۔

ونتوفّهم أباتِرَ مخذولين. وإن تابوا وأصلحوا فنتوب عليهم بالرحمة، ونغيّر ما أردنا من العقوبة، فيظفرون بما يبتغون فرحين. فنصحتُ لهم إتمامًا للحجّة، وقلتُ استغفِروا ربّكم ذی المغفرة فما سمعوا كلماتی، وزادوا فی معاداتی فبدا لی أن أشيع الاشتهار فی هذا الباب، لعلهم يتقون ويرجعون إلٰی طرق الصواب، ولعلهم يكونون من المستغفرين.

فأشعتُ الاشتهارَ، وَأنا فی "هُشْيَار"، فنبذوه وراء ظهورهم غيرَ مبَالين. وكان ذٰلک أول الاشتهارات فی هذه المقدّمة، والبواقی التی أُشيعتُ بعدها فهی لها كالأنباء المفصّلة المصرّحة، وكالتفصيل للعبارات المُجملة السابقة. وأنت تعلم أنّ وعيد ذٰلک الاشتهار كان مشروطًا بشرط التوبة ، لا كالعقوبة

اور انہیں ابتر، ذلیل حالت میں وفات دیں گے۔اور اگر انہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی تو ہم بھی ان پر رجوع برحمت ہوں گے اور جو سزا دینے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اس میں تبدیلی کردیں گے۔ پس خوشی خوشی جو وہ چاہتے ہیں پائیں گے۔ پس میں نے اتمام حجت کے لئے انہیں نصیحت کی۔ اور میں نے کہا کہ اپنے بخشنے والے ربّ سے مغفرت طلب کرو مگر انہوں نے میری بات نہیں سنی اور میری دشمنی میں بڑھ گئے، تو میں نے مناسب خیال کیا کہ اس بارے میں ایک اشتہار شائع کروں شاید کہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور درست راستوں کی طرف لوٹ آئیں اور شاید وہ استغفار کرنے والوں میں سے بن جائیں۔

پس میں نے وہ اشتہار شائع کیا جبکہ میں ہوشیار پور میں تھا مگر انہوں نے لاپرواہی کرتے ہوئے پس پشت پھینک دیا، اور وہ اس قضیہ میں پہلا اشتہار تھا۔ اور باقی اشتہارات جو اس اشتہار کے بعد شائع کئے گئے وہ اس اشتہار کے لئے مفصّل وصراحت کے ساتھ خبر دینے اور سابقہ مجمل عبارتوں کی تفصیل کی طرح ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ اس اشتہار کی وعید توبہ کی شرط سے مشروط تھی نہ کہ قطعی الوجوب، بغیر مہلت دیئے ﴿۲۱۳﴾

القطعيّة الواجبة النازلة من غير المُهْلة. وإن شئت فاقرأْ اشتهارًا مِنّی طُبع فی "غوضفٍ" من السنوات المسيحية، لِغَضُفِ كبرِ هذه الفئة الباغية. فلما لم ينتهوا بهذا الاشتهار، ولَمَ يتركوا طريق التبار، فكشف اللّٰه علیّ أمورًا لتلک الفئة، وأنا بين النوم واليقظة، وكان هذا الكشف تفصيل ذٰلک الإلهام فی المرّة الثانية.

وبيانه أنی كنت أريد أن أرقُد، فإذا تمثّلتْ لی أُمُّ زوجة "أحمد"، ورأيتها فی شأنٍ أحزَنَنی وأرجَدَ، وهو أنّی وجدتُها فی فزع شديد عند التلاقی، وعبراتها يتحدّرن من ﴿۲۱۴﴾
المآقی، فقلت: أيتها المرأة توبی توبی فإنّ البلاء علٰی عَقِبِک. أی علٰی بنتِک وبنتِ بنتک. ثم تنزّلتُ مِن هذا المقام، وفُهِّمتُ مِن رَبّی أنه تفصيل الإلهام السابق مِن اللّٰه العلّام،

نازل ہونے والی سزا کی طرح تھی۔ اور اگر تُو چاہے تو میرا شائع کردہ ۱۸۸۶ء والا اشتہار جو اس باغی گروہ کا تکبر توڑنے کے لئے تھا پڑھ لے۔ پس جب وہ اس اشتہار کے (بعد بھی) باز نہ آئے اور ہلاکت کا طریق نہ چھوڑا تو اللہ نے اس گروہ کے لئے جبکہ میں نینداور بیداری کے بَین بَین حالت میں تھا بعض امور مجھ پر منکشف کئے، اور یہ کشف دوسری مرتبہ اس الہام کی تفصیل تھا۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں سونا چاہتا تھا جب میرے سامنے احمد بیگ کی اہلیہ کی ماں متمثّل ہوئی اور مَیں نے اسے ایسی حالت میں دیکھا جس نے مجھے غمگین کردیا اور مجھ پر لرزہ طاری کردیا۔ اور وہ یہ ہے کہ مَیں نے اسے ملاقات کے وقت شدید گھبراہٹ میں پایا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے تو مَیں نے اُسے کہا۔ اے عورت! توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری نسل پر مصیبت آنے والی ہے یعنی تیری بیٹی اور نواسی پر۔ پھر مجھ پر سے وہ کشفی حالت جاتی رہی، اور مجھے اپنے رب کی طرف سے تفہیم ہوئی کہ یہ خدائے علّام کی طرف سے پہلے الہام کی تفصیل ہے۔

وأُلقِيَ في قلبي في معنى العَقِب
من الديّان أن المراد هٰهنا بنتها
وبنت بنتها لا أحدٌ من الصبيان،
ونُفِثَ في روعي أن البلاء بلاء ان،
بلاء علٰى بنتها وبلاء علٰى بنت
البنت مِنَ الرَّحْمٰن، وأنهما متشابهان
من اللّٰه أحكم الحاكمين.☆
وإذا رجعتُ لتفتيش لفظ العَقِب
إلى اللغات العربية، فإذا فراستي

اور عَقِب کے معنی کے متعلق میرے دل میں جزا وسزا
کے مالک اللہ کی طرف سے یہ ڈالا گیا کہ یہاں مراد
اس کی بیٹی اور نواسی ہے نہ کوئی اور بچہ، اور میرے
دل میں یہ پھونکا گیا کہ بَلَاء سے مراد دو مصیبتیں ہیں۔
ایک وہ مصیبت جو اس کی بیٹی پر آنے والی ہے اور
دوسری وہ جو اُس کی نواسی پر آئے گی۔ اور یہ دونوں
خدائے احکم الحاکمین کی طرف سے باہم مشابہ ہیں۔
اور جب میں نے لفظ عَقِب کے معنی کی تلاش کے
لئے عربی لغات کی طرف رجوع کیا تو اپنی فراست کو

☆ **الحاشية.** قد سمع مني هذا الكشف بمقام هوشيار پور قبل موت احمد بل قبل اشاعة واقعات كلها رجل من ولد شيخ صالح غزنوی. وكما تعلم كان هذا الرجل ابن تقى. ونسيت اليوم اسمه. واعرف وجهه. لعل اسمه عبدالرحيم او عبد الواحد على اختلاف انتقال الخيال. واظنّ انه لا ينكره عندالسوال. والله يعلم ما في البال. وهو اعلم مافي صدور العٰلمين. ومعه اشهاد اٰخرون كانوا هناك حاضرين. واظنّ انّ احدا منهم كان بابو الٰهي بخش اكونتنت الملتانی. ومحمد يعقوب

حاشیہ۔ احمد بیگ کی موت سے قبل بلکہ تمام واقعات ﴿۲۱۴﴾
کی اشاعت سے قبل یہ کشف مجھ سے ہوشیار پور کے
مقام پر ایک نیک بزرگ (عبداللہ) غزنوی کی اولاد
میں سے ایک شخص نے سنا اور جیسا کہ تُو جانتا ہے وہ ایک
متقی کا بیٹا تھا اور اب میں بوجہ خیالات کے اختلاف و
انتقال کے اس کا نام بھول گیا ہوں جبکہ اس کا چہرہ پہچانتا
ہوں شاید اس کا نام عبدالرحیم یا عبدالواحد تھا اور مجھے
یقین ہے کہ وہ پوچھنے پر اس سے انکار نہیں کرے گا۔
اللہ بہتر جانتا ہے جو دل میں ہے اور وہ زیادہ جانتا ہے جو ﴿۲۱۵﴾
عالمین کے دلوں میں ہے اور اس کے ساتھ دوسرے گواہ
بھی ہیں جو وہاں موجود تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان میں
سے ایک بابو الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ ملتانی تھا اور محمد یعقوب

﴿۲۱۵﴾ صحيحة مطابقة بالمعانى المرويّة، فشكرتُ اللّٰه مؤيّد الملهَمين.

فالحاصل أن اللّٰه صرّح فى هذا الكشف ما أراد من نوع التخويف والإنذار، وأشار إلى أنّ الآفة علٰى زوج "أحمد" وبنتها من اللّٰهِ القهار. ومع ذٰلک حث علَى التوبة والاستغفار، وأومأً به أن العذاب يؤخّر بالتضرّع والرجوع إلَى الغفار، ولا يحلّ الغضب إلّا عند الإباء، والاجتراء والاعتداء، ومن تاب واستغفر فله حظّ من رحمة حضرة الكبرياء، ولا يأخذه عذاب مهين، إلا بعد العود إلٰى

درست اور بیان شدہ معانی کے مطابق پایا۔ پس میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جو ملہمین کی تائید کرنے والا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشف میں اس ارادہ کی وضاحت کی ہے جس قسم کی تخویف اور انداز کا اس نے ارادہ فرمایا ہے اور یہ اشارہ فرمایا ہے کہ احمد بیگ کی بیوی اور اس کی بیٹی پر اللہ قہّار کی طرف سے آفت آئے گی اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس سے اشارہ کیا ہے کہ عذاب تضرّع اور ربِّ غفّار کی طرف رجوع سے مؤخر ہو جاتا ہے۔ اور غضب صرف نافرمانی، بے باکی اور حد سے تجاوز کرنے پر نازل ہوتا ہے اور جو توبہ کرے اور استغفار کرے تو اس کے لئے حضرت کبریا کی رحمت میں سے حصہ ہے اور اسے رسوا کرنے والا عذاب نہیں پکڑتا، سوائے اس کے کہ فاسقوں کی

بقية الحاشية . اخ الحافظ محمد يوسف ومعه محمد يوسف وكثير من المسلمين. وعفا الله عنى ان كنت اخطأ ت فى ذكر احد منهم. فانى لست احصيهم باليقين. وقد مضٰى علٰى هذا احدى عشرة من سنين. منه

بقیہ حاشیہ۔ حافظ محمد یوسف کا بھائی اور اس کے ساتھ محمد یوسف اور دیگر بہت سے مسلمان تھے۔ اگر میں نے ان میں سے کسی کا ذکر کرنے میں غلطی کی ہے تو اللہ مجھے معاف کرے کیونکہ یقین کے ساتھ میں انہیں شمار نہیں کر سکتا اور اس واقعہ پر گیارہ سال گزر چکے ہیں۔ منه

سيـر الـفـاسقين. فأشـعـتُ هذا الـكـشـف بـالاشتهار، كما أشعت إلهـامـي قبـلـه لهداية الأحرار. ثم إذا مـضـى عـليه مليٌّ من الزمان، أُلهِـمـتُ فيهـمْ مـرّة ثالثة مِن اللّٰه الـديّـان، و تـجـلّـى هـذا الإلهـام كـالنور في الظهور، ورفع الحجب كـلهــا مــن الســرّ الـمسـتـور، و كـان هـذا شـرحًـا مبسـوطـا لـلإلهـامـات السـابـقة، وتفصيلا للكَلِم المجمَلة الكشفية، وبيانًا واضحًا للسامعين.

وبيـانـه أن الـلّٰه خاطبني في عشيـرتـي الـمعتـديـن، وقـال: ”كـذّبـوا بـآيـاتـي وكـانوا بهـا مستهـزئيـن، فَسَيَـكْفِيْـكَهُمُ اللّٰـهُ ويردّها إليک، لا تبديلَ لكلمات الـلّٰـه، إن ربّک فعّـالٌ لما يريد. فـأشـار فـي لـفـظ ” فَسَيَكْفِيْكَهُمُ الـلّٰـهُ“ إلٰى أنه يرُدّ بنتَ ” أحمد“ إلـيّ بـعـد إهـلاک الـمـانـعيـن.

سیرت کی طرف لوٹ جائے۔ پس یہ کشف میں نے ایک اشتہار میں شائع کر دیا جیسا کہ میں نے اس سے قبل آزاد منش لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنا الہام شائع کیا تھا۔ پھر جب اس پر ایک زمانہ گزر گیا تو مجھے جزاء و سزا دینے والے اللہ کی طرف سے اُن کے بارہ میں تیسری مرتبہ الہام کیا گیا اور یہ الہام اپنے ظہور میں نور کی طرح جلوہ گر ہوا اور پوشیدہ راز سے تمام پردے اٹھا دیئے اور یہ الہام سابقہ الہامات کی مبسوط شرح اور مجمل کشفی کلمات کی تفصیل اور سننے والوں کے لئے واضح بیان تھا۔ ﴿۲۱۶﴾

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حد سے بڑھنے والے میرے قرابت داروں کے بارہ میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ”انہوں نے میرے نشان کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدائے تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اُس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا ربّ وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔“ پس اللہ نے ”فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰه“ کے الفاظ میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ روک ڈالنے والوں کو ہلاک کرنے کے بعد احمد بیگ کی بیٹی کو میری طرف لوٹائے گا۔

وكان أصل المقصود الإهلاك، وتعلم أنه هو المَلاك، وأما تزويجها إيّاى بعد إهلاك الهالكين والهالكات، فهوّ لإعظام ﴿۲۱۷﴾
الآية فى عين المخلوقات بإدراج المشكلات المعضلات، أو لِحِكَمٍ أخرىٰ من عالم المغيبات، أو لرحمٍ على المصابين والمصابات، فإنه يضع المرهم بعد الجرح، ويعطى الفرح بعد الترح، ولا يريد أن يجيح عباده المستضعفين. ومَن أزيدُ منه جُودًا و رُحمًا؟ وهو أَرْحم الراحمين.

وإنى أجد إشارةً فى الاشتهار الأوّل فى هذا الباب، من اللّٰه الراحم الوهّاب، فإنه قفّا بذكر رحمته بعد ذكر عقوبات نازلة على هذه الفئة، وبعد ذكر أراملهم ومصائبهم المتفرقة، فخاطبنى بنهجٍ كأنّه يشير إلَى الرحم عليهم فى الأيام الآتية، فقال :''يبارك اللّٰه ببركات مستكثرة، ويُعمَر بك بيتٌ مخرَّبٌ،

اور اصل مقصد ہلاک کرنا تھا اور تُو جانتا ہے کہ اسی پر اصل دارو مدار تھا۔ جہاں تک ہلاک ہونے والوں اور ہلاک ہونے والیوں کی ہلاکت کے بعد مجھ سے اس کی شادی کا تعلق ہے تو اس نشان کو مشکلات اور پیچیدگیاں ڈال کر مخلوقات کی نظروں میں عظمت دینا ہے یا غیبوں کے جاننے والے اللہ کی طرف سے دیگر حکمتوں کے لئے یا مصیبت زدہ مردوں اور عورتوں کے لئے بطور رحم کے ہے کیونکہ وہ (اللہ) زخم کے بعد مرہم رکھتا ہے اور غم کے بعد خوشی عطا کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اپنے کمزور بندوں کو تباہ کردے اور اس سے بڑھ کر سخاوت و رحمت کرنے والا کون ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

اور اس بارے میں مَیں پہلے اشتہار میں اللہ رحیم وھّاب کی طرف سے اشارہ پاتا ہوں کیونکہ اُس نے اس گروہ پر نازل ہونے والی عقوبات اور ان کی بیواؤں اور اُن کے متفرق مصائب کے ذکر کے بعد اپنی رحمت کا ذکر کیا ہے۔ سو اُس نے مجھے اس طرز پر مخاطب کیا کہ گویا وہ آنے والے دنوں میں اُن پر رحم کرنے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا۔'' خدا تجھے بہت برکتیں عطا کرے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔

ويُـمْلَأُ بك مِـن بـركـات دارٌ مـخـوّفةٌ. فهـذه إشـارة إلـى زمـان يـأتـي عـليهـم بـعـد زمان الآفات. عـنـد وُصْـلة مـقدّرة موعودة فى الاشتهارات،وتتم يومئذ كلمة ربّنا، وتسودّ وجوه عِدانا، ويظهر أمر الله ولـو كانوا كارهين. وإنّ الـلّٰه غالب عـلٰى أمره وإن الـلّٰـه يخزى قومًا فـاسقين. فـأهـلكَ كـما وعد فى ”فسيـكـفيـكهـم“ أربـعةً منهم بعد تزويجها، وعاث فيهم ذئبُ الآفات عَـقِبَ تـزليـجهـا، كـمـا لا يخفٰى على المطّلعين. فإنه أهلكَ **أباها وعـمّتَيْهـا وجـدّتَهـا**، وكـان كـل أحـد مـن الـغـاليـن المعتدين. والآن مـا بـقـى إلّا واحـد مـن الهالكين. فـانظروا إلى حكم الله كيف أتـى الأرض مـن أطـرافهـا، وانـتـظِـروا سـاعة يـوفـى فيهـا شَـظـافَهـا. إنـه لا يبـطـل قوله، وإنه لا يخزى قومًا ملهَمين.

اورایک ڈراؤنا گھر تیرے ذریعہ برکتوں سے بھر دے گا۔“ یہ اُس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جو آفتوں کے زمانہ کے بعد اُن پر آئے گا۔ جب اشتہارات میں موعودہ مقدر پیوند کا وقت آئے گا اور اس روز ہمارے ربّ کی بات پوری ہوگی اور ہمارے دشمنوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور اللہ کا امر غالب آ جائے گا خواہ وہ ناپسند کرتے ہوں۔ یقیناً اللہ اپنے امر پر ﴾٢١٨﴿
غالب ہے اور اللہ یقیناً فاسق قوم کو رُسوا کرتا ہے۔ پس اللہ نے جیسا کہ ”فَسَيَكْفِيْكَهُمْ“ میں وعدہ تھا۔ اس (لڑکی) کی شادی کے بعد اُن میں سے چار افراد کو ہلاک کر دیا۔ اور آفتوں کے بھیڑیئے نے اُس کی رُخصتی کے بعد اُن میں تباہی پھیلا دی جیسا کہ جاننے والوں پر مخفی نہیں۔ پس اللہ نے اس (لڑکی) کے باپ اور اس کی دو پھوپھیوں اور اس کی نانی کو ہلاک کر دیا اور ان میں سے ہر ایک غلو کرنے والا حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔ جن کی ہلاکت (مقدر ہے) ان میں سے اب صرف ایک باقی ہے۔ پس اللہ کے حکم کو دیکھ کیسے وہ زمین کی طرف اُس کے کناروں سے آیا اور اس گھڑی کا انتظار کرو جس میں وہ اپنی سختی کو مکمل کرے گا، کیونکہ وہ اپنے قول کو باطل نہیں کرتا اور وہ ملہم لوگوں کو رسوا نہیں کرتا۔

واعلم أن حرف الفاء علٰى لفظ
"فسيكفيكهم اللّٰه" من الرحمن بعد
ذكر تكذيب أهل الطغيان، كان
إشارةً إلٰى أنّ العذاب لا ينُزل إلّا
عند التكذيب والعدوان. فلما
كذّبوا بعد التزويج وقاموا
بالاستهزاء وآذوني بأنواع الإيذاء،
فأمات اللّٰه أباها "أحمد" وبدّل
ضحكهم بالبكاء ،وغشِيهم من الغم
ما غشِي قومَ يونس عند إيناس آثار
﴿۲۱۹﴾ العذاب، وألقاهم موتُ المائت
وخوفُ نفس الخَتَن في أنواع
الاضطراب. ولما بلغ نساءَهم نعيُ
موت "أحمد"، وكنَّ مِن قبل
كرجل أكفَرَ وأكنَدَ، عطَطْنَ
جيوبهن، وأسلْنَ غروبهن،
وصككن خدودهن، وتذكرن
عنودهن، و هاجت البلابل، وانقضّ
عليهن من المصائب الوابل،
واهتزّت الأرض تحت أقدامهن، ثم
تمثَّلَ موتُ الخَتَن في أوهامهن،

اور جان لے کہ " فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ" میں حرف " ف" خدائے رحمٰن کی طرف سے سرکشی کرنے والوں کی طرف سے تکذیب کے ذکر کے بعد ہے۔ یہ (اس طرف) اشارہ تھا کہ عذاب صرف تکذیب اور دشمنی کے وقت نازل ہوتا ہے۔ پس جب انہوں نے شادی کے بعد تکذیب کی اور استہزاء کیا اور مجھے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں تو اللہ نے اس کے باپ "احمد بیگ" کو ہلاک کر دیا اور ان کی ہنسی کو رونے سے بدل دیا۔ اور ان کو اُس غم سے ڈھانپ لیا جس نے یونس کی قوم کو عذاب کے آثار دیکھنے کے بعد ڈھانپا تھا اور مرنے والے کی موت اور داماد کے بارے میں اندیشہ نے انہیں قسما قسم کی بے چینیوں میں ڈال دیا۔ جب ان کی عورتوں تک احمد بیگ کی موت کی خبر پہنچی اور وہ اس خبر سے پہلے سخت کافر مرد کی طرح اور شدید منکر کی طرح تھیں۔ انہوں نے اپنے گریبان چاک کر دیئے، اور اپنے آنسو بہائے، اور اپنے گال پیٹے، اور اپنی دشمنی کو یاد کیا، اور مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اور مصائب کی موسلا دھار بارش اُن پر برسی اور زمین ان کے قدموں تلے سے ہل گئی۔ پھر ان کے خیالوں میں (ان کے) داماد کی موت متمثل ہوئی

وطفِقن يقُلْن والدموع تجری من العيون: هذا ما وعد الرحمٰن وصدَق المرسلون.

فالحاصل أن هؤلاء أوجسوا فی أنفسهم خيفة، وظنّوا أنّ خَتَنهم سيموت كما مات صهره عقوبةً، فإنهما كانا غَرَضَين مقصودين فی إلهام واحد، وكان موت أحدهما للآخر كشاهد، ومن المقتضی الفطرة الإنسانية أنها تقيس بالأحوال الموجودة للأشياء علی أحوال أشياء أخریٰ تضاهيها بنحو من الأنحاء، فتفهَم أن واقعات آتية ليست إلا كمثل نظّائرها المشهودة، وتستنبط الأحكام المنتظرة من الأحكام الواردة، و كذٰلک جرت عادة المتوسّمين. فلما انكشف علٰی عشيرتی بموت "أحمد" النظير وبدأ المَثَل الكبير، فخافوا خوفًا كثيرًا مع إكثار البكاء، ونسوا طريق التمسخر والاستهزاء، وزُمّتْ ألسنهم وصاروا كالمبهوتين.

اور کہنے لگ گئیں جبکہ ان کے آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ یہ وہ ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا اور رسولوں نے سچ کہا۔

حاصل کلام یہ کہ ان لوگوں نے اپنے دلوں میں خوف محسوس کیا اور یقین کر لیا کہ عنقریب ان کا داماد ضرور مر جائے گا جس طرح کہ اس کا سسر سزا کے طور پر مر گیا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی الہام میں مقصود بالذات تھے اور ایک کی موت دوسرے کے لئے گواہ کی طرح تھی۔ اور انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ اشیاء کے موجودہ حالات کو دوسری اشیاء کے احوال پر قیاس کرتی ہے جو کسی بھی پہلو سے اس سے مشابہت رکھتی ہوں۔ پس وہ سمجھ لیتی ہے کہ آئندہ آنے والے واقعات، اسی طرح ہوں گے جیسے پہلے مثالیں دیکھی
جا چکی ہیں۔ اور موجودہ احکام سے منتظر احکام کا ﴿۲۲۰﴾
استنباط کرتی ہے اسی طرح پر فراست رکھنے والوں کی عادت جاری ہے۔ پس جب میرے خاندان پر احمد بیگ کی موت سے ایک مثال منکشف ہوگئی اور بڑی مثال ظاہر ہوگئی تو کثرت گریہ وزاری کے ساتھ ساتھ وہ بہت ڈر گئے اور وہ تمسخر کرنے اور استہزاء کرنے کا طریق بھول گئے اور ان کی زبان کو لگام دے دی گئی اور وہ مبہوت ہونے والوں کی طرح ہوگئے۔

وتنصّلوا من هفوتهم، وتندموا علٰى فوهتهم، وخضعت أعناقهم كالمصابين.

وقد علمتَ أنّ هذا الإلهام كان لإنذار هٰذه العشيرة، وكان الوعيد وشرطه لتلك الفئة، وما كان لِخَتَنهم دخلٌ في هذه القصة. ثم ليس من المعقول أن يُظَنّ أن قلب ختنهم بقي على الجرء ة السابقة، مع معاينة موت صهره الذي كان شريكه في نبأ الهلاكة، بل شهد الشاهدون أنه خاف خوفًا شديدًا بعد هذه الواقعة، وكاد أن تزهق نفسه بعد سماع هذه المصيبة، وخشي على
﴿۲۲۱﴾ نفسه، وحسِبَ النكاح آفة من الآفات السّماوية، وإن كنت في شكّ فاسأل العارفين الناظرين.

فالحاصل أنهم لمّا تخوّفوا بعد موت "أحمد"، وخوّف هلاكُه كلَّ أحد وأرجَدَ، فكان حَقّهم أن ينتفعوا بشرط الإلهام،

اور اپنی بکواس سے بیزاری ظاہر کی اور اپنی باتوں پر نادم ہوئے اور مصیبت زدوں کی طرح ان کی گردنیں جھک گئیں۔

اور تو نے جان لیا ہے کہ یہ الہام اس خاندان کے انذار کے لئے تھا۔ اور وعید اور اس کی شرط اس گروہ کے لئے تھی اور ان کے داماد کا اس قصے میں کوئی دخل نہ تھا۔ پھر یہ معقول بات نہیں کہ خیال کیا جائے کہ ان کے داماد کا دل گزشتہ بے باکی پر قائم رہا باوجود اپنے سسر کی موت دیکھنے کے جو ہلاکت کی پیشگوئی میں اس کا شریک تھا بلکہ گواہی دینے والوں نے یہ گواہی دی کہ اس واقعہ کے بعد وہ سخت خوفزدہ ہوا، اور قریب تھا کہ اس مصیبت کو سن کر اس کی جان نکل جاتی اور وہ اپنی جان کے متعلق ڈرا اور (اپنے اس) نکاح کو آسمانی آفات میں سے ایک آفت سمجھا اور اگر تو شک میں ہے تو جاننے والوں دیکھنے والوں سے پوچھ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب وہ احمد بیگ کی موت کے بعد ڈرے اور اس کی ہلاکت نے ہر ایک کو خوفزدہ کر دیا اور ان پر لرزہ طاری کر دیا تو ان کا حق تھا کہ وہ الہام کی (بیان کردہ) شرط سے فائدہ اٹھاتے

فإن العذاب كان مشروطًا لا حُكمًا قطعيًا كما هو وهم العوام. فاسألْ أهل "أحمد" ما جرى علٰى زوجه الأرملة بعد موته في الميعاد، وكيف صُبّتْ عليها مصائب وهجَم الهموم على الفؤاد، وما بقِي لها ثِمالٌ ولا نَوِيٌّ ولا متكفّلُ الأولاد، وقعدتْ كالمساكين بعد كونها كالفَيّاد، وكيف سمعتْ نعيَه بعينٍ عَبْرَى، وقلب على جمر الغضا، وكيف جرىٰ عليها ما جرىٰ. ثم أكلها خوفُ موت الختن بعد هذا النَّآد، وأنفدتْ أيامَ الميعاد بالارتعاد. وكذٰلك فزعتْ أمُّها وأخواتها وذُبْنَ في فكرِ موْت الختن، وشربن كأسات الحزن، وجعلن عمرن أوقاتهن بالصلاة والدعوات، والصيام والصدقات. وما رَقَأَ لهن من الهمّ دَمْعةٌ، وتمثّلَ لهن لِختنهن في كل وقت مَنِيّةٌ، فاسأل أهل هذه القرية إن كنت من المرتابين.

فالحاصل أنهم لمّا تابوا

کیونکہ عذاب مشروط تھا نہ کہ حکم قطعی جیسا کہ عوام کا وہم ہے۔ پس'' احمد بیگ'' کے گھر والوں سے پوچھو اس کی میعاد کے اندر موت کے بعد اس کی بیوہ ہونے والی بیوی پر کیا گزری۔ اور کس طرح اس پر مصائب ٹوٹ پڑے اور دل پر غموں نے حملہ کر دیا۔ اور اس کا نہ تو کوئی ہمدرد ور فیق باقی رہا اور نہ اولاد کا متکفّل رہا۔ اور وہ آسودہ حال اور شان و شوکت والی ہونے کے بعد مسکینوں کی طرح بیٹھ گئی۔ اور کیسے اس نے گریاں آنکھ اور بریاں دل کے ساتھ اُس کی موت کی خبر سنی اور اس پر کیسے بیتا جو کچھ بیتا اور اس مصیبت کے بعد اسے داماد کی موت کے خوف نے کھا لیا۔ اور اس نے میعاد کے دن کانپتے ہوئے گزارے اور اسی طرح اس کی ماں اور اس کی بہنیں بھی ڈر گئیں اور داماد کی موت کی فکر سے گھل گئیں۔ اور انہوں نے غم کے پیالے پیئے اور اپنے اوقات نماز، دعاؤں اور روزوں اور صدقات سے معمور کرنے لگیں اور غم سے ان کے آنسو تھمتے نہ تھے اور ہر وقت ان کے داماد کی موت ان کے سامنے متمثّل ہی رہی۔ پس اس بستی کے رہنے والوں سے پوچھ اگر تو شک کرنے والوں میں سے ہے۔ ﴿۲۲۲﴾

حاصل کلام یہ کہ جب انہوں نے توبہ کی

تـــاب الـلّٰــه عـلـيهـم بـالـرحـمة والمغفرة، كما هى سنة قديمة من السـنـن الإلٰهيّة، فـإنه لا يلغى شرط وعيـده ولا يتـرك طريق المعدلة، ولا يظلم كالمعتدين. وعليك أن تـقـرأ اشتهـاراتى السابقة، وتجمع فـى نـظـرك الـمقامات المتفرقة، فـإذا فعلتَ ذٰلک فتصل إلٰى نتيجة صـحيـحة، وتـطـلّـع علٰى شـروط صـريـحة وتـنـجو من طريق الخطأ والخاطئين. وقد علمت أنى أشعت فـى هـذا الأمر اشتهاراتٍ ثلاثٍ فى الأوقـات الـمتـفرقة، وما كان إلهام
فـى هذه الـمـقـدّمة إلّا كـــان معـه ۲۲۳
شــرط كـــمـا قـرأتُ عـلـيـک فـى التـذكـرة السـابقة. ألـم تُـنَـبَّأُوا بما أشـعـتُ فـى الـسـنـوات الـمـاضية، فـأيـن تذهبون كالثاغية أو الراغية، ولا تفكرون كالعاقلين؟

ثـم مـا قـلـتُ لـكم إن القضية عـلـى هـذا الـقـدر تـمّتُ، والنتيجة الآخرة هى التى ظهرت، وحقيقة

تو اللہ بھی رحمت اور بخشش کے ساتھ ان کی طرف آیا، جیسا کہ یہ قدیم سے سنن الٰہیہ میں سے ایک سنت ہے کیونکہ وہ خود اپنی وعید کی شرط کو منسوخ نہیں کرتا اور نہ عدل کا طریق ترک کرتا ہے اور نہ ہی حد سے بڑھنے والوں کی طرح ظلم کرتا ہے۔ اور تجھ پر لازم ہے کہ تو میرے گزشتہ اشتہارات پڑھ اور اپنی نظر میں متفرق مقامات کو یکجا کر۔ جب تو ایسا کرے گا تو تُو درست نتیجہ تک پہنچ جائے گا۔ اور واضح شرطوں پر مطلع ہو جائے گا اور خطا کے طریق اور خطا کرنے والوں سے نجات پائے گا۔ اور تو جانتا ہے کہ اس معاملے میں مَیں نے تین اشتہار مختلف مواقع پر شائع کئے اور اس قضیہ میں ہر الہام کے ساتھ شرط تھی جیسا کہ سابقہ بیان میں مَیں تیرے لئے بیان کر چکا ہوں۔ کیا تمہیں اس کی خبر نہیں ملی جو گزشتہ سالوں میں مَیں نے شائع کیا۔ پس تم بھیڑ بکریوں یا اونٹوں کی طرح کدھر جا رہے ہو اور عقل مندوں کی طرح نہیں سوچتے۔

پھر مَیں نے یہ نہیں کہا کہ معاملہ اسی قدر پر ختم ہو گیا اور آخری نتیجہ وہی ہے جو ظاہر ہو گیا اور اس نتیجہ پر پیشگوئی کی حقیقت

النبأ عليها ختمت، **بل الأَمْر قائم علٰى حَالہ**، ولا يردّه أحد باحتياله، والقدر قدر **مُبْرَم مِن** عند الربّ العظيم، وسيأتى وقته بفضل اللّٰه الكريم. **فوالذى بعَث لنا محمدن المصطفى**، وجعله خير الرسل وخير الورىٰ، **إن هٰذا حق فسوف ترىٰ.** و إنّى أجعل هذا النبأ **معيارا لصدقى أو كذبى**، وَمَا قُلتُ إلّا بعد ما أُنبِئتُ من رَبّى. وإن عشيرتى **سَيَرجعُون** مرة أخرىٰ إلَى الفساد، ويتزايدون فى الخبث والعناد، فينزل يومئذ الأمر المقدر من ربّ العباد. لارآدَّ لما قضىٰ، ولا مانِعَ لما أعطٰى. وإنى أراهم **أنهم قد مالوا إلٰى سِيَرِهم الأولٰى، وَقست قلوبهم** كما هى عادة النَّوكَى، ونسوا أيام الفزع وعادوا إلٰى التكذيب والطغوىٰ، **فسَينزل أَمْر اللّٰه إذا رأىٰ أنهم يَتزايدون**،

ختم ہوگئی مگر معاملہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔اور کوئی اسے اپنے حیلے سے ٹال نہیں سکتا۔اور تقدیر ربّ عظیم کی طرف سے تقدیرِ مُبرم ہے اور اللہ کریم کے فضل سے اس کا وقت آئے گا۔پس اس ذات کی قسم جس نے ہمارے لئے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپؐ کو خیر الرسل اور مخلوق میں سب سے بہتر بنایا۔یہ یقیناً حق ہے تو ضرور دیکھ لے گا۔اور میں اس پیشگوئی کو اپنی سچائی یا جھوٹ جانچنے کا معیار بناتا ہوں اور میں نے اپنے ربّ سے خبر دیئے جانے کے بعد ہی یہ کہا ہے اور میرے خاندان کے
لوگ ضرور ایک مرتبہ پھر فساد کرنے کی طرف لوٹیں ﴿۲۲۴﴾
گے۔اور خبث و دشمنی میں بڑھتے جائیں گے۔تب اُس دن ربّ العباد کی طرف سے مقدّر تقدیر نازل ہوگی۔جو وہ فیصلہ کرلے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔اور جو وہ عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔اور میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے پہلے طور اطوار کی طرف مائل ہوگئے ہیں اور ان کے دل سخت ہوگئے ہیں جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے اور وہ خوف کے دن بھول گئے ہیں اور جھٹلانے اور سرکشی کرنے کی طرف لوٹ آئے ہیں۔پس ضرور اللہ کا حکم نازل ہوگا جب وہ دیکھے گا کہ وہ بڑھتے جارہے ہیں۔

وما كان الله أن يعذّب قومًا وهم يخافون.

فاعْلَموا أيّها المكذّبون الغَالون، أن صدقنا سيُشرِق كذُكاءٍ في الضياء، و زُوركم يفشو إلى ضواحي الزوراء ، أتمنعون ما أراد اللّٰه ذو العزة والعلاء ؟ أيبلغ مكركم إلى ذُرَى السّماء ؟ فكيدوا كل كيد كان عندكم ولا تُمهِلونِ في الإيذاء ، ثم انظروا إلى نصرة ربّ العالمين. يا حَسْرةً على علماء هذا الزمان! ما بقى فيهم نور فراسةٍ وغاضَ دَرُّ الإمعان، سمَّعْناهم ﴿۲۲۵﴾
فلا يسمعون، وقرَيناهم فلا يقبَلون، ولا يقرء ون كتبي إلا كارهين، ويفرّون منّا مستنفرين.

ثم أنتم تعلمون يا أولى الألباب، أن قوم يونس عُصموا من العذاب، مع أنه لم يكن شرط التوبة في نبأ اللّٰه ربّ الأرباب،

اور اللہ کسی قوم کو جبکہ وہ ڈر رہے ہوں عذاب نہیں دیتا۔

جان لو! اے غلو کرنے والے مکذّبو کہ ہماری سچائی اس طرح چمکے گی جس طرح سورج اپنی روشنی کے ساتھ چمکتا ہے۔ اور تمہارا جھوٹ بغداد کے نواح تک پھیل جائے گا ، کیا تم اسے روک رہے ہو جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارادہ کیا ہے۔ کیا تمہاری تدبیر آسمان کی بلندیوں تک پہنچ سکتی ہے؟ پس جو بھی تدبیر تمہارے پاس ہے وہ کرو اور مجھے ایذاء دینے میں مہلت نہ دو۔ پھر ربّ العالمین کی نصرت کو دیکھو۔ حسرت ہے اِس زمانے کے علماء پر، ان میں نُورِ فراست باقی نہیں رہا اور غور وفکر کا دودھ خشک ہوگیا۔ ہم نے انہیں سنانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں سنتے اور ہم نے ان کو دعوت دی لیکن وہ قبول نہیں کرتے اور وہ میری کتابوں کو ناپسندیدگی سے پڑھتے ہیں اور ہم سے نفرت کرتے ہوئے دور بھاگتے ہیں۔

اے عقل مندو! تم جانتے ہو کہ یونس کی قوم عذاب سے بچا لی گئی حالانکہ خدائے ربّ الاَرباب کی پیشگوئی میں توبہ کی شرط نہیں تھی

ولأجل ذٰلک ذهب یونس مغاضبًا من حضرة الکبریاء، وتاهَ فی فلوات الابتلاء، ولذٰلک سمّاه اللّٰه یُونس لأنه أُوْنِسَ بعد الإبلاس، وفاز بعد الیأس، وما أضاعه أرحم الراحمین. فلا شک أن البلاء کله ورَد علیه لعدم الشرط فی نبأ الرّحمٰن، ولو کان شرط یعلمه لما فرّ کالغضبان، ولما تاه کالمبهوتین. ولمّا ترک یونس بسوء فهمه الاستقامةَ والاستقلال، وتحرّی الجلاء والانتقال، أدخله اللّٰه فی بطن الحوت، ثم نبذه الحوت فی عَراء السُّبْرُوت، ورأی کلّ ذٰلک بما أعلنَ ضجرَ قلبه بالحرکة من المقام، وفارقَ مقرَّه من غیر إذن اللّٰه العلّام، وفعَل فِعل المستعجلین. و إدخاله فی بطن الحوت کان إشارة إلی مُحاوتةٍ صدر منه کالمبهوت،

اور اسی وجہ سے یونسؑ حضرت کبریاء سے ناراض ہوکر چلے گئے اور ابتلاء کے بیابانوں میں سرگرداں پھرتے رہے اور اس واقعہ کی بنا پر اللہ نے آپ کا نام یونس رکھا کیونکہ انہیں مایوسی کے بعد اطمیان وسکون عطا کیا گیا اور وہ ناامیدی کے بعد بامراد ہوئے اور ارحم الراحمین خدا نے انہیں ضائع ہونے سے بچا لیا۔ یہ سب مصیبت ان پر محض اس لئے آئی کہ خدائے رحمٰن کی پیشگوئی میں کوئی شرط موجود نہ تھی اور اگر انہیں کسی شرط کا علم ہوتا تو وہ ناراض ہوکر فرار اختیار نہ کرتے اور نہ مدہوشوں کی طرح سرگرداں پھرتے اور جب حضرت یونس علیہ السلام نے غلط فہمی کی بناء پر استقامت اور استقلال کو ترک کر دیا اور جلا وطنی اور نقل مکانی کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مچھلی کے پیٹ میں داخل کر دیا۔ پھر اُس مچھلی نے آپ کو ایک خشک اور چٹیل میدان میں پھینک دیا اور یہ سب مشکلات آپ پر اِس لئے آئیں کہ ﴿۲۲۶﴾
انہوں نے اپنی جگہ کو ترک کر کے تنگ دلی کا اظہار کیا اور اپنے مقام کو خدائے علّام کے اِذن کے بغیر چھوڑ دیا اور شتاب کاروں کا رویّہ اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا انہیں مچھلی کے پیٹ میں داخل کرنا اس ناراضگی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تھا جو آپ سے پریشان خاطر لوگوں کی طرح صادر ہوئی۔

وكــذٰلك ســمّــاه الــلّٰــه ذا الـنـون، بـمـا ظهـر مـنـه حِدّةٌ ونُـونٌ، بـالـغـضــب الـمـكنون، ولا يـلـيـق لأحـد أن يغضب علٰى ربّ العالمين.

فـالـحـاصـل أنّ قصة يونس فـى كـلام اللّٰه القدير، دليل علٰى أنـه قـد يؤخَّر عذاب اللّٰه من غير شرط يوجب حكم التأخير، كما أُخِّـرَ فـى نبأ يونس بعد التشهير، فـكيف فـى نبـأ يـوجد فيـه شرط الــرجـوع؟ فـفـكّــر بـالخضوع والخشوع، ولا تنسَ حظّك مِنَ التـقوىٰ والدين. وإن قصة يونس مـوجـودة فـى الـقـرآن والـكتب الســابـقة والأحــاديـث النبوية، ولـيــس هـنــاك ذكـرُ شرط مع ذكــر الــعـقـوبة، وإن لـم تـقبَـل فعليك أن تُرينا شرطًا فى تلك الـقـصة، فـلا تـكنْ كالأعمٰى مَعَ ﴿۲۲۷﴾
وجود البصارة. واعلم أن الشرط لم يـكن أصلا فى القصة المذكورة،

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ذوالنون رکھا کیونکہ آپ سے ''نون'' یعنی تیزی ظاہر ہوئی تھی اور دل میں بھرے ہوئے غصہ کا اظہار ہوا حالانکہ ہوا حالانکہ کسی کو خدائے ربّ العالمین سے ناراض ہونا مناسب نہیں۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ جو خدائے قدیر کے کلام میں بیان ہوا ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کا عذاب بغیر ایسی شرط کے جو پیشگوئی میں مذکور ہو تاخیر میں ڈال دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی کی تشہیر کے بعد عذاب کو پیچھے ڈال دیا گیا۔ پس اُس پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر کا ہوجانا جس میں رجوع کی شرط بھی پائی جاتی ہو کیونکر قابل اعتراض ہوسکتا ہے۔ پس خشوع و خضوع کے ساتھ غور کرو اور اپنے تقویٰ اور دین کو نہ بھولو۔ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید، کتبِ سابقہ اور احادیثِ نبویہ میں موجود ہے اور وہاں سزا کے ذکر کے ساتھ کسی شرط کا ذکر نہیں اور اگر تم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو تم پر لازم ہے کہ اس قصہ میں کوئی شرط ہمیں دکھاؤ۔ پس بصارت رکھنے کے باوجود نابینا نہ بنو اور جان لو کہ اس قصہ میں ہرگز کوئی شرط موجود نہیں تھی۔

ولأجل ذلک ابتُلِیَ یونس وصار من الملومین، ونزلت علیه الهموم، وأخذه الضجرُ المذموم، حتی استشرفَ به التلَفُ، ونسِی کلَّ بلاء سلَف، وظنّ أنه من المُفتَنین. فما کان سبب افتنانه إلّا أنّه استیقن أنّ العذاب قطعیٌّ لا یُرَدّ، وأنه سیقع فی المیعاد کما یودّ، فانقضی المیعاد وما استَنْشیٰ من العذاب ریحًا، وما استغشیٰ لباسًا مریحًا، فأضجرَه هذا الادّکار، واستهوتْه الأفکار، وکان رأَی القومَ غالین فی المِراء، ومُنبرین بالإباء، فحسِب أنه من المغلوبین. فقال لن أرجع إلیهم کذّابًا ولن أسمع لعن الأشرار، وما رأیٰ طریقًا یختاره، فألقٰی نفسه فی البحر الزَخّار، فتدارکَه رُحم ربّه والتقمَه الحوت بحکم الله الجبّار،

اور اِسی لئے حضرت یونس علیہ السلام ابتلاء میں ڈالے گئے اور مورد ِملامت ہوئے۔ آپ پر ہموم وغموم نازل ہوئے اور آپ کو تنگیٔ دل نے پکڑ لیا یہاں تک کہ آپ موت کے قریب پہنچ گئے اور تمام سابقہ مصائب کو بھول گئے اور انہوں نے یقین کرلیا کہ وہ سخت آزمائش میں ڈالے گئے ہیں۔ آپ کا فتنہ میں پڑنے کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ عذاب قطعی اور اٹل ہے اور یہ کہ وہ عذاب آپ کی خواہش کے مطابق وقت مقررہ پر ضرور آئے گا لیکن مقررہ وقت گزر گیا اور انہوں نے عذاب کی بُو تک بھی نہ سونگھی اور نہ وہ اطمینان وسکون کا لباس زیبِ تن کر سکے۔ پس اس واقعہ کی سرگزشت نے آپ کو بے چین کردیا اور افکار نے آپ پر غلبہ پا لیا اور چونکہ وہ اپنی قوم کی اس حالت کو دیکھ چکے تھے کہ وہ خصومت میں حد سے بڑھ گئے اور انہوں نے انکار میں جلد بازی سے کام لیا ہے اس پر آپ نے سمجھ لیا کہ وہ قوم کے مقابلہ میں ہار گئے ہیں پس انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ میں کذّاب بن کر اپنی قوم کے پاس واپس نہ جاؤں گا اور نہ ہی شریروں کے لعن طعن سنوں گا اور آپ کو کوئی راہ نہ سُوجھی جسے اختیار کرتے لاچار آپ نے اپنے آپ کو بحرِ زخّار میں ڈال دیا لیکن رحمتِ الٰہی نے آپ کو اس رنگ میں بچا لیا کہ انہیں خدائے جَبّار کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا

ورأى مـا رأى بـقـلـب حـزيـن. فـمـن الـمـعلوم أنه لو كان شرط فـي نـزول الـعـذاب، لـما اضطر يـونـس إلٰـى هذا الاضطـراب، ومـا فـرّ كـالـمـتـنـدمـيـن. أما تـقـرأ كتـب الأوّلـيـن وقـول خـاتـم الـنـبيّـن؟ أتـجـد فيهـا أثـرًا مـن الشـرط؟ فأَخْرِجْ لنا إن كنت مِنَ الصادقين.

فـالآن مـا رأيـک فـي أنـبـاء قُيِّـدتْ بشرط الرجوع والتوبة ؟ ألـيـس بـواجـب أن يـرعـى اللّٰـه شـروطـه بالفضل والرحمة؟ وقد قـرأنـا عـليـک تـفـاصيل هذه الـقـصة، وفتـحـنـا عليكم أبواب الـمـعـرفة واليقين. فـمـا لكم لا تـرون الـحـق بـنـور الـفـراسة؟ وتسقُطون كَالْأَذِبَّة على النجاسة، وتُـعـرِضـون عـن الشهـد والـقَـنـد، وتسـعـون إلٰـى عَـذِرَة الـفرية والفَند، ولا تبتغون لذاذة الـطيّبـات، وتـموتون للخبيثات،

اور انہوں نے بڑے غمگین دل کے ساتھ بہت بڑی مصیبت اٹھائی۔ پس معلوم ہوا کہ اگر نزولِ عذاب میں کوئی شرط ہوتی تو یونس علیہ السلام اس بےقراری کی حالت کو نہ پہنچتے اور ندامت زدہ لوگوں کی طرح اپنی قوم سے راہِ فرار اختیار نہ کرتے ۔ کیا تم پہلے لوگوں کی کتب اور حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو نہیں پڑھتے ؟ کیا تم ان میں کوئی شرط پاتے ہو؟ اگر تم سچے ہو تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔

پس اب ان پیشگوئیوں کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے جنہیں توبہ اور رجوع کی شرط سے مقیّد کیا گیا ہے؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ مقررہ شرائط کا لحاظ رکھے۔ اور ہم نے تیرے سامنے اس قصہ کی تفاصیل بیان کر دی ہیں اور تم پر معرفت اور یقین کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم حق کو نورِ فراست سے نہیں دیکھتے اور مکھیوں کی طرح نجاست پر گرتے ہو اور شہد اور شیرینی سے منہ موڑتے ہو اور تم جھوٹ اور دروغ گوئی کے گنبد کی طرف دوڑتے ہو اور طیّبات کی لذّت نہیں چاہتے اور بُری چیزوں پر مرتے ہو،

وطِبتم نفسًا بإلغاء الحقّ والدين، ونبذتم حُكم ديّان غمرتْ مواهبُه العالمين.

اورحق اور دین کو باطل ٹھہرا کر تم خوش ہوا اور تم نے اس جزاء سزا دینے والے کے حکم کو جس کے عطایا نے عالمین ڈھانپا ہوا ہے تم نے پھینک دیا۔ ﴿۲۲۹﴾

بِوَحْشِ الْبَرِّ يُرْجَى الْإِ ئْتِلَافُ
وَكَيْفَ الْإِ ئْتِلَافُ بِمَنْ يَّعَافُ

جنگل کے جانوروں سے دوستی کی امید کی جا سکتی ہے اور اس سے کیونکر دوستی ہو سکے جو کراہت رکھتا ہے۔

قَرَينا المُعرضين بطيّباتٍ
فردّوا ما قرينا هم وَعَافُوْا

ہم نے اعراض کرنے والوں کی طیّب چیزوں سے ضیافت کی۔ سوانہوں نے ہماری ضیافت کو رد کر دیا اور کراہت کی۔

بِحُمْقٍ يَحْسَبُوْنَ الدَّرَّ ضَرًّا
وَاَجْيَافُ الْفَسَادِ لَهُمْ جُوَافُ

حماقت سے وہ دودھ کو ضرر رساں خیال کرتے ہیں۔ اور فساد کے مردار اُن کے نزدیک مچھلی ہیں۔

فَمَا اَرْدَى الْعِدَا اِلَّا اِبَاءٌ
وَظَنُّ السَّوءِ فِيْنَا وَاعْتِسَافُ

سوائے انکار اور ہم سے بدظنی اور ظلم کے دشمنوں کو کسی چیز نے ہلاک نہیں کیا۔

كِلَابُ الْحَيِّ قَدْ نَبَحُوْا عَلَيْنَا
وَلَا يَدْرُوْنَ حِقْدًا مَّا الْعَفَافُ

قبیلے کے کتے ہم پر بھونکے اور وہ کینے کی وجہ سے نہیں جانتے کہ پرہیز گاری کیا چیز ہے۔

وَقَدْ صِرْنَا حُدَيَّا النَّاسِ طُرًّا
وَبُرْهَانِيْ لِمُرَّانِيْ ثِقَافُ

ہم بطریق مقابلہ ومعارضہ تمام لوگوں کے لئے آمادہ ہو گئے اور میری دلیل میرے نیزوں کے لئے سیدھا کرنے کا آلہ بن گئی۔

اَرَى ذُلًّا بِسُبْلِ الْحَقِّ عِزًّا
وَوَهْدِيْ فِيْ رِضَا الْمَوْلٰى شِعَافُ

میں ذلّت کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عزت خیال کرتا ہوں اور مولیٰ کی رضا میں میری پست زمین، پہاڑ کی چوٹیوں (کی طرح) ہے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْزِيْنِ اَبَدًا
اَنَا الْبَازِي الْمُوَقَّرُ لَا الْغُدَافُ

اور بے شک اللہ مجھے ہرگز رسوا نہیں کرے گا (کیونکہ) میں باعزت باز ہوں نہ کہ سیاہ کوّا۔

فَمَا لِلْعَالِمِيْنَ نَسُوْا مَقَامِيْ
قُلُوْبٌ فِيْ صُدُوْرٍ اَوْ وِحَافُ

علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ میرا مقام بھول گئے۔ اُن کے سینوں میں دل ہیں یا کالے پتھر؟

وَقَامُوْا كَالسِّبَاعِ لِهَتْكِ عِرْضِيْ ﴿۲۳۰﴾
وَمَا بَقِيَ الْوِفَاقُ وَلَا الْوِلَافُ

وہ میری ہتکِ عزت کے لئے درندوں کی طرح کھڑے ہوئے اور نہ ان میں موافقت باقی رہی اور نہ ہی اُلفت ۔

وَلَا يَدْرُوْنَ مَا حَالِيْ وَقَالِيْ
فَإِنَّ مَقَامَنَا قَصْرٌ نِيَافُ

اور وہ میرے حال اور قال کو نہیں جانتے کیونکہ ہمارا مقام ایک بلند محل ہے۔

تَرَاهُمْ مُفْسِدِيْنَ مُكَذِّبِيْنَا
وَسِيْرَتُهُمْ عُنُوْدٌ وَّانْتِسَافُ

تُو ان کو مفسد اور مکذّب پاتا ہے اور ان کی سیرت بے راہ ہونا اور تمام گفتگو کرنا ہے۔

فَمِنْ كُفْرَانِهِمْ ظَهَرَ الْبَلَايَا
وَقَحْطٌ ثُمَّ ذَافٌ وَّانْجِعَافُ

ان کی ناشکری کی وجہ سے بلائیں اور قحط ظاہر ہوئے پھر وبا اور بیخ کنی۔

وَإِنَّ الْمُلْكَ أَجْدَبَ مَعَ وَبَاءٍ
وَيُرْجٰى بَعْدَهُ سَبْعٌ عِجَافُ

اور بے شک ملک میں قحط پڑ گیا ہے اور وباء بھی ہے اور اس کے بعد سات سالہ قحط کا اندیشہ ہے۔

إِذَا مَا جَاءَ أَمْرُ اللّٰهِ مَقْتًا
فَلَا أَعْنَابَ فِيْهِ وَلَا السُّلَافُ

جب خدا کا حکم (اُس کی) ناراضگی کی وجہ سے آئے گا تو نہ ملک میں انگور رہیں گے اور نہ شیرۂ انگور۔

وَهٰذَا كُلُّهُ مِنْ سُوْءِ عَمَلٍ
وَبِرٍّ ضَيَّعُوْهُ وَمَا تَلَافُوْا

اور یہ سب بدعملی اور اس بات کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے نیکی کو ضائع کر دیا اور تلافی نہ کی۔

فَتُوْبُوْا أَيُّهَا الْغَالُوْنَ تُوْبُوْا
وَأَرْضُوْا رَبَّكُمْ تَوْبًا وَّ صَافُوْا

پس اے غلو کرنے والو! توبہ کرو، توبہ کرو اور توبہ سے خدا کو راضی کرو اور مخلص بن جاؤ۔

وَخَافَ اللّٰهَ أَهْلُ الْعِلْمِ لٰكِنْ
غَوِيٌّ فِي الْبَطَالَةِ لَا يَخَافُ

اہل علم خدا سے ڈرتے ہیں لیکن شہر بٹالہ میں ایک گمراہ ہے جو نہیں ڈرتا۔

لَهُ شِيَمٌ كَأَنَّ الْبِيْشَ فِيْهَا
وَمَعَهَا عُجْبُهُ سَمٌّ زُعَافُ

اس کی ایسی خصلتیں ہیں گویا اس میں میٹھے تیلیے (بیش) کا زہر ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی خود پسندی ایک زہر قاتل ہے۔

لَهٗ عِنْدَ اللُّبَانَةِ كُلُّ مَيْلٍ ﴿۲۳۱﴾
وَتَلْبِيَةٌ بِطَوْعٍ وَّالطَّوَافُ

حاجت کے وقت تو اس میں پورا میلان ہے اور رضا مندی سے لَبَّیْک کہنا اور طواف کرنا بھی۔

وَلَـمَّـا حَـازَ مَـطْلَبَـهُ وَاَقْـنٰـى
فَبَـارَى كَـالْـعِـدَا وَ بَدَا الْخِلَافُ
عَـلَـى الْإِسْـلَامِ هٰذَا الرَّجُلُ رُزْءٌ
وَمَـقْـصَـدُهٗ فَسَـادٌ وَّازْدِهَـافُ

ثـم من اعتراضات العلماء وشبهـاتهـم التـى أشـاعوهـا فى الـجهلاء ، أنهـم قـالـوا إن هـذا الـرجـل لا يعلم شيئا من العربية، بـل لا حظَّ له من الفارسية، فضلًا مِـن دَخْـلِـه فـى أسـاليـب هذه الـلّهـجة، ومـع ذٰلک مـدحـوا أنفسهم وقالوا إنا نحن من العلماء الـمتبـحرين. وقالوا إنه كُلّ ما كتب فـى الـلسـان الـعـربية، من العبارات الـمحبَّرة ، والـقـصـائد المبتكرة، فـليـس خـاطِـرُه أبـا عُذْرِها، ولا قريحته صدفَ لآليها ودُرَرِها، بل ألّـفها رجل من الشـاميّـين، وأخذ عـليـه كثيـرا مـن الـمـال كـالـمستـأجـرين، فليكتُبِ الآن بعد ذهابه إن كان من الصادقين.
فيا حسـرةً عـليهم ! إنهم

جب اس نے اپنا مطلب نکال لیا اور اسے حاصل کر لیا
تو دشمن کی طرح مقابلہ پر آ گیا اور مخالفت ظاہر ہو گئی۔
یہ شخص اسلام پر ایک مصیبت بنا ہوا ہے اور اس کا مقصد
فساد اور جھوٹ بولنا ہے۔

پھر علماء کے اعتراضات اور شبہات میں سے جو انہوں نے جاہلوں میں پھیلائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ آدمی عربی زبان میں سے کچھ نہیں جانتا بلکہ اس کو فارسی سے بھی کوئی حصہ نہیں ملا چہ جائیکہ اس لہجہ (عربی) کے اسالیب میں داخل ہو۔ بایں ہمہ انہوں نے اپنی تعریف کی اور دعویٰ کیا کہ ہم ہی متبحر علماء میں سے ہیں اور کہا کہ آراستہ و پیراستہ عبارات اور اچھوتے قصائد میں سے جو کچھ اس نے عربی زبان میں لکھا ہے وہ اس کا طبع زاد نہیں، نہ اس کا مزاج ان (عبارتوں) کے موتیوں اور جوہرات کا صدف ہے، بلکہ یہ شامیوں میں سے کسی آدمی نے تألیف کئے ہیں اور اس نے اس پر معاوضہ لینے والوں کی طرح کثیر مال لیا ہے۔ پس اگر یہ سچا ہے تو اب اُس شخص کے جانے کے بعد لکھے۔
پس افسوس ان پر وہ شبہات کی نیند سے

لا يستيقظون من نعاس الارتياب، ولا يسرحون النواظر في نواضر الصدق والصواب، ولا ينتهجون مهجّة المنصفين. وتركوا اللّٰه لأشاوِى حقيرةٍ، وأهواء صغيرة، فإلامَ يعيشون كالمتنعمين؟ يُصَأْصِئون كما يصأصأ الجَرْوُ ولا يستبصرون، ويضاهى بعضهم بعضًا في الجهل فهم متشابهون وإذا قيل لهم تعالوا إلٰى حقٍّ ظهَر، وقمرٍ بهَر، فتشمئزّ قلوبهم ويهربون مستنفرين. أولئک الذين هتک اللّٰه أسرارهم، وكدّر أنظارهم، فتراهم كالعَمِين. يريدون أن يفسدوا في الأرض عند إصلاحها و جزّءُوا الأمانة والدين.

أتنفعهم أقوالهم إذا سُئل ما أفعالهم، أو يفيدهم إفنادهم إذا ظهر فسادهم، أو يُبرَّؤون مع كونهم من الفاسقين؟

بیدار نہیں ہوتے اور نہ نظروں کو سچائی اور درستگی کے سبزہ زاروں میں چھوڑتے ہیں اور نہ انصاف کرنے والوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کو حقیر اشیاء اور چھوٹی چھوٹی خواہشات کی خاطر ترک کر دیا ہے۔ پس کب تک وہ آسودہ حال لوگوں کی طرح زندگی بسر کریں گے؟ وہ کتے کے پلّے کی طرح بند آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے۔ اور ان میں سے بعض بعض سے جہالت میں مشابہت رکھتے ہیں اور وہ باہم مشابہ ہیں، اور جب ان سے کہا جائے کہ جو حق ظاہر ہو گیا اور جو چاند روشن ہو گیا اس کی طرف آؤ، تو ان کے دل انقباض کرتے ہیں اور وہ نفرت کرتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے پردے اللہ نے چاک کر دیئے اور ان کی آنکھوں کو دھندلا دیا۔ پس تو انہیں اندھوں کی طرح دیکھتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ زمین میں اس کی اصلاح کے وقت فساد کریں اور انہوں نے دین اور امانت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

جب اُن سے اُن کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا تو کیا ان کی باتیں ان کو فائدہ دیں گی یا جب ان کا فساد ظاہر ہو جائے گا تو انہیں ان کی دروغ گوئی کوئی فائدہ دے گی؟

لا يتّقون عالِمَ سريرتِهم، ولاّ ينتهُون عن صَغيرتهم ولا كبيرتهم، ويعثُون في الأرض مُعتدين. يتركون أوامر اللّٰه ولا يكترثون، ويتبعُون زهوهم ولا يُبَالون، ويسعون إلى السيّئات ولا ينتهون. أيظنّون أنّهم يُتركون في الدنيا ولذّاتها، ولا يُقادون إلى الحاقّة ومجازاتها، ولا يُؤخذون كالمفسدين؟ أيحسبون أنهم ليسوا بمَرْأَى رقيبهم، ولا بمشهد حسيبهم؟ ألا يعلم اللّٰه ما يجترحون كالخائنين؟

يلِجون غابة الشيطان، ويذَرون حديقة الرحمٰن، ويمرّون بالحق مُستهزئين. وإذا قيل لهم اقبَلوا الحق كما قبِل العلماء وأْتُوني كما أتى الأتقياء، صعّروا خدودهم كالمستكبرين. وقالوا لو لا أُلّف بعدَ الشاميّ كتابًا، إنْ كان صادقًا

﴾۲۳۳﴿ وہ اپنے اندرونوں کا علم رکھنے والے (خدا) سے نہیں ڈرتے اور اپنے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے باز نہیں آتے اور حد سے تجاوز کرتے ہوئے زمین میں فساد کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے احکام کو ترک کرتے ہیں اور پروانہیں کرتے اور وہ اپنے تکبر کی اتباع کرتے ہیں اور پروانہیں کرتے۔ اور برائیوں کا قصد کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ دنیا اور اس کی لذّتوں میں چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور قیامت اور اس کی جزا سزا کی طرف ہانک کر نہیں لے جائے جائیں گے اور فسادیوں کی طرح پکڑے نہیں جائیں گے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے نگران کی نگاہ میں اور اپنا حساب لینے والے کی نظر میں نہیں ہیں۔ کیا اللہ اسے نہیں جانتا جو وہ خیانت کرنے والوں کی طرح کرتے ہیں۔

وہ شیطان کے جنگل میں داخل ہوتے ہیں اور رحمٰن کے باغ کو چھوڑتے ہیں اور وہ حق کے پاس سے استہزاء کرتے ہوئے گزرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حق کو قبول کرلو جس طرح علماء نے قبول کیا ہے اور میرے پاس آؤ جس طرح متقی آگئے ہیں تو وہ اپنے گال متکبروں کی طرح پُھلا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ سچا ہے جھوٹا نہیں تو کیوں شامی کے (جانے کے) بعد اس نے کوئی کتاب

لا كذّابًا، فليأتِنا الآن بكتاب بعده إن كان من المؤلّفين.

فجئنا الآن لنؤتيهم نظيرها، بل كبيرها، واللّٰه موهن كَيْد
الكاذبين. وقد ألّفنا هذه ۲۳۴
الرسالة، ورتّبناها كما رتّبنا الرسائل السابقة، لنُدحض حجّتهم، ونقطع أُرُومتَهم، ونمزّق مَعاذير المبطلين. وإن هذا منّي في العربيّة كآخر الكتب، وأودعتها مِن مُلح الأدب، والأشعار النُخب، ليكون صاتًا لدفعِ صخب الصاخبين، ولنهدم دار المفترين من بنيانها، وندوس جيفة وجودهم في مكانها، ولنلطم علٰى وجوه المجترئين.

وإنّ كمالي في اللسان العربي، مع قلّة جهدي وقصور طلبي، آيةٌ واضحة من ربّي، ليُظهِر على النّاس علمي وأدبي، فهل مِن مُعارِض في جموع المخالفين؟

تالیف نہیں کی اگر یہ مؤلّفوں میں سے ہے تو اب اس کے (جانے کے) بعد ہمارے پاس کوئی کتاب لائے۔

پس اب ہم آئے ہیں تا کہ ہم ان (کتابوں) کی نظیر پیش کریں بلکہ اُن سے عظیم تر اور اللہ تعالیٰ جھوٹوں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے اور ہم نے یہ کتاب لکھی ہے اور اسے اسی طرح مرتب کیا ہے جس طرح گزشتہ کتب کو مرتب کیا تھا تا کہ ہم ان کی حجت کو توڑ دیں اور ان کی جڑ کاٹ دیں۔ اور تا ہم جھوٹ بولنے والوں کے عذروں کو پارہ پارہ کر دیں اور یہ میری طرف سے عربی میں گویا آخری کتاب ہے، اور میں نے اس میں عربی کے ادب پارے اور اعلیٰ درجہ کے اشعار لکھے ہیں تا کہ شور کرنے والوں کے شور کو دور کرنے کے لئے یہ ایک طاقتور آواز ہو، اور تا ہم افتراء کرنے والوں کا گھر اس کی بنیادوں سے اکھاڑ دیں اور ان کے وجودوں کے مردار کو اس کی جگہ میں ہی کچل دیں، اور تا کہ ہم بے باکی کرنے والوں کو مونہوں پر تھپڑ ماریں۔

اور یقیناً عربی زبان میں باوجود میری کمیٔ کوشش اور کوتاہیٔ جستجو کے مجھے جو کمال حاصل ہے وہ میرے ربّ کی طرف سے ایک واضح نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا مخالفوں کے گروہوں میں کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آوے؟

وإنـي مـع ذٰلک عُـلِّمتُ أربـعين ألفًا من اللغات العربيّة، وأُعطيتُ بسـطةً كـاملة في العلوم الأدبيّة، مـع اعتـلالـي فـي أكثر الأوقـات وقـلّة الـفتـرات، وهذا فضل ربّي أنـه جعلني أبرَعَ مِن بني الفُرات، وجـعـلني أعذبَ بيانًـا مـن الماء الفُـرات. وكـما جعلني من الهادين الـمهـديين، جـعـلـنـي أفصح الـمتـكـلـمـين. فـكـمْ مِـن مُـلـح أُعطيتُها، وكم من عذراءَ عُلِّمتُها! فـمـن كـان مِـن لُسُـنِ العلمـاء، وحـوَى حُسْـنَ البيـان كـالأدباء، فـإنـي أستـعـرضـه لو كـان من المعارضين المنكرين.

وقد فُقْتُ في النظم والنثر، وأُعطيتُ فيها نورًا كضوء الفجر، ومـا هٰـذا فِـعْـلَ الـعبـد، إنْ هٰذا إلّا آية ربّ العالمين. فمن أبىٰ بـعـد ذٰلک وانزوىٰ، ومـا بـارزَني ومـا انبـرىٰ، فـقـد شهِـد عـلـى صـدقي ولو كتم الشهادة وأخفىٰ.

اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے چالیس ہزار الفاظ عربی زبان کے سکھائے گئے اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔ باوجود اکثر اوقات میری بیماری اور کمیٔ فرصت کے۔ اور یہ میرے ربّ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے بنی فرات☆ سے زیادہ ماہر بنایا اور میرے بیان کو شیریں پانی سے زیادہ شیریں بنایا اور جس طرح اس نے مجھے ہادی مہدی بنایا ہے اسی طرح مجھے اَفْصَحُ الْمُتَکَلِّمِین بنایا۔ کتنے ہی عمدہ ادب پارے مجھے عطا کئے گئے اور کتنے ہی قیمتی اچھوتے علمی نکات مجھے سکھائے گئے۔ پس جو عربی زبان کے علماء میں سے ہے اور اسے ادباء کی طرح حسن بیان کا ملکہ ہے اگر وہ مخالفین منکرین میں سے ہے تو اسے مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ ﴿۲۳۵﴾

اور میں نظم و نثر میں فوقیت رکھتا ہوں اور مجھے ان میں صبح کی روشنی کی طرح نور عطا کیا گیا ہے اور یہ بندے کا کام نہیں، یہ تو ربّ العالمین کا ایک نشان ہے، پس جس نے اس کے بعد انکار کیا اور گھر بیٹھا رہا اور نہ مجھ سے مقابلہ کیا اور نہ ہی سامنا کیا تو یقیناً اس نے میری سچائی پر گواہی دی اگرچہ اس نے گواہی کو چھپایا اور مخفی رکھا۔

☆ بنی فرات سے مراد وزراءِ عباسیہ میں سے ابوالحسن علی، ابوعبداللہ جعفر، ابوعیسیٰ ابراہیم اور ان کے والد محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات ہیں۔ (ناشر)

يا حسرة على الذين يذكرونني بإنكار! لِمَ لا يأتونني في مِضمار؟ يشهَقون في مكانهم كحمار، ولا يخرجون كمُمار، إنْ هم إلّا كَعُودٍ ما له ثمر، أو كنخل ليس عليه ثمر، ثم مع ذٰلك يخدعون الجاهلين. إنْ هم إلّا كدارٍ خَرِبةٍ، أو جُدُرانٍ منقضّة. يُعلّمون الناس ما لا يعمَلون، ويقولون ما لا يفعلون. خبَتْ نارهم، وتَوارى أُوارهم، وختم اللّٰه علٰى قلوبهم، وأَبادهم بعد شحوبهم، فتراهم كأموات غير أحياء ساقطين. وكان في هذه الديار **تسعةُ رَهْطٍ من الأشرار**، وكانوا مفسدين في الأرض ولا ينتهجون مهجّة الخِيار، وما كانوا صالحين. ووجدتُهم في الكبر والإباء، كالجُملة المتناسبة الأجزاء، أو كأمراض متشابهة في الخبث والإيذاء، ورأيتُ كلّهم من المعادين المعتدين. ﴿۲۳۶﴾

وائے افسوس ! ان لوگوں پر جو مجھے انکار کرتے ہوئے یاد کرتے ہیں۔ وہ میرے سامنے میدان میں کیوں نہیں آتے ؟ وہ اپنی جگہوں پر گدھے کی طرح ہینگتے ہیں اور جنگ کرنے والے کی طرح نہیں نکلتے، وہ محض بے ثمر شاخ کی طرح ہیں یا کھجور کے ایسے درخت کی طرح جس پر پھل نہیں، پھر اس کے باوجود وہ جاہلوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ وہ تو صرف ویران گھر کی طرح ہیں یا گری ہوئی دیواروں کی طرح ۔ وہ لوگوں کو وہ سکھاتے ہیں جو وہ خود نہیں کرتے ،اور وہ کہتے ہیں جس پر خود عمل نہیں کرتے ۔ ان کی آگ بجھ گئی اور ان کی شعلے ماند پڑ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور ان کی لاغری کے بعد اس نے انہیں تباہ کر دیا۔ پس تو انہیں مردوں کی طرح گرے ہوئے پاتا ہے نہ کہ زندوں کی طرح اور اس ملک میں نو شریروں کا گروہ تھا۔ اور وہ زمین میں فساد کرتے تھے اور صلحاء کی راہ پر نہیں چلتے تھے اور وہ نیکوکار نہیں تھے۔ اور میں نے ان میں کبر و انکار کو ایسے جملہ کی طرح پایا جس کے اجزاء میں موزونیت ہوتی ہے یا ایسی امراض کی طرح پایا جو خرابی اور ایذا دہی میں باہم متشابہ ہوتی ہیں اور میں نے ان سب کو حد سے تجاوز کرنے والے دشمنوں میں سے پایا۔

فمنهم رجلٌ أَمْرَتْسَرى يقال له " **الرسل البابا** " إنه امرؤ لا يعرف صدقًا ولا صوابا، وكذّب بآياتنا كِذّابا. وخالَطه زُمَرٌ من السفهاء، فقعدوا بحذاء شمس كالحِرباء، وقالوا إنا نريد أن نعارضك كالأدباء، ولكنا لا نجيئك كما تريد بل أْتِنا كالغرباء، وإذا جئت فنبارز كالمعارضين.

فعِفْتُ المسعى فى أوّل نظرى إلى الجهلاء، و أخذتنى أَنَفةٌ أن أحضُر مجلس الحمقاء، ثم رأيتُ أن لا تعنيفَ على من يأتى الكنيف. فقبلتُ كُلّ ما قالوا، ومِلتُ إلى مَا مَالوا، وكتبت إليهم أنى أقبل أن أكتب مناضِلا فى ندوتكم، فعليكم أن تكتبوا مثل ما أكتب أمام مُقْلَتكم، أو اسْمعونى ما أكتب كما زعمتم كمال درايتكم، فصمتوا وسكتوا كأنهم من الميتين.

ان میں سے ایک شخص امرتسری ہے جسے ''رُسل بابا'' کہا جاتا ہے۔ وہ ایسا آدمی ہے جو صدق وصواب کونہیں پہچانتا اور ہمارے نشانات کی اس نے انتہاء درجہ کی تکذیب کی اور بیوقوفوں کے گروہ اس سے مل گئے اور وہ گرگٹ کی مانند سورج کے بالمقابل بیٹھ گئے۔ اور دعویٰ کیا کہ ہم ادیبوں کی طرح تم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں مگر جس طرح تم چاہتے ہو اس طرح ہم تیرے پاس نہیں آئیں گے بلکہ تو ہمارے پاس اجنبیوں کی طرح آ اور جب تو آئے گا تو ہم مقابلہ کرنے والوں کی طرح مقابلہ کریں گے۔

ابتدائی طور پر میں نے جہلاء کے مقابلہ پر کوشش
کرنے کو ناپسند کیا اور میری عزتِ نفس نے احمقوں کی
مجلس میں حاضر ہونے سے مجھے روکا پھر میں نے سوچا ﴾۲۳۷﴿
کہ جو بیت الخلاء میں جاتا ہے اس پر کوئی سرزنش
نہیں۔ پس جو کچھ انہوں نے کہا میں نے قبول کرلیا اور
جدھر وہ مائل ہوئے میں بھی مائل ہوگیا۔ اور میں نے
انہیں لکھا کہ میں تمہاری مجلس میں مقابلہ کے لئے لکھنا
قبول کرتا ہوں۔ پس تم پر بھی ضروری ہے کہ تم بھی
جیسے میں تمہاری آنکھوں کے سامنے لکھوں ویسے ہی
لکھو یا جو میں لکھوں وہ مجھے سناؤ جیسا کہ تمہیں اپنے
کمال علم کا زعم ہے۔ پس وہ خاموش ہوگئے اور ساکت
ہوگئے گویا کہ وہ مُردوں میں سے ہیں۔

وقد أُشيعَ بعده الاشتهارُ وأُفْشِيَ الأخبار، وأمضَضْناهم وأحفَظْناهم فصمتوا كرجلٍ ألثغَ، وسكتوا كالذى علٰى تُرْبِ الهوان مُرِّغَ، فانقلبنا عنهم كالمنصورين. فيا حسرة على "الرسل البابا". إنه ما خاف ربًّا توّابًا، ورأى ذُلًّا وتبابًا، وإنه شبَّ نارًا ثم أخمدها خوفًا واضطرارًا، وجال فى شجون، ثم خاف مخلبَ مَنون، ونسى كل مجون، ومع ذٰلک ما ترک سِيَرَ المتكبّرين.

اَلا اَيُّهَا الْاَبَّارُ مِثْلَ الْعَقَارِبِ
اِلَامَ تُرِىْ كِبْرًا وَّ لَىَّ الشَّوَارِبِ
وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَطْرَةٌ تَحْتَ وَهْدَةٍ
فَلَا تَتَصَادَمُ بِالْبُحُوْرِ الزَّغَارِبِ

ومن التسعة الذين أشرتُ ﴿۲۳۸﴾
إليهم رُجَيلٌ يقال له "أَصْغَر"، وإنه يزعم فى نفسه كأنه أكبر، ويزدرينى مفتريًا مِن غير استحياء، ويسبّنى فى محافل وأملاء،

اور اس کے بعد ایک اشتہار شائع کیا گیا اور خبریں پھیلا دی گئیں اور ہم نے انہیں تکلیف دی اور انہیں غصہ دلایا مگر وہ بعض حروف کی درست ادائیگی نہ کر سکنے والے شخص کی طرح خاموش رہے اور ایسے شخص کی طرح خاموش ہوگئے جو ذلّت کی خاک سے آلودہ کیا گیا ہو۔ پس ہم ان کے ہاں سے کامیاب ہوکر لوٹے۔ وائے حسرت! رُسل بابا پر، وہ خدائے توّاب سے نہ ڈرا اور اس نے رُسوائی اور تباہی دیکھی اور اس نے ایک آگ بھڑکائی پھر اسے خوف اور بے چینی کی وجہ سے بجھا دیا اور وہ غموں میں سرگرداں رہا۔ پھر موت کے پنجہ سے ڈرا اور ہرنوع کی بے باکی کو بھول گیا بایں ہمہ متکبروں کے اطوار نہیں چھوڑے۔

اے بچھوؤں کی طرح نیش زن! تو تکبر اور مونچھوں کو تاؤ دینا کب تک ظاہر کرتا رہے گا۔
تُو تو غار کی تہہ میں صرف ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے سو بڑے دریاؤں سے متصادم مت ہو۔

اور ان نو[9] آدمیوں میں سے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ایک حقیر آدمی ہے جس کا نام "اصغر" ہے اور اپنے گمان میں وہ خود کو اکبر سمجھتا ہے اور بے شرمی سے افترا کرتے ہوئے میری ہتک کرتا ہے اور مجالس اور مجمعوں میں مجھے گالیاں دیتا ہے۔

فسيعلم كيف يُجعَل من الأصغرين. إنه يتبع الهوىٰ، ولا يَجْرى طَلْقًا مع التقوىٰ. يريد أن يفضّ ختوم الشهوات ولو بالجنايات، ويجتنى قطوف اللذّات ولو بالمحرّمات. وكذٰلک تأهّبت له الرفاق، وازداد من المنافقين النفاق، واستحكمَ فى الطباع الذميمة، حتى سبق إخوانه فى النميمة. ومَا أرىٰ مَدْحَرةً لشيطانه، إلّا أن أدعوه لامتحانه، فأُقبِل عليه إقبالَ طالبِ المناضلَ، ليتبيّن أمر الجاهل والفاضل. وإنه كان يطلبنى لِوَغاه، فاليوم نُرضيه بما يهواه. وقد خاطبتُه من قبل ذاتَ العُوَيم، لأزيل ما علا قلبَه كالغَيم، فقلتُ آتِنى كالرائد وتمتَّعْ من الموائد، فإن كنتَ رأيناک كسحابِ مُطيرٍ، أو ثبت معک مِن البلاغة كمَيْرٍ، فنؤمن بک وبحسن بيانک،

پس وہ عنقریب جان لے گا کہ کیسے وہ ذلیل ہونے والوں میں سے بنایا جاتا ہے۔ وہ خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور مطلق تقویٰ کی راہ پر نہیں چلتا۔ وہ شہوات کی مہروں کو توڑنا چاہتا ہے خواہ گناہوں کے ذریعہ (ہی توڑے)، اور لذّات کے پھل چننا چاہتا ہے خواہ حرام کردہ اشیاء سے حاصل کرے اور اسی طرح کے اس کے دوست ہیں۔ اور وہ نفاق میں منافقین سے بھی بڑھ گیا اور بد سرشت میں مضبوط ہوگیا، یہاں تک کہ چغل خوری میں اپنے بھائیوں سے آگے نکل گیا۔ میں اس کے شیطان کو دفع کرنے کا کوئی طریقہ نہیں پاتا۔ سوائے اس کے کہ میں اسے آزمائش کے لئے بلاؤں اور مدِّ مقابل کے سامنے مقابلہ کے طالب کی طرح آؤں تاکہ جاہل و فاضل کا معاملہ واضح ہوجائے۔ وہ مجھے اپنے مقابلے کے لئے طلب کرتا تھا پس آج ہم ویسے ہی کر کے اسے راضی کرتے ہیں جیسا وہ چاہتا ہے۔ میں نے چند سال قبل اسے مخاطب کیا تھا تاکہ اس کے دل پر گہرے بادل کی طرح جو کچھ چھا گیا ہے اسے دور کروں۔ پس میں نے کہا کہ میرے پاس متلاشی کی طرح آؤ اور میرے مائدہ سے متمتع ہو۔ پس اگر ہم نے تجھے ہلکی بارش والے بادل کی طرح دیکھا یا تُجھ سے بلاغت میں سے قُوت لَا یَموت ثابت ہوگئی تو ہم تجھ پر اور تیرے حُسنِ بَیان پر ایمان لے آئیں گے ﴾۲۳۹﴿

ونشيعُ صفاتِ علوِّ شأنِك، فيسُوغ لك بعده أن تغلّطنا في إملا ئنا، وتأخذ أغلاط إنشائنا، كما أنت تظن كالجاهلين الغافلين. ومع ذٰلك نحسبك أنك ذو مِقْوَلٍ جَرِيٍّ، ونابغةُ كلام عربيّ، ويجوز لك ما لا يجوز لغيرك من ازدراء والطعنِ على إملاءٍ، وتُحمَد عند الناس كالفاضلين المؤدّبين.

وأما طَرْزُ ازدرائك، قبل إثبات علمك وعلائك، فما هذا إلا لُبوسُ سفيهٍ يترك الحياء، وعادة ضريرٍ لا يرى الأضواء، فيحسَب النهار المنير ظلامًا، والوابلَ جَهامًا. وإن كنتَ من رجال هذا المضمار، ووليجة أهل هذه الدّار، فأَرِنا كمال إنشائك قبل ازدرائك، وأْتِ بكتاب من مثل هذا الكتاب، ثم اجعلْ بيني وبينك حَكَمًا أحدًا من أولي الألباب.

اور تیری علوِّ شان کی خوبیاں پھیلا دیں گے۔ تب اس کے بعد تیرے لئے جائز ہوگا کہ تو ہماری تحریر کی غلطیاں نکالے اور ہماری انشاء کی اغلاط پر گرفت کرے جیسا کہ تو جاہلوں غافلوں کی طرح گمان کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم تجھے فصیح اللّسان اور عربی کلام میں نابغۂ روزگار سمجھیں گے اور تیرے لئے ہماری تحریر کا تحقیر کرنا اور نکتہ چینی کرنا جائز ہوگا جو تیرے سوا کسی اور کے لئے جائز نہ ہوگا اور لوگوں کے ہاں فاضلوں ادیبوں کی طرح تیری مدح کی جائے گی۔

تیری اپنی علمیّت وعلوّ مرتبت کرنے سے قبل عیب گیری کرنے کا طریق صرف حیا ترک کرنے والے بیوقوف کا لبادہ ہے، اور ایسے اندھے کی عادت ہے جو روشنیاں نہیں دیکھتا۔ پس وہ روز روشن کو اندھیرا سمجھتا ہے اور موسلا دھار بارش کو بے آب بادل سمجھتا ہے اور اگر تو اس میدان کے مردوں میں سے ہے اور اس گھر والوں کا دلی دوست تو عیب چینی کرنے سے قبل ہمیں اپنی انشاء پردازی کا کمال دکھا اور اس کتاب جیسی کتاب لے آ۔ پھر میرے اور اپنے درمیان عقلمندوں میں سے کسی ایک کو ثالث بنا۔

فإن شهِد الحَكَم على كمالك وحسن مقالك، وظنّ أنك جئت بأحسن من كلامي، وأريتَ نظامًا أجملَ من نظامي، فلك مِن بعد أن تتخذ جدّی عبثًا، وتجعَل تِبری خَبَثًا، و أن تحسب دُرّی الغُرَّ كليلٍ دامسٍ، وبيانی الواضحَ كطريقٍ طامس، وتُشيع عِثاری فی العالمين. و إن لم تفعل، ولن تفعل، فاتّقِ لعن اللّاعنين.

اَلا لا تَعِبْنِیْ كَالسَّفِيْهِ الْمُشَارِزِ
وَاِنْ كُنْتَ قَدْ اَزْمَعْتَ حَرْبِیْ فَبَارِزِ
وَاِنَّكَ تَذْكُرُنِیْ كَرَجُلٍ مُّحَقِّرٍ
وَتَلْمِزُنِیْ فِیْ كُلِّ آنٍ كَمَارِزِ
وَاِنَّا سَمِعْنَا كُلَّ مَا قُلْتَ نَخْوَةً
اَتَحْسَبُ خَضْرَائِیْ بِحُمْقٍ كَتَارِزِ
وَمَا كُنْتُ صَوَّالًا وَّلٰكِنْ دَعَوْتَنِیْ
وَ قَدْ بَانَ اَنَّكَ تَزْدَرِيْنِیْ كَغَارِزِ
وَ لَاخَيْرَ فِیْ طَغْوَاكَ يَا ابْنَ تَكَبُّرٍ
وَ يَفْقَأُ رَبِّیْ عَيْنَ دُوْنٍ مُّعَارِزِ

پس اگر اُس ثالث نے تیرے کمال اور تیرے حسنِ کلام کی گواہی دی اور سمجھا کہ تو نے میرے کلام سے عمدہ کلام پیش کیا ہے اور تم نے میری ترتیب سے خوبصورت ترتیب دکھائی ہے تو اس کے بعد تجھے حق ﴿۲۴۰﴾ ہوگا کہ تو میری جد و جہد کو عبث شمار کرے اور میرے خالص سونے کو ملاوٹ شدہ قرار دے اور تو میرے چمکدار موتی کو شبِ تاریک کی طرح اور میرے واضح بیان کو مٹے ہوئے راستے کی طرح سمجھے اور تو میری لغزش کو ساری دنیا میں پھیلا دے اور اگر تو نے یہ نہ کیا اور تو ہرگز نہیں کر سکے گا تو لعنت کرنے والوں کی لعنت سے ڈر۔

خبردار! نادان جنگجو کی طرح مجھے عیب نہ لگا اور اگر تُو نے مجھ سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا تو میدان میں نکل۔

اور بے شک تو میرا ذکر ایک حقارت کرنے والے آدمی کی طرح کرتا رہتا ہے اور مجھ پر ہر لحظہ عیب جو کی طرح عیب لگاتا رہتا ہے۔

اور بے شک ہم نے سن لیا ہے جو کچھ تو نے تکبّر سے کہا ہے۔

کیا تو میرے سبزہ کو حماقت سے خشک چیز کی طرح سمجھتا ہے۔

اور میں حملہ کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن تو نے مجھے دعوت دی اور بے شک ظاہر ہو چکا ہے کہ سُوئی چبھونے والے کی طرح تو مجھے عیب لگا کر (دکھ دیتا) ہے۔

اے متکبّر! تیرے حد سے تجاوز کرنے میں کوئی بھی بھلائی نہیں اور میرا ربّ کمینے معاند کی آنکھ پھوڑ دے گا۔

فَحَرِّجْ عَلٰى نَفْسٍ تُبِيْدُکَ وَاجْتَنِبْ
مَنَــاهِـجَ فَـقْـأٍ فَـاجَـئَـتْکَ کَفَـارِزِ
وَ لَا تَـنْـتَهِـجْ سُبُلَ الْغَوَايَةِ وَاکْتَئِبْ
عَـلٰـى مَـاعَرَاکَ وَتُبْ بِقَلْبٍ اٰرِزِ

﴿۲۴۱﴾ وَمن الـمـعتـرضيـن الـمذكورين شيـخٌ ضـالٌ بَـطالويٌّ وجارٌ غويٌّ، يـقال له محمّد حُسَيْن ، وقد سبق الـكـلَّ فـى الكذب والمَين. وإنه أبـى واسـتـكـبـر، وأشـاع الـكـبـر وأظهــر، حتـى قيـل إنـه إمـام الـمستـكبـرين ورئيس المعتدين، ورأس الغاوين. هـو الذى كفّرنى قبـل أن يكفّر الآخرون، واعترض عـلـى كتبى وأظهر جهله المكنون. فـقـال إن تـلـك الكتب مشحونة مِـن الأغـلاط، وسـاقطة فى وحل الانـحـطاط، وليست كماءٍ مَعين. وإن هـذا الـرجـل مـن الـجاهلين، وكـل ما يوجد فى كتبه مِن مُلحها وقيـافيهـا، فـليـس قـريحتُه حجرَ أثـافيهـا، بـل تـلـک كَلِمٌ خرجت من أقلام الآخرين.

پس اپنے نفس کو جو تجھے ہلاک کر دے گا، خوب قابو کر اور نا بینائی کے راستوں سے گریز کر جو جدا کر دینے والے صحرائی راستہ کی طرح اچانک تیرے سامنے آ جائیں گے۔
اور تو گمراہی کے راستوں پر نہ چل اور غمگین ہو اُس مصیبت پر جو تجھے لاحق ہوئی اور مضبوط دل کے ساتھ توبہ کر۔

اور مذکور معترضین میں سے ایک بھٹکا ہوا شیخ بٹالوی اور گمراہ ہمسایہ ہے جسے محمد حسین کہتے ہیں اور وہ کذب بیانی اور جھوٹ بولنے میں سب پر سبقت لے گیا ہے اور یقیناً اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور تکبر پھیلایا اور ظاہر کیا یہاں تک کہ کہا گیا کہ وہ تکبر کرنے والوں کا سربراہ اور حد سے تجاوز کرنے والوں کا سردار اور گمراہوں کا سرغنہ ہے۔ وہی ہے جس نے دوسروں کے مجھے کافر قرار دینے سے پہلے میری تکفیر کی اور میری کتابوں پر اعتراض کیا اور اپنی چھپی ہوئی جہالت کو ظاہر کر دیا۔ اور اس نے کہا کہ یہ کتابیں غلطیوں سے پر اور انحطاط کے کیچڑ میں گری ہوئی ہیں اور شفاف پانی کی طرح نہیں ہیں۔ اور یہ آدمی یقیناً جاہلوں میں سے ہے اور جو کچھ اس کی کتابوں میں نثر پارے اور اشعار پائے جاتے ہیں تو اس کی طبیعت ان کا ملکہ نہیں رکھتی بلکہ یہ ایسے کلمات ہیں جو دوسروں کی قلموں سے نکلے ہیں۔

فقلتُ: يا شيخَ النَّوكَى، وعدوَّ العقل والنُّهٰى، إن كتبي مبرَّأة مما زعمتَ، ومنزَّهة عما ظننت، إلَّا سهو الكاتبين، أو زيغ القلم بتغافُل مِنّي لا كجهلِ الجَاهِلين. فإن قدرتَ أن تُثبِت فيها عِثارًا، فخُذْ منّي بحذاء كل لفظٍ غلطٍ دينارًا، واجمَعْ صَريفًا ونِضارًا، وكُنْ من المتموّلين. وهذا صلةٌ تلائم هواك، و تَقَرُّ به عيناك، وتستريح به رجلاك، فتنجو من السفر الدائم، ولا تتيه كالشحّاذ الهائم، وتقعد كالمتنعمين، وتغنى به عن جعائل أخرىٰ ومكائد شتّى، وإشاعة "عدوِّ السُنّة"، ووعظ الدجل والفِرية، وتعيش كالمستريحين.

بيد أنّي أريد أن أرى قبله رَيًّا فصاحتك، وأشاهد أَريجَ بلاغتك، لأفهم أنك

پس میں نے جواب دیا اے احمقوں کے سردار اور عقل و دانش کے دشمن! جو بھی تم سمجھ رہے ہو اس سے میری کتابیں یقیناً مبرّا ہیں اور جو تو گمان کرتا ہے اس سے منزّہ ہیں سوائے کاتبوں کے سہو کے یا انجانے میں ہونے والی میری لغزش قلم کے، نہ کہ جاہلوں کی جہالت کی طرح۔ پس اگر تجھے طاقت ہے کہ تو ان میں کوئی لغزش ثابت کرے تو ہر غلط لفظ کے بالمقابل مجھ سے ایک دینار حاصل کر، اور سیم و زر جمع کر اور مالداروں میں سے ہو جا۔ اور یہ انعام ہے جو تیری خواہش کے مناسبِ حال ہے، اور اس سے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور تیرے پاؤں اس سے آرام پائیں گے اور تو دائمی سفر سے نجات پائے گا اور سرگرداں بھکاری کی طرح دربدر کی ٹھوکریں نہیں کھائے گا، اور خوشحالوں کی طرح بیٹھ جائے گا اور اس کے ذریعہ تو دیگر اقسام کی مزدوریوں اور مختلف فریب کاریوں سے اور سنت کے دشمن رسالہ اشاعة السُّنه کی اشاعت کرنے، اور دجل اور جھوٹ کے وعظ کرنے سے بے نیاز ہو جائے گا اور آرام یافتہ لوگوں کی طرح زندگی گزارے گا۔

البتہ میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے تیری فصاحت کی خوشبو دیکھ لوں اور تیری بلاغت کی مہک مشاہدہ کرلوں تا کہ میں سمجھ جاؤں کہ تو

۲۴۲

مِن علماء هذه الصناعة ومن أهل تلك الصّولة، ولستَ من الجاهلين المحجوبين العمين.

فاتفقَ لوَشْلِ حَظِّه المبخوس ونَكَدِ طالِعِه المنحوس، أنه ما قبِل هذه الصلة، وما سنّى نفسه ليقبل هذه الشريطة، وخشِي الذلة والفضيحة، وتوارى كالمتخوفين، وقال لو نشاء لقلنا مثل هذا ولكنا لسنا بفارغين. وما خرج من بيته، وما رأى نموذجَ زيته، ومَا تفوّهَ إلا كالمتصلفين. وتحرّيتُ في صِلتي مرضاتَه، لأنقُد بحيلةٍ حَصاتَه، وأَمخض لبنه وأُرِي جهلاته. فكأن النعاس راودَ آماقَه، أو الخنّاس حبَّب إليه إباقَه، فرأيتُ أن حَرَّه قد باخَ، وعَزْمَه هرِم وشاخَ، وتراءى كالمُضْمَحِلّين. ﴿۲۴۳﴾

ووالله إني أستيقن أنه لا يقدر على إملاء سطر أو سطرين،

صنعتِ بلاغت کے علماء میں سے ہے اور اس حملہ کی اہلیت رکھنے والا ہے اور تو جاہلوں، محجوبوں اندھوں میں سے نہیں ہے۔

پس ایسا ہوا کہ اپنے ناقص نصیب کی کمزوری اور اپنی منحوس قسمت کی خرابی کے سبب اس نے یہ انعام قبول نہ کیا اور اس نے اپنے نفس کو اس شرط کے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ کیا اور ذلت و رسوائی سے ڈر گیا اور خوف زدہ کی طرح چھپ گیا اور کہا کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسا کہہ سکتے ہیں لیکن ہم فارغ نہیں ہیں، حالانکہ نہ تو وہ اپنے گھر سے نکلا اور نہ اس نے اپنے تیل کا نمونہ دیکھا اور جو بولا تو صرف لاف زنی کرنے والوں کی طرح ہی بولا اور میں نے اپنے انعام میں اس کی خوشی کا خیال رکھا تا کہ کسی حیلے سے اس کی عقل کو پرکھوں اور اس کے دودھ سے مکھن نکالوں، اور اس کی جہالتیں ظاہر کروں۔ گویا کہ اونگھ اُس کی آنکھوں میں دَر آئی یا شیطان نے اسے فرار ہونے میں رغبت دلائی۔ پس میں نے دیکھا کہ اس کی گرمی سرد ہوگئی اور اس کا عزم بوڑھا اور عمر رسیدہ ہوگیا اور وہ مضمحل ہوجانے والوں کی طرح دکھائی دینے لگا۔

اللہ کی قسم! میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایک یا دو سطریں لکھنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتا

وكل ما يقول يقول من المَين، بل لا أظن أن يقدر علٰى فهم مقالي، ويبيّن في المجلس فَحُواءَ أقوالي، وإنه من الكاذبين. وإني أعرفه من قديم الزمان، ولكنّي كنتُ أستر حاله وأسعٰى للكتمان، بل إذا نطق أحد لإفشاء سِرّه، فطويتُه علٰى غَرِّه، وصُنتُ عِرضه من الناهشين. ثم رأيت أنه لا يسدَر عند غلوائه، ولا ينزع عن نفسه ثوبَ خيلائه، ولا يترك سير جهلاته، ولا يتوب من خزعبيلاته، بل يظن أنه ينفعه كيدُه، ويُسخَّر به صيده. فلما رأيت أن أعماله ستُوبِقه، وأن دلاله سيُقلِقه، أشعتُ من سيئاته بعض الهنات، وَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وعليها مدار ا لمجازاة. ثم نعود إلٰى قصّتنا الأولٰى، فاعلم أنه دعانا ثم أبٰى،

اور جو کچھ کہتا ہے جھوٹ سے کہتا ہے بلکہ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ میرا کلام سمجھ بھی سکے اور مجلس میں میری تحریروں کا مضمون بیان کر سکے اور یقیناً وہ کاذبوں میں سے ہے اور میں اسے زمانہ قدیم سے جانتا ہوں لیکن میں اس کی حالت کو چھپاتا اور اس کی پردہ پوشی کرتا تھا بلکہ جب کوئی اس کے راز کو افشاء کرنے کے لئے بولنے لگتا تھا تو میں اس کی بات کو وہیں سمیٹ دیتا تھا۔ اور نوچنے والوں سے اس کی عزت بچاتا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ حد سے تجاوز کرنے کے وقت کوئی پروا نہیں کرتا اور اپنے تکبّر کا لبادہ نہیں اتارتا اور اپنی جہالت کے طور اطوار
نہیں چھوڑتا، اور باطل باتوں سے توبہ نہیں کرتا بلکہ ﴿۲۴۴﴾
گمان کرتا ہے کہ اس کی تدبیر اسے فائدہ دیتی ہے اور اس کے ذریعہ وہ اپنے شکار کو قابو کر لیتا ہے۔ پس جب میں نے دیکھا کہ اس کے اعمال ضرور اسے تباہ کر دیں گے اور اس کا غرور ضرور اسے بے چین کر دے گا تو میں نے اس کی برائیوں میں سے چند ناپسندیدہ باتیں شائع کر دیں اور اعمال کا دارو مدار نیّتوں پر ہے اور اسی پر جزاء سزا کا مدار ہے۔ پھر ہم اپنی پہلی بات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پس جان لے کہ اس نے ہمیں بلایا پھر انکار کر دیا،

وما حمله علٰى ذٰلك إلا خوف
أحرقَه بنار اللظٰى، فإنه قرأ كتبنا
فوجدها كدُرٍّ أجلٰى، فأوجس في
نفسه خيفةً وما أبدىٰ، وأنقضَ
ظهره ما رأىٰ. فما تمالك أن
يشجّع قلبَه المزء ودَ، و يحضر
الموطن الموعود، ويُرى جَناه
والعُودَ. بل أشار إلٰى رُجَيلٍ
وَغْبٍ، وفرخٍ ليس عليه إلا زَغْبٌ،
واحتال وقال إني لن أخرج من
جُحْري، وهذا تلميذي قد رُبِّيَ
في حِجري، فبارِزْه إن كنت من
المبارزين، وإني أنساب كالتّنّين
من خوف القاتلين. فقلت يا هٰذا،
لا تحسب أن تنجو من مخلبي
بكيد، ولو صرتَ جدَّ أبَازَيد،
وإني أعلم حيل الماكرين. ﴿۲۴۵﴾
ألا تعلم أنه مِن أدنٰى تلاميذك،
وما شرِب إلا جرعة من
نبيذك، فإنه ليس كمثلك
في الطاقة العلمية، ولا على
غَلْوَة من مراحلك المعلومة،

اور اُسے اِس انکار پر صرف اس خوف نے اکسایا ہے
جس نے اسے بھڑکتی ہوئی آگ سے جلایا کیونکہ اس
نے ہماری کتابیں پڑھیں تو انہیں چمکتے ہوئے موتیوں
کی طرح پایا۔ پس اُس نے اپنے دل میں خوف محسوس
کیا لیکن ظاہر نہیں کیا اور جو اُس نے دیکھا اس نے اس کی
کمر توڑ دی۔ پس وہ اپنے خوفزدہ دل کو دلیر بنانے پر قادر
نہ ہوا اور نہ مقررہ میدان میں حاضر ہو سکا اور نہ اپنا پکا
ہوا پھل اور شاخ دکھا سکا بلکہ اس نے ایک حقیر احمق
شخص کی طرف اور ایسے چوزے کی طرف اشارہ کیا
جس کے بدن پر ابھی چھوٹے چھوٹے نرم بال ہی ہوں اور
بہانہ کیا اور کہا کہ میں اپنے بِل سے ہرگز نہیں نکلوں گا
اور یہ میرا شاگرد ہے جس نے میری گود میں پرورش پائی
ہے۔ پس اس سے مقابلہ کر اگر تو مقابلہ کرنے والوں
میں سے ہے اور میں مارنے والوں کے خوف سے
سانپ کی طرح بل میں گھستا ہوں۔ تو میں نے کہا اے
شخص! تو یہ گمان نہ کر کہ کسی مکر سے تو میرے پنجہ سے
بچ جائے گا۔ خواہ تو ابوزید سروجی کا دادا بن جائے اور
میں مکر کرنے والوں کے حیلوں سے خوب واقف ہوں۔
کیا تو نہیں جانتا کہ وہ تیرے ادنیٰ شاگردوں میں سے
ہے اور تیری شراب سے اس نے صرف ایک گھونٹ
پیا ہے۔ یقیناً وہ قوت علمی میں تیری مانند نہیں اور
تیرے مراحلِ معلومہ میں سے پہلے مرحلہ پر بھی نہیں ہے

فضلا مِن أن يكون أكبر منك في العلوم، فلا تفوّض أمرك إلى الغبيّ الزَّغوم، ولا تكن من الخادعين. وأنت تعلم أنه كابن بُوحِك، أو شقيق روحك، وما شرب إلا من صَبوحك، وقد غُذِّيَ بلُبانتك، فقِصّتُه تُطوَى بقصّتك، وبعد هزيمتك هزيمته بيّن، وإذا مزَّقْنَا الصَّلْبَ فقد كُسِرَ ليِّنٌ. فإذا سمع قولي، ورأى صَولي، ففرَّ كفرِّ الوَعْلِ، وانساب إلى جُحره بالمَعْلِ، ونسِي كلَّ أريز كالمتندمين. وأحفظتُه بكَلِمٍ مؤلمة، وألفاظ موجعة، لعلّه يقوم لمناضلة، ويأتيني لمصارعة، فما أتى المضمار، وحسِب أنه يلِج النار، واختفى كالمذروعين.

ثم ما غبر على ذٰلك الزمان إلا شهر أو شهران، حتى أشاع في تحقيري رسالة، وعزا إليّ زندقة وضلالة، ليستر به جهلا يُخزيه،

چہ جائیکہ وہ علوم میں تجھ سے بڑھ کر ہو۔ پس اپنے معاملے کو ایک جاہل، بدزبان کے سپرد نہ کر اور دھوکہ دینے والوں میں سے نہ بن اور تو جانتا ہے کہ وہ تیرے بچہ کی طرح ہے یا تیری روح کا بھائی ہے۔ اس نے صرف تیری شراب میں سے پیا ہے اور تیرے دودھ سے اُسے غذا دی گئی ہے۔ پس اس کا قصہ تیرے قصے کے ساتھ لپیٹا جاتا ہے اور تیری شکست کے بعد اس کی شکست بھی واضح ہے، اور جب ہم نے سخت چیز کو پارہ پارہ کر دیا تو نرم چیز خود ٹوٹ گئی۔ پس جب اس نے میری بات سنی اور میرا حملہ کرنا دیکھا تو پہاڑی بکرے کی طرح بھاگ گیا۔ اور اپنے بل میں جلدی سے گھس گیا اور نادم ہونے والوں کی طرح ساری اکڑ بھول گیا اور میں نے اسے دکھ دینے والے کلمات اور تکلیف دِہ الفاظ کے ساتھ غصہ دلایا تا کہ شاید وہ مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جائے اور میرے پاس کشتی کے لئے آئے لیکن وہ میدان میں نہ اترا اور یقین کیا کہ وہ آگ میں داخل ہو جائے گا اور شکست خوردوں کی طرح چھپ گیا۔

پھر اس بات پر ایک یا دو ماہ گزرے تھے کہ اس نے میری تحقیر کے لئے ایک رسالہ شائع کیا اور الحاد وگمراہی کو میری طرف منسوب کیا تا کہ اس طرح وہ اپنی اس جہالت کو چھپالے جو اسے رُسوا کر رہی ہے۔ ﴿۲۴۶﴾

ويـزيّـن شـأنـه فـى أعيـن تابعيه، ويـكثّـر سـوادَ طـالبيـه، ويؤذى قلوب المسترشدين. فلما رأيت أنـه أفـاق مـن إغمائه، وضحک بـعـد بـكـائه، ورجع إلٰى أدراجه، واستـراح بـعد انزعاجه، ورقأتْ دَمْعتُـه، وانـفثأتْ لَوعتُـه، رأيت أن أُتـمّ عـليـه الـحجة مرّة ثانية، وأسـلّـط عـليـه من الحق زبانية، **فـاليـوم قـمـتُ لهـذا الـمـرام،** لـعـلّ الـلّٰه يهديه إلٰى دار السلام. إنـه يـحـول بين المرء وقلبه وإنه يشفى المؤوفين.

فيـا أيهـا الشيـخ الـضـالّ، والـمـفترى البطّال، ألم يأن لک أن تتـوب وتـليـن البـال؟ أتفرح بـحياة فيـه البـلايـا، وفى آخرها الـمـنـايـا؟ طـالـمـا أيـقـظتُک بالوصايا، ووضعتُ أمام عينيک الـمـرايـا، ثـم أقسمـتُ لعلّک تـطـمئنّ بالألايا، فقلتُ واللّٰه إنّى

اور اپنے متبعین کی آنکھوں میں اپنی شان کو خوبصورت کر کے دکھائے اور اپنے طالبوں کے گروہ کو بڑھائے اور ہدایت کے طالبوں کے دلوں کو ایذا دے۔ پس جب میں نے دیکھا کہ وہ اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آ گیا ہے، اور اپنے رونے کے بعد ہنسا ہے، اور اپنی پہلی حالت میں لوٹ آیا ہے، اور تنگ پڑنے کے بعد سکون میں آ گیا ہے، اور اس کے آنسو تھم گئے ہیں اور اس کی جلن کم ہوگئی ہے، تو میں نے مناسب سمجھا کہ دوسری مرتبہ اس پر حجت تمام کروں اور ذات حق کی طرف سے اُس پر عذاب کے فرشتے مسلط کروں۔ پس آج میں اس مقصد کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ شاید اللہ اسے سلامتی کے گھر کی طرف ہدایت دے دے۔ یقیناً وہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور آفت زدوں کو شفا دیتا ہے۔

پس اے گمراہ شیخ اور سخت جھوٹے مفتری کیا تیرے لئے وقت نہیں آیا کہ تو توبہ کرے اور دل کو نرم کرے۔ کیا تو اس زندگی پر خوش ہے جس میں مصائب ہی مصائب ہیں اور اس کے آخر پر موتیں ہیں؟ بہت مرتبہ میں نے تجھے نصائح کے ذریعہ بیدار کیا اور تیری آنکھوں کے سامنے آئینے رکھے پھر میں نے قسم اٹھائی تا کہ شاید تو قسموں سے مطمئن ہو جائے۔ پس میں نے کہا ربّ کائنات کی قسم مَیں

لسـت بـمفتـرى وأعوذ بـربّ البرايا، أن أسعى إلى الخطايا، فمَا ظننتَ إلّا ظن السوء وما تكلمتَ إلّا كـالـمجتـرئين. أيها الشيخ إن الدنيا فانية، والذى يبقى فهى حضرةٌ ربّانية. ترىٰ رجلا متنعما فى المساء، ثم ترىٰ ذاتَ بكرة أنه ليس من الأحياء. والموتُ يُهلک أفعًى أعجزَ الراقِى، وكلّ شىءٍ فانٍ ويبقى وجه اللّٰه الباقى. وأَيُمُ اللّٰهِ، إنّ دِيمتى قد انهلّت من الرحمٰن، لا من مساعى الإنسان، ولذٰلک دعوتک أن تأتينى كصديق حميم، فأظهرتَ نفسک كصديد حميم. وإنى أُيّدتُ من اللّٰه القدير، وأُعطيت عجائب من فضله الكثير. ومن آياته أنه علّمنى لسانا عربيّة، وأعطانى نكاتا أدبية، وفضّلنى علٰى العالمين المعاصرين. فإنْ كنتَ فى شکّ من آيتى، وتحسب نفسک حُذَيًّا بلاغتى،

مفتری نہیں ہوں اور میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں
«۲۴۷» کہ میں غلطیوں کی طرف جاؤں لیکن تو نے صرف بدظنی کی اور بے باکی کرنے والوں کی طرح بولا۔ اے شیخ! دنیا فانی ہے اور باقی رہنے والی ذات تو حضرت باری تعالیٰ ہے تو ایک آدمی کو شام کو عیش و آرام میں دیکھتا ہے پھر صبح دیکھتا ہے کہ وہ زندوں میں نہیں رہا اور موت اُس سانپ کو بھی ہلاک کردیتی ہے جس کے سامنے دَم کرنے والے عاجز آجاتے ہیں، اور ہر چیز فانی ہے اور اللہ ہی باقی رہے گا۔ اللہ کی قسم میری مسلسل برسنے والی بارش رحمٰن کی طرف سے موسلا دھار برسی ہے نہ کہ انسانی کوششوں سے، اسی وجہ سے میں نے تجھے دعوت دی کہ تو گہرے دوست کی طرح میرے پاس آجائے مگر تم نے خود کو گرم پیپ کی طرح ظاہر کیا۔ یقیناً میں اللہ قدیر کی طرف سے تائید یافتہ ہوں اور اس کے کثیر فضل سے مجھے عجائب عطا کئے گئے ہیں۔ اور اُس کے نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے مجھے عربی زبان سکھائی ہے اور اس نے مجھے ادبی نکات عطا کئے ہیں اور ہم عصر علماء پر مجھے فضیلت بخشی ہے۔ اگر تو میرے نشان کے متعلق شک میں ہے اور خود کو میری بلاغت کا مقابلہ کرنے والا سمجھتا ہے

فتحامَ القالَ والقيل، واكتُبْ
بحذائي الكثير أو القليل، وجَدِّدِ
التحقيق ودَعْ ما فات، وبارِزْ في
موطن وعَيِّنْ له الميقات. وعليّ
وعليك أن نحضر يومَ الميقات ﴿۲۴۸﴾
بالرأس والعين، ونناضل في
الإملاء كالخصمَين. فإن زدتَ
في البلاغة وحسن الأداء،
وجئت بكلام يسرّ قلوب الأدباء،
فأتوب على يدك من كل
ما ادّعيتُ، وأحرق كل كتاب
أشعتُه أو اخفيتُ ، ووالله
إني أفعل كذلك، فانظُرْ أني
أقسمتُ وآلَيتُ. فارحَمِ الأمّة
المرحومة، وعالِجِ الفتن المعلومة،
فإن الفتن كثرت، والآفات
ظهرت، وكُفِّرَ فوج من
المسلمين من غير حق والألسنُ
فيهم طالت، فقُمْ رحمك الله
ولا تقعد كالمنافقين.

ألا تستيقن أنك من العلماء
الراسخين، والأدباء القادرين، ثم

تو قِیل و قَال کو چھوڑ اور میرے مقابل پر تھوڑا یا زیادہ لکھ اور از سرِ نو تحقیق کر اور جو گزر چکا اُسے چھوڑ دے اور میدان میں مقابلہ کے لئے نکل اور اس کے لئے وقت مقرر کر اور مجھ پر اور تجھ پر لازم ہے کہ ہم مقررہ دن بسر و چشم حاضر ہوں اور دو لڑنے والوں کی طرح تحریری مقابلہ کریں۔ پس اگر تو بلاغت اور حسنِ ادائیگی میں بڑھ گیا اور ایسا کلام پیش کیا جو ادباء کے دلوں کو مسرور کر دے تو میں تیرے ہاتھ پر اپنے تمام دعاوی سے توبہ کروں گا اور اپنی ہر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتاب کو جلا دوں گا اور اللہ کی قسم میں ایسا ہی کروں گا۔ دیکھ میں نے قسم اٹھائی ہے اور حلف دے دیا ہے۔ پس تو بھی امّتِ مرحومہ پر رحم کر اور ظاہر ہو جانے والے فتنوں کا علاج کر کیونکہ فتنے بکثرت ہو گئے ہیں اور آفتیں ظاہر ہو گئیں اور مسلمانوں میں سے کثیر تعداد کو ناحق کافر ٹھہرا دیا گیا اور ان کے متعلق زبانیں دراز ہوئیں۔ پس اٹھ کھڑا ہو اللہ تجھ پر رحم کرے اور منافقوں کی طرح نہ بیٹھ۔

کیا تجھے یقین نہیں کہ تو علماء راسخین اور قادر الکلام ادباء میں سے ہے۔ پھر

مع هذا تعلم أنّ اللّٰه مؤيّد الصادقين، ومُخزی الكاذبين، واللّٰه مولٰی أهل الحق ولا مولٰی للمفترين. وإن لم تقدر علَی المقابلة، ولم تقم للمناضلة، فرضيتُ بأن تُسْمِعَنی ما أكتُب من العبارات الأنيقة، والجمل الرشيقة، وكفانی لو فُزتَ بهٰذا الطريقة، وأظهرتَ ما قلتُ علی الحاضرين. ولكنی جَرّبتُكَ مُذْ أعوام، أنک لا تقوم فی مقام، ولا تريد قطع خصام، وتنحِت فی آخر الأمر حيلًا واهيةً، ومعاذير منسوجة كاذبة، وتفرّ كالمحتالين. فعليک أن لا تحتال كأيام سابقة، وتحضر علی الميقات فی رِياغةٍ مقرَّرة، فإن كنتَ غالبًا وفاءَ أمرُک إلی غلبة ورشاد، فأَخفِض لک جناحَ انقياد، وأتوب علٰی يديک باعتقاد، كالذی قفَل من ضلال إلی سَداد.

اس کے ساتھ تو جانتا ہے کہ اللہ سچوں کا مؤیّد اور جھوٹوں کو رُسوا کرنے والا ہے۔ اللہ اہلِ حق کا مولیٰ ہے اور افتراء کرنے والوں کا کوئی مولیٰ نہیں، اور اگر تو مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا اور مقابلہ کے لئے کھڑا نہیں ہوتا تو مَیں اِس پر بھی راضی ہوں کہ جو بہترین عبارتیں اور خوبصورت جملے مَیں لکھوں
تو مجھے وہ (پڑھ کر) سنا دے اور اگر تو اس طریق ﴿۲۴۹﴾
سے کامیاب ہوگیا اور جو میں نے بیان کیا ہے وہ حاضرین پر خوب کھول دیا تو میرے لئے یہ کافی ہے لیکن میرا کئی سالوں سے تیرے بارے میں تجربہ ہے کہ تو کسی جگہ نہیں ٹھہرتا اور نہ جھگڑا ختم کرنا چاہتا ہے اور معاملہ کے آخر پر بودے بہانے اور جھوٹے بنائے ہوئے عُذر گھڑ لیتا ہے اور بہانہ سازوں کی طرح فرار ہوجاتا ہے۔ پس تم پر لازم ہے کہ تو گزشتہ ایام کی طرح حیلہ بہانہ نہ کرے اور مقررہ اکھاڑے میں وقت مقررہ پر حاضر ہو۔ پس اگر تو غالب آ گیا اور تیرا معاملہ غلبہ وہدایت پانے کی طرف لوٹ آیا تو میں تیرے لئے اطاعت کے بازو جھکا دوں گا۔ اُس شخص کی طرح جو گمراہی سے اصلاح کی طرف لوٹے۔

فـأَلْـفتُ اليـوم وجهـي إليک يـا أبـا المِـراء ، وإلٰـى إخـوانک من الـعـلـمـاء ، وأدعـوكـم إلٰى مأدُبتي الـجَـفَـلَـى، وأبـلّغ دعوتي إلى أهل الـحـضارة والـفـلا، فعليكم أن لا تـعـرضـوا عـن هـذه الـدعوة كما أبيتم ذات مرة في الأيام السابقة، فإن هـذا يـقـضـي بيـن الصـادقين والـكاذبين، وتتـجـلّى منه آية ربّ العالمين، وتستبين سبيل المجرمين.

۲۵۰ بيدَ أنّي لا أظـن أن تحضُروا لـفـصـل هـذه الـقـضية، والـرجـاء مـنـقـطـع مـنـک ومن أمثالک في هذه الخطّة، فكأني أستنـزل العُصْمَ مـن الـمَـعـاقـل،أو أطـلب الولد من الثـاكل ، أو أستـقـري الـدُهْن من الـحـديـد، أو أبـغـي الـطِـيـب مـن الـصـديـد، وأرى أنـي أرجع إليكم كـالـخـاطـئيـن، وأضيع وقتي في سؤالـي مـن الـمحـرومين. وإنـي لـم أفـعـل ذالک لـو لـم يـكـن مـقـصـدي إتـمـام الحجة، وإظهار الـحـق عـلـى الـخـاصـة والعـامة.

اے جھگڑے کے باپ! آج میں نے اپنا رُخ تیری طرف اور تیرے علماء بھائیوں کی طرف موڑا ہے۔اور میں تمہیں دعوتِ عام میں بلاتا ہوں اور میں متمدّن اور بادیہ نشینوں تک یہ دعوت پہنچاتا ہوں۔ اب تم پر واجب ہے کہ تم اس دعوت سے اعراض نہ کرو جیسا کہ گزشتہ ایّام میں تم ایک مرتبہ انکار کر چکے ہو کیونکہ یہ (تجویز) سچوں اور جھوٹوں کے درمیان فیصلہ کر دے گی اور ربّ العالمین کا نشان اس سے روشن ہو جائے گا اور مجرموں کی راہ واضح ہو جائے گی۔

مگر میں یقین نہیں کرتا کہ تم اس مقدمہ کے فیصلے کے لئے حاضر ہو جاؤ گے اور تجھ سے اور تجھ جیسوں سے اس تجویز کے بارہ میں امید منقطع ہو چکی ہے۔ گویا کہ میں پہاڑی بکروں کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے اتارنا چاہتا ہوں یا بانجھ سے بچہ طلب کر رہا ہوں یا لوہے سے تیل تلاش کر رہا ہوں یا پیپ میں خوشبو ڈھونڈ رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میں خطا کاروں کی طرح تمہاری طرف متوجہ ہو رہا ہوں اور محروموں سے سوال کرنے میں اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں۔ اگر میرا مقصد اتمام حجت اور خاص وعام پر اظہار حق نہ ہوتا تو میں ایسے نہ کرتا

وإنی أدعوكم أوّلًا إلى المباهلة، فـإن لـم تـقبلوا فـأدعوكم إلٰى أن يـجيئنـي أحـد مـنكم لـرؤية آيتـي ويـلبـث عـندی إلى السنة الـكاملة، وإنلـم تـقبلوا فأدعوكم إلـى الـمـناضـلة فـی الـعـربية، بـالشريطة الـمذكورة والآتية، و إن لـم تستـطيـعوا فُـرادىٰ فُـرادىٰ، فما أضيّق الأمر على من عـادى، بـل آذن لـكم أن يجلس بعضكم بالبعض كالناصرين.

ثمّ اعـلـم أيها الشيخ الضال، والدّجال البطّال، أنّ الثمانية الذين هــم ثــمــار عُــودک، ووَقــودُ وُقودِک، الذين أُدخِلوا فی التسعة الـمـخـاطبيـن، فـمـنهم شيخک الـضال الكاذب نـذيرُ المبشِّرين، ☆ ثـم الـدهـلوی عبدالـحق رئيـس الـمتصلفين، ثم عبد الله التونكی، ﴿۲۵۱﴾

☆ الـحـاشية . هـذا الـرجـل لا يحسب العربية المباركة. ام الالسنة. بل هی عنده مستخرجة من العبرية.

اور میں پہلے تمہیں مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر تم نے قبول نہ کیا تو میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک میرے پاس میرا نشان دیکھنے کے لئے آئے اور میرے پاس پورا ایک سال ٹھہرے۔ اور اگر تم یہ قبول نہ کرو تو میں تمہیں مذکورہ شرط پر اور جو آئندہ شرط ہوگی اس کے ساتھ عربی میں مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ اور اگر تم اکیلے اکیلے مقابلہ کی استطاعت نہیں رکھتے تو میں دشمنی کرنے والے پر تنگی نہیں کرتا بلکہ تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم میں سے بعض، بعض کے ساتھ بطور مددگار بیٹھ جائیں۔

پھر جان لے، اے گمراہ شیخ اور جھوٹے دجّال کہ وہ آٹھ اشخاص جو تیری شاخ کا پھل ہیں اور تیری آگ کا ایندھن ہیں جو نو مخاطب اشخاص میں داخل ہیں ان میں سے تیسرا گمراہ، کاذب، استاد نذیر حسین خوشخبری دینے والوں کے لئے نذیر ہے۔ پھر عبدالحق دہلوی متکبروں کا سردار ہے۔ پھر عبداللہ ٹونکی ہے

حاشیہ۔ یہ شخص مبارک عربی (زبان) کو اُمُّ الْاَلْسِنَہ نہیں سمجھتا بلکہ یہ اس کے نزدیک عبرانی (زبان) سے نکلی ہے

ثم أحمد علی السهارنفوری من المقلّدین، ثم سلطان المتکبّرین الذی أضاع دینه بالکبر والتوهین، **ثم الحسن** الأمروهی الذی أقبلَ علیّ إقبالَ مَن لبِس الصفاقة وخلَع الصداقة، واَعتلقتُ أظفاره بعِرضی کالذِیاب، ومِخْلبُه بثوبی کالکلاب، ونطق بکَلِمٍ لا ینطق

بقیة الحاشیة . التی هی لها کالفُضلة. ویستیقن ان اثبات هٰذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح. او کزندة مستعسرة الاقتداح. مع انا فرغنا من فتح هٰذا المیدان. فی کتابنا منن الرّحمٰن. وسوف یشاَع فی الدیار والبلدان. فیومئذ تسودّ وجوه المنکرین. وانا نُصرنا فی افکارنا وایّدنا فی انظارنا. من اللّٰه ربّ العالمین. ودسنا فیه کل دَوُس. الذین یقولون انّ العربیّة ما سبق غیرهٗ بطوس. بل هی کاللباس المستبذل او الوعاء المستعمل .

پھر مقلّدین میں سے احمد علی سہارنپوری ہے۔ پھر تکبر کرنے والوں کا سلطان (سلطان الدین جے پوری) ہے۔ جس نے کبراور توہین کرنے میں اپنا دین گنوادیا۔ پھر حسن امروہی ہے جو بے حیائی کا لباس پہن کراور دوستی کا لبادہ اتار کر میری طرف آیااور اس نے اپنے ناخن بھیڑیوں کی طرح میری ﴿۲۵۲﴾ عزت پر گاڑے اور کتوں کی طرح میرے لباس پر اپنے پنجے مارے اور ایسے الفاظ بولے جو صرف

بقیہ حاشیہ۔ جبکہ عبرانی (زبان) عربی زبان کے فضلہ کی طرح ہے اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اس امر کو ثابت کرنا ایسی گرہ ہے جسے کھولنا بہت مشکل ہے یا ایسے چمقاق کی طرح ہے جس سے چنگاری نکالنا مشکل ہے باوجودیکہ اپنی کتاب مٰنن الرحمٰن میں ہم یہ میدان فتح کر کے فارغ ہو چکے ہیں اور ﴿۲۵۲﴾ عنقریب وہ شہروں اور ملکوں میں شائع کر دی جائے گی۔ پس اُس روز منکروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور یقیناً اللہ ربّ العالمین کی طرف سے ہمارے فکر ونظر میں ہماری تائید ونصرت کی گئی ہے اور ہم نے اس میں ان لوگوں کو خوب لتاڑا ہے جو کہتے ہیں کہ عربی دیگر زبانوں پر حسن میں سبقت نہیں رکھتی بلکہ یہ پرانے لباس یا استعمال شدہ برتن

بمثلها إلّا شيطان لعين. وآخرهم الشيطان الأعمٰى، والغُول الأغوٰى، يقال له رشيد الجنجوهي، وهو شقيّ كالأمروهي ومن الملعونين.

فهؤلاء تسعةُ رهطٍ كفّرونا، أو سبّونا وكانوا مفسدين. ونذكر معهم الشيخين

شیطان ملعون بولتا ہے اور ان میں سے آخری اندھا شیطان اور گمراہ بھوت ہے۔ اسے رشید گنگوہی کہا جاتا ہے اور وہ امروہی کی طرح بد بخت ہے اور ملعونوں میں سے ہے۔

پس یہ ان نو افراد کا گروہ ہے جنہوں نے ہماری تکفیر کی یا ہمیں گالیاں دیں اور وہ مفسد تھے۔ اور ہم ان کے ساتھ دو مشہور شیخوں کا ذکر کرتے ہیں

بقية الحاشية. وكشيءٍ هو سقط صلفة غير معين. وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات. وارينا الامر كالبديهيات. مصيبين غير مُسقطين. فياحسرة علىٰ وَهْنِ آراء علمائنا الجهلاء! إنْ هم إلّا كالعجماء، ولا يدرون مناهج تحقيق الأشياء، وما كانوا متدبرين. كثرت البدعات وعمَّ البلاء، وكلَّ طرف فتنةٌ صَمّاء والعلماء السفهاء، فارحَمْ عبادك يا أرحم الراحمين.

وأمّا سبب هذا الخطأ الأزحل،

بقیہ حاشیہ۔ اور گری پڑی ردّی ناکارہ اور بے فائدہ چیز کی طرح ہے۔ اور ہم نے اپنے دعوے کو جس طرح ثابت کرنے کا حق ہے ثابت کر دیا ہے۔ اور ہم نے اس بات کو بدیہی امور کی طرح درست راہ پر چلتے ہوئے بغیر غلطی کئے دکھلا دیا ہے۔ پس ہمارے جاہل علماء کی آراء کی کمزوری پر افسوس ہے۔ یہ تو صرف چوپایوں کی طرح ہیں اور تحقیقِ اشیاء کے راستوں کو نہیں جانتے اور نہ غور و فکر کرنے والے ہیں۔ بدعات بکثرت ہوگئی ہیں اور مصائب عام ہو گئے ہیں اور ہر طرف خطرناک فتنہ ہے اور بے وقوف علماء ہیں۔ پس اے ارحم الراحمین اپنے بندوں پر رحم کر۔

رہا سوال اس بعید از حقیقت غلطی کے سبب کا

۲۵۳

المشهورين، يعنى الشيخ
إلٰه بخش التونسوى، والشيخ
غلام نظام الدين البريلوى، ﴿۲۵۳﴾
وإنهما من المعرضين، فندخلهم
فى الذين خاطبناهم ليكونا من
المصدقين أو المكذبين. وما نقول
فيهم شيئًا إلا بعد أن يُرينا اللّٰه

یعنی شیخ الہ بخش تونسوی اور شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور یہ دونوں اعراض کرنے والوں میں سے ہیں ۔ پس ہم ان دونوں کو انہیں میں داخل کرتے ہیں جنہیں ہم نے مخاطب کیا تا کہ یہ دونوں تصدیق کرنے والوں یا تکذیب کرنے والوں میں سے ہو جائیں اور ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ دکھا دے ۔

بقية الحاشية . فاعلم أنهم قوم
رغبوا فى فُضالةالمآكل، وما
جاهدوا لتجديد المنهل، وما
حبسوا أنفسهم على معارك
التحقيقات، بل رضُوا كطبائع
خرقاء بالتقليدات، وأطلقوا جُرُدَ
الإمعان والإثبات، كالمتغافلين
غيرّ بالين. وإنّا إذا فَحّصنا حق ﴿۲۵۴﴾
الفحص الدقيق، وبلّغنا الأمر إلٰى
أقصٰى مراتب التحقيق، فانكشف
أن الألسن كلها مأخوذة مِن
العربية، ومستخرَجة من خزائن
هذه اللهجة، والآن موجودة
كالوجوه الممسوخة المغيَّرة

بقیہ حاشیہ۔ تو جان لے کہ یہ ایسی قوم ہے جو بچے کھچے کھانے کی طرف رغبت رکھتے ہیں اور چشمہ کو ازسرِ نو جاری کرنے کی انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی اور اپنے نفوس کو تحقیق کے معرکوں کے لئے وقف نہیں کیا بلکہ بیوقوفانہ طبائع کی طرح تقلید پر راضی ہو گئے اور عمداً غفلت کرنے والوں کی طرح لاپرواہی کرتے ہوئے غور وفکر اور اثبات کے گھوڑے اپنے ہاتھوں سے نکال دیئے ، اور ہم نے جب باریکی سے چھان بین کی اور معاملے کی انتہاء درجہ تک تحقیق کی تو منکشف ہوا کہ تمام زبانیں عربی زبان سے ماخوذ ہیں اور اسی لہجہ کے خزانوں سے نکالی گئی ہیں اور اب وہ (زبانیں) مسخ کئے ہوئے ، تبدیل شدہ جھلسے ہوئے چہروں

وهو أعلم بما فی صدور العالمین، بید أننا نجعلهما غرضًا لهذه المخاطبات، وندعوهما للمباهلة أو رؤیة الآیة أو للمناضلة فی عربی مبین.

وأمّا الآخرون الذین سمَّوا أنفسهم مولويين، مع كونهم مِن

بقية الحاشية . الملوَّحة، وكالمجروحين المضروبين. وقد بُدّل نظامها، وغُيّر موضعها ومقامها، وأُخرِجَت من جواهر منتظمة، وسلسلة ملتئمةٍ، وتاهتْ كالمتفرّقين. فكأن بعضها اليوم على رَباوةٍ، وبعض آخر فی وَهْدٍ متّكِئًا على هَراوة، والبعض لفّعَ وجهه بِرداء، ونُكِّرَ شخصه كغُرماء. ومنها ألفاظ كأنها دُفنت وبوعدت من الأتراب، وهِيْلَ عليها الزوائد كهَيْلِ التراب، وإنّا نعرفها اليوم كرجال تكلموا فی الأجداث، و بُعِثوا بعد ما سُمِعَ

اور وہ خوب جانتا ہے جو تمام جہانوں کے دلوں میں ہے لیکن ہم ان دونوں کو ان مخاطبات کا ہدف بناتے ہیں۔ اور ان دونوں کو مباہلہ کرنے یا نشان دیکھنے یا فصیح عربی میں مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں۔

اور دوسرے جنہوں نے اپنا نام مولوی رکھا ہوا ﴿۲۵۴﴾
ہے باوجود گمراہوں، جاہلوں میں سے ہونے کے،

بقیہ حاشیہ۔ اور مضروب زخمیوں کی طرح موجود ہیں۔ اور ان کا نظام بدل دیا گیا ہے اور ان کی جگہیں اور مقامات تبدیل کردیئے گئے ہیں اور وہ منظّم جواہر اور باہم پیوند لڑی سے نکال دی گئی ہیں اور پراگندہ ہوجانے والوں کی طرح سرگرداں ہیں۔ گویا آج اُن میں سے بعض بلندی پر ہیں اور بعض نشیب میں عصا پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ اور بعض نے اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپا ہوا ہے۔ اور اپنی شکل کو مقروضوں کی ﴿۲۵۵﴾
طرح بدل دیا ہے۔ اور ان (زبانوں) میں ایسے الفاظ ہیں گویا کہ وہ دفن کردیئے گئے ہیں اور اپنے ہمزادوں سے دور کردیئے گئے ہیں۔ اور ان پر مٹی ڈالنے کی طرح زوائد ڈال دیئے گئے ہیں اور آج ہم انہیں ایسے شخصوں کی طرح جانتے ہیں جو قبروں میں پڑے بولیں اور پراگندگی کے حوادث سے ان کی موت کی خبر سننے کے بعد اٹھائے گئے۔

الغاوين الجاهلين، فننزّه الكتاب عن ذكرهم ولا ننجّس الصحيفة من كثرة ذكر الخبيثين من غير ضرورة ، وإنهم من الجاهلين المعلَّمين،الذين يقلّدون أكابرهم وليسوا من المتدبّرين.

بقية الحاشية . نَعيُهم بنوازل الانبثاث، أو كإلْفٍ يُفقَد، ويُسترجَع له بعد مناحة تُعقَد، فخرجت الآن كنعش المَيت، أو الغلام الفارّ مِن البيت، أو النسيب المهجور من الأقارب، أو الابن الغائب الهارب. فمنها لفظٌ ما رأى انثلامَ حَبّةٍ، وقفَل كما سافر بسلامةٍ وصحة. ومنهاما ﴿۲۵۶﴾
رأى أثر الاستلام، حتى بلغ إلى الاخترام، وبكتْ عليه ورثاؤه كالنوادب،بعد ما كان كأرباب المآدب، وصار كالجنائز بعد ما كان من أهل الجوائزوما هذا مِن الدعاوى التي لا دليل عليها، ولا من الأمور التي لا يوجد الحق لديها،

تو ہم اپنی کتاب کو ان کے ذکر سے پاک رکھتے ہیں اور اس کتاب کو خبیثوں کے غیر ضروری ذکر کی بھرمار سے پلید نہیں کرتے۔ اور یقیناً وہ سکھائے ہوئے جاہلوں میں سے ہیں جو اپنے بڑوں کی تقلید کرتے ہیں اور تدبّر کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔

بقیہ حاشیہ۔ یا مفقود ہوجانے والے اس پیارے دوست کی طرح جس پر نوحہ کی مجلس منعقد کرنے کے بعد اِنّا لِلّٰہ پڑھ دی جاتی ہے۔ پس اب وہ (الفاظ) ایسے نکل گئے ہیں جیسے مردے کی لاش کو نکالا جاتا ہے یا گھر سے بھاگنے والے لڑکے کی طرح، یا اقارب کی طرف سے چھوڑ دیئے جانے والے قریبی عزیز کی طرح، یا بھاگ جانے والے غائب بیٹے کی طرح۔ پھر ان (زبانوں) میں ایسے الفاظ بھی ہیں جنہوں نے ذرّہ بھر نقصان نہیں دیکھا اور جس طرح صحت وسلامتی کے ساتھ سفر کیا ویسے ہی واپس لوٹے اور ان میں سے وہ الفاظ بھی ہیں جنہوں نے دوسری زبانوں کا اثر لیا، یہاں تک کہ اپنا وجود کھو بیٹھے اور ماتم کرنے والیوں کی طرح (ان الفاظ پر) ان کے ورثاء روئے بعد اس کے کہ وہ الفاظ کھانے کی دعوتیں کرنے والے تھے۔ اور انعام دینے والوں کی طرح ہونے کے بعد جنازوں کی طرح ہو گئے، اور یہ ان دعووں میں سے نہیں ہیں جن پر کوئی دلیل نہ ہو اور نہ ایسے امور میں سے ہیں جن کے پاس حق نہ پایا جائے۔

فـأيهـا الشيـخ إنـى أعـلـم أنک
رئيـس هـذه الثمانية، وكمثلِ إمامٍ
لتلکَ الـفـئة الباغية، وهم لک
كــالتـلاميــذ فــى الـغـواية أو
كالمسحورين. فَأْتِنى بخيلک
ورَجِلک، واجمَعْ كلّ دجلک

پس اے شیخ! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو
ان آٹھوں کا سردار ہے اور اس باغی گروہ کے
﴿۲۵۵﴾ لئے مثل امام ہے، اور وہ سب گمراہی میں
تیرے شاگرد ہیں یا اُن کی طرح ہیں جن پر
جادو کر دیا جاتا ہے۔ پس اپنے سوار اور پیادے
میرے پاس لے آ، اور اپنا ہر قسم کا دجل اکٹھا کر

بقية الحاشية. بل عندنا ذخيرة من
هــذه الــنـظـائـر، ووجـوه شـافية
لـلـمرتاب الحائر. والذين ما رسوا
الـلـغـات وفتّشـوهـا، واطّلعوا على
عـجـائـب الـعـربية وشاهدوهـا،
فـأولـئک يـعلموْن بـعـلم اليقين،
ويستيـقـنون كعارف الحق المبين،
أن الـعـربية متـفـرّدة فـى صـفـاتها،
وكـامـلة فـى مـفـرداتهـا، ومعجِبة
بـحُسـن مركّباتها، ولا يبلغها لسانٌ
مـن ألسُن الأرضين. وأمّـا اليونانية
والـعـبـرانية والهـنـدية وغيـرهـا،
فتـجـد أكثر ألفاظها من قبيل البَرْيِ
والـنـحـت، وشتّـان مـا بيـنـها وبين
المفرد البحت. و ذاکَ يدلّ على

بقیہ حاشیہ۔ بلکہ ان نظائر کا ہمارے پاس ذخیرہ ہے
اور شک کرنے والے حیران وسرگرداں کے لئے کافی
وشافی وجوہات ہیں۔ اور جن لوگوں نے زبانوں کی
مشق کی ہے اور ان میں چھان بین کی ہے اور وہ
عربی کے عجائبات پر مطلع ہوئے اور انہیں مشاہدہ کیا
﴿۲۵۷﴾ ہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو علم الیقین سے جانتے ہیں
اور روشن حق کی معرفت رکھنے والے کی طرح یقین
کرتے ہیں کہ عربی اپنی صفات میں منفرد ہے۔
اور اپنے مفردات میں کامل ہے اور اپنی تراکیب کے
حسن میں پسندیدہ ہے۔ اور اس (کے مرتبہ) تک
زمین کی زبانوں میں سے کوئی زبان نہیں پہنچتی۔
جہاں تک یونانی، عبرانی اور ہندی وغیرہ کا تعلق
ہے تو تُو ان کے اکثر الفاظ کو تراشیدہ اور بناوٹی
پائے گا۔ اور ان کے اور خالص مفردات کے
درمیان بہت فرق ہے۔ اور یہ امر دلالت کرتا ہے کہ

وانحَتْ أنواع الافتنان، وأْتِنی مع جموعک من أهل العدوان، وصُلْ علیّ کحبشیٍّ صَال علی کعبة الرحمٰن، ثم شاهِدْ قدرة اللّٰه الدیّان. فإن أعرضتم وحسرتم، وواریتم الوجوه

اور مختلف فتنے گھڑ اور دشمنوں میں سے اپنے جتھے کے ساتھ میرے پاس آ، اور مجھ پر اس حبشی کی طرح حملہ کر جس نے خدائے رحمٰن کے کعبہ پر حملہ کیا تھا پھر جزا سزا دینے والے اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کر۔ پس اگر تم نے اعراض کیا اور درماندہ ہو گئے اور تم نے چہرے چھپالئے۔

بقیة الحاشیة . أن تلک الألسنة لیست من حضرة العزّة، ولا من زمان بدء البریّة، بل تشهد الفراسة الصحیحة، ویُفتی القلب والقریحة، أنها نُحِتت عند هجوم الضرورات، وصِیغتْ عند فقدان المفردات، وسُرقتْ مفرداتها من العربیة بأنواع الخیانات، ففکِّرْ إن
﴿۲۵۸﴾ کنت من الطالبین. وهذا أمر ثبت
بدلائل واضحة، وبراهین ساطعة، **وعندنا ذخیرة عظیمة** من مفردات إنکلیزیة، وجرمنیة، ولاطینیة، وروسیة، ویونانیة، وهندیة، وصینیة، وفارسیة، وألسُنٍ أخری من دیار بعیدة وقریبة،

بقیہ حاشیہ۔ وہ زبانیں حضرت عزت کی طرف سے نہیں ہیں۔ اور نہ ابتدائے آفرینش سے ہیں بلکہ فراست صحیحہ گواہی دیتی ہے اور دل و دماغ فتویٰ دیتے ہیں کہ ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت وہ زبانیں گھڑی گئیں اور مفردات کے فقدان کے وقت ڈھالی گئیں اور ان کے مفردات عربی سے مختلف اَنواع کی خیانتوں سے سرقہ کئے گئے۔ پس اگر تو طالب حق ہے تو غور کر اور یہ امر واضح دلائل اور روشن براہین سے ثابت ہو چکا ہے اور ہمارے پاس انگریزی، جرمن، لاطینی، روسی، یونانی، ہندی، چینی، فارسی اور دور و نزدیک کے ملکوں کی اور زبانوں کے مفردات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

وفررتم، فتقعَ الحجة عليكم إلٰى أبـد الآبـديـن، ويـعـرف الـذيـن يـلـقَفون منک القول المجهول والهـذيـان المفتول، أنک كنت مـن الـكاذبين. فيـكون عليک كـمـا يُبـكـى عـلَـى الخـاسرين،

اورتم فرار ہوگئے تو ہمیشہ ہمیش کے لئے تم پر حجت ﴾۲۵۶﴿
پوری ہو جائے گی اور وہ لوگ جو تجھ سے مجہول باتیں
اور خود تراشیدہ بکواس سیکھتے تھے وہ جان لیں گے کہ
یقیناً تو ہی جھوٹا ہے۔ پس وہ تجھ پر اس طرح روئیں
گے جس طرح گھاٹا میں رہنے والوں پر رویا جاتا ہے

بـقية الـحـاشية . وقـد أثبتـنـا أنهـا حُـرّفَـت مِـن كـلِـمٍ عـربيةٍ مطهَّرةٍ، لـو رأيتَهـا لَـمُـلـئت خَوفًا ورعبًا، ولأقـررتَ بـصدق كلامنا كالتائبين الـراجعين. وقـلـتَ سبـحان الذى جـعل العربية أُمَّ الألسنة، كما جعَل مكّةَ أُمَّ الـقـرىٰ، وجـعـل رسـولـنـا أُمِّيًّـا لهذه الإشـارة ، و جـعَـلها خـاتَـمَ ألسُـن الـعالمين، كما جعل رسـولنا خاتَمَ النبيين، وجعل القرآن أُمَّ الـكتب، وجـعـله صُحُفًا مطهَّرةً فيهـا كُتـب الأوّليـن والآخـريـن. ثـم سـأل الـمـعتـرض المذكور عن وجـه تـسـمية بـعض أسماء يحسبها جـامـدة. فـاعـلـم أنهـا وكذٰلک

بقیہ حاشیہ۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ پاکیزہ
عربی کلمات سے تبدیل کئے گئے ہیں۔ اگر تُو
انہیں دیکھے تو تُو خوف اور رُعب سے بھر جائے گا
اور تُو توبہ کرنے والوں، رجوع کرنے والوں
کی طرح ہماری بات کی سچائی کا اقرار کرے
گا۔ اور تُو کہے گا پاک ہے وہ ذات جس نے
عربی کو اُمُّ الْاَلْسِنَہ بنایا جیسا کہ اس نے مکہ کو
اُمُّ الْقُرٰی بنایا اور اسی اشارہ کے لئے ہمارے
رسولؐ کو اُمّی بنایا اور عربی زبان کو عَالَمِین
کی زبانوں کا خَاتَم بنایا جیسا کہ ہمارے ﴾۲۵۹﴿
رسولؐ کو نبیوں کا خَاتَم بنایا اور قرآن کو اُمُّ
الْکُتُب بنایا اور اسے ایسے پاکیزہ صحیفے بنایا جن
میں اوّلین و آخرین کی کتابیں ہیں۔ پھر معترض
مذکور نے بعض اسماء جن کو یہ جامد سمجھتا ہے کی وجہ
تسمیہ دریافت کی ہے۔ پس تو جان لے کہ وہ

ويسترجعون كما يُسترجَع للمصابين، فتصبحك المخذولين. فناجِ نفسَك في القبول أو الإعراض، مِن قبل أن تُذبح كالعِرباض، وتلحق بالملومين. وقدْ سمعتَ أن ﴿۲۵۷﴾

اور اِنّــا لِلّٰــہ پڑھیں گے جس طرح مصیبت زدوں کے لئے اِنّا لِلّٰہ پڑھا جاتا ہے۔ پس تو بے یارومددگار چھوڑے جانے والوں کی طرح ہو جائے گا، اس لئے قبول کرنے یا اعراض کرنے کے بارے میں اپنے نفس سے مشورہ لے قبل اس کے کہ تجھے اونٹ کی طرح ذبح کر دیا جائے۔ اور تو ملامت کئے جانے والوں کے ساتھ مل جائے اور تو نے سن ہی لیا ہے کہ

بقية الحاشية . أسماء أخرى ليست جامدة حقيقة ، بل هو ظن الذين ما تدبّروا حق التدبر، واتبعوا روايات مسموعة، وحَرّموا على أنفسهم أن يتعمّقوا كالمحققين. ألا يعلمون أن اللّٰه علّم آدمَ الأسماء ليُكمِّله عِلمًا وحكمة؟ فما ظنهم. أَعَلّمه أسماءً مُهمَلة ؟ أيعزُون إلى اللّٰه لغوًا خاليًا عن المعنى المكنون، ويجعلونه واضعَ لغوٍ؟ سبحانه وتعالى عمّا يظنون! ألا يعلمون أن الغرض مِنْ تعليم الأسماء كان إفادةً، والمهمل لا يزيد معرفة ولا بصيرة، ويعلم كلُّ من له حظّ من الدهاء أنّ ﴿۲۶۰﴾

بقیہ حاشیہ ۔ اور اسی طرح کے دوسرے اسماء حقیقت میں جامد نہیں ہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے جیسا تدبّر کرنے کا حق تھا ویسا تدبّر نہیں کیا۔ اور سنی سنائی روایات کی پیروی کی۔ اور محقّقوں کی طرح گہرائی سے غور کرنا اپنے پر حرام کر لیا۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ نے آدم کو اسماء سکھائے تا کہ وہ اسے علم وحکمت میں کامل کرے؟ پس ان کا کیا خیال ہے۔ کیا اللہ نے اسے بے معنیٰ اسماء سکھائے؟ کیا وہ اللہ کی طرف چھپے ہوئے معنیٰ سے خالی لغو بات کو منسوب کرتے ہیں اور اُسے لغو کا بنانے والا قرار دیتے ہیں۔ وہ پاک ہے اور ان کے گمانوں سے بہت بلند ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اسماء کی تعلیم دینے کا مقصد فائدہ پہنچانا تھا اور بے معنیٰ الفاظ معرفت اور بصیرت کو نہیں بڑھاتے۔ اور ہر وہ شخص جسے عقل سے حصہ ملا ہے جانتا ہے کہ

الشـريـطة الأولٰـى التى أُحكِمتْ لـلـمناضلة، ووجبتْ لكل من قام لـلـمباحثة، هـو أن يـأتى مناضل بكتاب من مثل هذا الكتاب، النظم بعدّة النظم، والـنثر بعدّة النثر،

بـقية الحاشية . عـدم عِلم الأشيَاء لا يَـدل عـلٰـى عَـدم الأشيـاء، وإنّـا لا نعلم منافع كثير من المخلوقات، مـعـه أنه لا يُقال إنها خالية من النفع فى علم ربِّ الكائنات. بل الاعتلاق بـمثـل هـذه الأوهـام، مـن سيـر الـجهـلاء السـفهاء اللئام، فاتق اللّٰه ولا تَـعْـزُ المهملات إلٰى منبع الحق والـحـكمة، فإن اللّٰه ما علّم آدم إلا مـعـانـى الأسـمـاء التـى هى مفاتيح الأسرار المخزونة.

ومـن أجـلـى البـديهيـات أن الشـريـعة الـكبـرى الأبـدية والملّة الـمحيطة الكاملة تقتضى أن تنـزل بـلسـان تـكـونُ أكـمـل الألسـنة، وأوسـع الأوعية، ولا سيّـمـا شريعة

مقابلہ کے لئے پہلی شرط جو طے کی گئی ہے اور ہر ایک جو مباحثہ کرنے کے لئے کھڑا ہو اس پر جو واجب ہے وہ یہ ہے کہ مقابلہ کرنے والا میری کتاب جیسی کتاب پیش کرے۔ نظم میں تعداد کے مطابق نظم (لکھے) اور نثر نثر کی مقدار کے برابر۔ ﴿۲۵۸﴾

بقیہ حاشیہ۔ اشیاء کا عدمِ علم، عدمِ اشیاء پر دلالت نہیں کرتا، اور ہم مخلوقات کے بہت سے فوائد کو نہیں جانتے۔ اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاتا کہ ربّ الکائنات کے علم میں یہ مخلوقات نفع سے خالی ہیں بلکہ ایسے اوہام سے چمٹے رہنا جاہلوں، بیوقوفوں، کمینوں کے طور اطوار میں سے ہے۔ پس اللہ سے ڈر اور منبع حق وحکمت کی طرف بے معنیٰ کلمات کو منسوب نہ کر کیونکہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اسماء کے صرف وہ معانی سکھائے جو مخزنِ اسرار کی کلید ہیں۔

اور منجملہ روشن بدیہی امور کے یہ ہے کہ ابدی عظیم شریعت اور کامل احاطہ کرنے والا دین تقاضا کرتا ہے کہ وہ ایسی زبان میں نازل ہو جو کامل ترین اور وسیع ظرف والی ہو۔ خصوصاً وہ شریعت

مع تسوية التوشية والاختضاب.
فإن أتيتم بكتاب من مثل هذه
الرسالة، وفعلتم ذٰلك إلٰى
شهرين لإراءة الفضل والجلالة، ﴿٢٥٩﴾
فأجيئكم كالمعتذرين التائبين.
وإن لم تقدروا فعليكم أن تقرّوا

اور یہ عبارتیں حسنِ عبارت میں اور خوبصورتی میں مساوی ہوں۔ پس اگر تم اس کتاب جیسی کتاب لے آئے اور دو ماہ تک یہ کام (اپنی) فضیلت اور عظمت دکھانے کے لئے کر دیا تو میں تمہارے پاس معذرت خواہ توبہ کرنے والوں کی طرح آ جاؤں گا۔ اور اگر تمہیں استطاعت نہ ہوئی تو تم پر واجب ہوگا کہ یہ اقرار کرو کہ

بقية الحاشية . جاءت بكتاب فيه ﴿٢٦١﴾
إعجاز البلاغة والفصاحة ، وهو
يطلب عبارات من مثله من جميع
الألسن وكافّة البريّة. فأنت تعلم أن
هذا الإعجاز تحتاج إلى كمال
اللسان، ويقتضي أن يكون ظرفها
وَسِيعًا كمثل قُوى الإنسان. فإن
اللسان كوِعاءٍ لمتاع البيان،
وكصدف لدُرر العرفان. فلو
فرضنا أن لسانًا أخرى أكملُ من
العربية، فلزِمنا أن نُقرّ أنها أسبق
منها في ميادين البلاغة، وأنسب
لحسن أداء المعارف الدينية، فكأن
اللّٰه أخطأ في تركه إيّاه، وإنزاله
القرآن في هذه اللّهجة الناقصة.

بقیہ حاشیہ۔ جو ایسی کتاب لائے جس میں فصاحت و بلاغت کا اعجاز ہو اور وہ تمام زبانوں اور تمام مخلوق سے اس جیسی عبارتیں (مقابلہ میں) طلب کرے۔ پس تو جانتا ہے کہ یہ اعجاز زبان کے کمال کا محتاج ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ اس کا ظرف انسانی قویٰ کی طرح وسیع ہو کیونکہ زبان متاعِ بیان کے لئے مثل ظرف ہے۔ اور عرفان کے موتیوں کے لئے سیپ کی مانند ہے۔ اگر ہم فرض کرلیں کہ کوئی دوسری زبان عربی سے زیادہ کامل ہے تو ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اقرار کریں کہ وہ بلاغت کے میدانوں میں اس سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور معارف دینیہ کے عمدہ بیان کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ گویا کہ اللہ نے اسے ترک کرکے اور قرآن کو اس ناقص زبان میں نازل کرکے غلطی کی ہے۔

بأنه آية من آيات الرحمٰن، لا مِن فعل الإنسان، وما أشقّ عليكم بعد إقراركم إلّا أن تصافونی مصدّقين. ذٰلک خير الطرق وأحسن الانتظام، وفيه أمن للفريقين من تكاليف السفر

یہ (کتاب) خدائے رحمٰن کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے نہ کہ انسان کے فعل سے اور تمہارے اقرار کے
﴿۲۶۰﴾ بعد میں تم پر کوئی سختی نہیں کروں گا سوائے اس کے کہ تم میرے پاس تصدیق کرتے ہوئے خالص محبت کے ساتھ آؤ۔ یہ طریق سب سے بہتر ہے اور سب سے عمدہ انتظام ہے۔ اور اس میں دونوں فریقوں کے لئے سفر کی تکالیف

بقية الحاشية . فَتُبْ أيها المسكين ولا تتبع أهواء النفس الأمّارة، واتّقِ غشاوةَ الجهل والعصبيّة، ولا ترفع رأسک كالمجترئين. وأمّا قولک أن لفظ التحت والتراب والمِيزاب أسماء جامدة لا يثبتُ اشتقاقها من الكتاب، فهذا خطأ منک ومن أمثالک، وفسادٌ نشأ من درايتكم الناقصة، لا من قصور شأن العربية المباركة الكاملة.

أيها المسكين! إن لفظ التحت كان فی الأصل طِيَّة، ومعناه ما كان تحت القدم وحاذَى الفوقَ جهةً، ثم بُدّل الطاء بالتاء والياء بالحاء بكثرة الاستعمال، ونظائره

بقیہ حاشیہ۔ پس اے مسکین! توبہ کر اور نفس امارہ کی خواہشات کی پیروی نہ کر اور جہالت وتعصب
﴿۲۶۲﴾ کے پردے سے بچ اور بے باکی کرنے والوں کی طرح سر نہ اٹھا۔ اور تیرا یہ کہنا کہ تَحت ، تُرَاب اور مِیزَاب اسماء جامدہ ہیں ان کا اشتقاق (لُغت کی) کتاب سے ثابت نہیں ہے۔ تو یہ تیری اور تجھ جیسوں کی غلطی ہے، اور یہ فساد تمہارے ناقص فہم سے پیدا ہوا ہے، نہ کہ مبارک کامل عربی زبان کی شان میں کمی کی وجہ سے۔

اے مسکین! تَحت کا لفظ اصل میں طِیَّة تھا۔ جس کے معنیٰ قدم کے نیچے اور جہت کے لحاظ سے ”فَوق“ کے بالمقابل ہے۔ پھر کثرت استعمال سے طَاء ، تَاء سے اور یَاء ، حَاء سے بدل گئی اور اس طرح کی مثالیں بکثرت ہیں۔

ومتاعب ترک المقام، وحرج
آخر لا بد منه للمسافرين. ثم إن ﴿٢٦١﴾
اتفق بعده أنكم ظننتم لی الظنون،
وزعمتم أنه ألّفه الشاميّون،
أو أعان عليه قوم آخرون،
فأقبل أن تناضلونی بالمشافهة،

اور اپنے مقام کو چھوڑنے کی مشقتوں اور دوسری تکالیف جو مسافروں کے لازم حال ہیں سے امن ہے۔ پھر اس کے بعد اگر ایسا ہو کہ تمہیں مجھ پر بدگمانی ہوئی اور یہ خیال کیا کہ اسے شامیوں نے تحریر کیا ہے یا کسی اور قوم نے اس کی مدد کی ہے۔ تو مَیں آمنے سامنے مقابلہ کرنا قبول کروں گا

بقية الحاشية. وشهد عليه كثير من الرجال ولو كنت من الغافلين. ثم ليس لفظ التحت جامدًا كما هو زعمک من الجهالة، بل تصريفه موجود فی كتب القوم وأهل هذه الصناعة. وفی الحديث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَظْهَرَ الْتَّحُوت . أی قوم أراذل لا يُؤبَه لَهُم يكون لهم الحكم والجبروت، ويكونون من المكرمين. وأما التُراب فاعلم أن هٰذا اللفظ مأخوذ من لفظ التِرُب، وتِرُبُ الشیء : الذی خُلق
مع ذٰلک الشیء عند أهل ﴿٢٦٣﴾
العرب. وقال ثعلب: تِرُبُ الشَّیء :

بقیہ حاشیہ۔ اور بہت سے اہلِ زبان نے اس پر گواہی دی ہے کہ اگرچہ تو غافلوں میں سے ہے پھر یہ کہ تَحت کا لفظ جامد ہے بھی نہیں جیسا کہ جہالت کے سبب تیرا گمان ہے بلکہ (عرب) قوم اور اس فن کے اہل (انسانوں) کی کتابوں میں اس کی تصریف موجود ہے اور حدیث میں ہے کہ '' لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَظْهَرَ الْتَّحُوت '' یعنی قیامت نہیں آئے گی جہاں تک کہ '' تَحُوت '' غلبہ نہ پالیں۔ '' تَحُوت '' رذیل قوم جس کی پرواہ نہیں کی جاتی لیکن حکومت و طاقت انہیں حاصل ہوگی اور وہ معزز ہو جائیں گے۔ رہا لفظ تُرَاب تو جان لے کہ یہ لفظ تِرُب سے ماخوذ ہے اور تِرُبُ الشَّیْءِ سے مراد اہل عرب کے نزدیک ایک چیز کا دوسری کے ساتھ پیدا ہونا ہے۔ اور ثعلب کہتا ہے تِرُبُ الشَّیْءِ

بـعـد أن تـقـرّوا بـأنـكم عجزتم
مـن نـوع تـلك الـمقابلة، ولكم
أن تـقولوا إنّ هذا إنشاء الشاميّين
ولا قِبَل لنا بالشاميين ، أو تقولوا
إن هـذا مِـن عـلـمـاء آخـريـن،

بقية الحاشية . مثـلُه وما شابَهَ شيئًا فـي الحسن والبهاء . فـعلٰى هٰذين المعنيين سُمِّيَ التراب ترابًا لكونها فـي خَـلـقهـا تِـرْبَ السـمـاء ، فـإن الأرض خُـلِـقـت مـع السـمـاء فـي ابتـداء الـزمـان، وتـشابهَا فى أنواع صُـنـع اللّٰه المنّان. وكذٰلك خلَق الـلّٰـه سبـع سـمـاوات مـنـوّرة من الشـمـس والـقمر والنجوم، وخلق كـمثـلهـن سبـعَ أرضيـن مـنـوّرة من الـرسـل والأنبياء وورثائهم من أهل العلوم. ولـعل لفظ "سبع أرضين" كـان إشارة إلٰى عِدّة الأقاليم، واللّٰه أعـلـم بـمـا أراد مِـن هذا التقسيم، وهـو يـعـلـم مـا فى العالمين. و قال "ابـن بُزُرج": كـل مـا يـصلح فهو

﴿۲۶۲﴾ اس کے بعد کہ تم اقرار کرو کہ تم اس نوع کے
مقابلہ سے عاجز آ گئے ہو۔ اور تمہیں اجازت
ہے کہ تم کہو کہ یہ شامیوں کی انشاء پردازی
﴿۲۶۳﴾ ہے اور ہمیں شامیوں سے مقابلہ کی طاقت
نہیں یا تم کہو کہ یہ اور علماء کی تالیف ہے۔

بقیہ حاشیہ۔ اس کی مثیل اور حسن وخوبصورتی میں اس کے مشابہ ان دو معنوں کی بناء پر زمین کو تُـرَاب کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی پیدائش میں آسمان کی '' تِـرْب '' ہے کیونکہ ابتدائے آفرینش میں زمین، آسمان کے ساتھ پیدا کی گئی اور اللہ مَنَّان کی انواع صنعت گری میں یہ دونوں باہم مشابہہ ہو گئے اور اسی طرح اللہ نے سورج، چاند اور ستاروں سے روشن سات آسمان تخلیق کئے اور انہی کی طرح اس نے سات زمینیں پیدا کیں جو رسولوں، انبیاء اور ان کے اہل علم ورثاء سے منوّر ہیں۔ اور شاید لفظ '' سَبْعَ اَرْضِیْنَ '' یعنی سات زمینوں میں بَرِّ اعظموں کی تعداد کی طرف اشارہ ہو۔ اللہ اس ارادہ کو زیادہ جانتا ہے جو اُس نے اس تقسیم سے کیا ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے جو عالمین میں ہے۔ ابن بُزرج نے لکھا ہے کہ ہر چیز جس کی اصلاح ہو جائے۔ وہ

ولا طاقة لنا بهم إنهم مِن الأدباء
﴿۲۶۴﴾ الكاملين، أو تقولوا إنه من
المولوي الحكيم نور الدين، فما
لنا أن نناضل بهٰذا الفاضل
الأجلّ، إنّا من الجاهلين الأميين.
وإني بعده سأجيد قِبَلًا مُشافِهًا،
﴿۲۶۵﴾ وأحسب هٰذا الأمر تافهًا،
فتعرفونني بعد حين. إن الذين

بقية الحاشية. متروب بعد
الإصلاحات، فالأرض تراب لما
أصلحها اللّٰه بالعمارات
والفلاحات. فخُذْ من هٰذين
المعنيين ما هو عندك محبوب،
واترُكْ سير المستعجلين. وأمّا
لفظ المِيزاب، فلو فكّرتَ فيه
كأولي الألباب لكنتَ من المتندّمين.
﴿۲۶۴﴾ أيها المحروم من موائد الأدب!
اعلم أن هٰذا اللفظ مشتقّ من لفظ
الأَزْب، يُقال أزَب الماء : أي
جرَى. فارجِعْ يا خادِع النَّوكَى
إلى "لسان العرب" أو كتب أخرى،

اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں یقیناً وہ کامل ادیبوں میں سے ہیں یا تم کہو کہ یہ مولوی حکیم نورالدین کی تالیف ہے۔ اور ہمارے لئے ممکن نہیں کہ اس عَالم اَجَل کا مقابلہ کریں۔ ہم یقیناً جاہلوں ان پڑھوں میں سے ہیں۔ اور اس کے بعد میں رو بروفی البدیہہ فصیح و بلیغ کلام کروں گا۔ اور میں اس بات کو نہایت معمولی سمجھتا ہوں۔ پس تم بھی مجھے کچھ وقت کے بعد پہچان لو گے۔ یقیناً وہ لوگ

بقیہ حاشیہ۔ اصلاح ہوجانے کے بعد ''مَتْـرُوْب'' کہلاتی ہے۔ زمین کو ''تُرَاب'' اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ نے اسے تعمیرات اور کھیتی باڑی کے لئے درست کیا۔ پس ان دونوں معنوں میں سے جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہوں لے لے۔ اور جلد بازی کرنے والوں کے طور اطوار چھوڑ دے۔ جہاں تک لفظ ''اَلْـمِیْزَاب'' کا تعلق ہے تو اگر تُو عقل مندوں کی طرح اس میں غور کرتا تُو نادم ہوجانے والوں میں سے ہوجاتا۔ اے ادب کے مائدوں سے محروم! جان لے کہ یہ لفظ ''اَلْاَزْبُ'' سے مشتق ہے۔ کہا جاتا ہے ''أَزَبَ الْـمَآءُ'' یعنی پانی بہہ پڑا۔ پس اے احمقوں کو دھوکا دینے والے ''لسانُ الـعـرب'' یا دوسری کتب کی طرف رجوع کر۔

يكونون للّٰه فيكون اللّٰه لهم. ألا إن أولياء اللّٰه هم الغالبون فی مآل الأمر على المخالفين. كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَ رُسُلِیْ[1] إن اللّٰه لايُخزى عباده المأمورين. هذا شرط بيني وبينكم،

جواللہ کے ہوجاتے ہیں تو اللہ ان کا ہوجاتا ہے۔ سنو کہ انجام کار اولیاء اللہ ہی مخالفوں پر غالب ہوتے ہیں۔ ''اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔'' اللہ اپنے مأمور بندوں کو رسوانہیں کرتا۔ یہ میرے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔

بقية الحاشية. ولا تُهلِكْ نفسك فی غيابة جُبِّ الجاهلين. وإني تركت بعض ألفاظك المعروضة خوفا من الإطناب لا من الاستصعاب، بل هي أظهَرُ اشتقاقًا عند أولي الألباب، ففكِّرْ كطلاب الحق والصواب، وما أظن أن تفكّر كالعاقلين. فسلام عليكم لا نبتغي الجاهلين. ألستَ هو الرجل الذى قرأ عند ذكر بحث التوفى ''تُوَفِّى ما ضمنتَ'' استشهادًا، وما علِم فَرْقَ التفعّل والتفعيل غباوةً وعنادًا؟ فهذا علمكم وفهمكم وفضلكم، ثم بهٰذا العقل كبركم وزهوكم وبخلكم وتكفيركم وتحقيركم.

بقیہ حاشیہ۔ اورخودکو جاہلوں کے کنوئیں کی تہہ میں ہلاک نہ کر۔ اور میں نے طوالت کے خوف سے تیرے پیش کردہ بعض الفاظ چھوڑ دیئے ہیں نہ کہ ان الفاظ کے مشکل ہونے کی وجہ سے بلکہ وہ الفاظ عقل مندوں کے نزدیک مشتق ہونے کے لحاظ سے زیادہ واضح ہیں۔ پس حق وراستی کے طالبوں کی طرح غور کر۔ اور میں خیال نہیں کرتا کہ تو عقل مندوں کی طرح غور کرے گا۔ پس السلام علیکم ہم جاہلوں سے بات کرنا نہیں چاہتے۔ کیا تو وہی شخص نہیں ہے جس نے توفی کی بحث کے ذکر کے وقت'' تُوَفِّیْ مَا ضَمَنْتَ ''استشہاد کے طور پر پڑھا تھا اور بوجہ جہالت وسرکشی تَفَعُّلْ اور تَفْعِیْل کے فرق کو نہ جانا۔ پس یہ ہے تمہارا علم اور تمہارا فہم اور تمہاری فضیلت۔ پھر اس عقل پر مستزاد تمہارا کبر اور اکڑ اور تمہارا بخل اور تمہاری تکفیر بازی اور تمہارا تحقیر کرنا ہے۔

[1] المجادلة :۲۲

فسنّوا أنفسكم . ثم أنتم تعلمون أن فضيلةالعلماء باللسان العربية، وهي المفتاح لفتح أسرار العلوم الدينية، وهي مدار فهم معارف الفرقانية ، والذى ليس من نحارير الأدباء ، ولا كمثل نوابغ الشعراء ،فلا يمكن أن يكون من فحول الفقهاء ، والراسخين فى الشريعة الغراء ، أو من العارفين الفقراء ، بل هو كالأنعام، وأحد من العوام والجاهلين.

وأما الرجل الذى يقدر على كلام غَضٍّ طَرِيٍّ فى هذه اللهجة، ويسلك عند نطقه مسالك الفصاحة والبلاغة، ويعلم فروق المفردات وخواص التأليفات . وكوائف الجُمل المركّبة ،

پس اپنے نفوس کو اونچا کرو جبکہ تم جانتے ہو کہ علماء کی فضیلت عربی زبان میں ہے اور دینی علوم کے بھید کھولنے کے لئے یہی چابی ہے اور فرقان حمید ع کے معارف سمجھنے کا یہی مدار ہے۔ پس جو شخص ماہر ادباء میں سے نہیں ہے اور نہ نابغہء روزگار شعراء کی طرح ہے تو ناممکن ہے کہ وہ مردِ میدان فقہاء میں سے اور روشن شریعت کا راسخ علم رکھنے والوں یا معرفت رکھنے والے فقراء میں سے ہو بلکہ وہ چوپایوں کی طرح ہے اور عَـامَّةُ النَّـاس اور جاہلوں میں سے ایک ہے۔

جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو اس زبان میں تر و تازہ کلام پر قدرت رکھتا ہے اور بولنے کے وقت فصاحت و بلاغت کی راہوں پر چلتا ہے۔ اور وہ مفردات کے فرق ، تراکیب کے خواص اور مرکب جملوں کے احوال کا علم رکھتا ہے،

بقية الحاشية . فنعوذ بالله الحفيظ المُعين، مِن شرّ الخائنين الجاهلين المفترين. منه

بقیہ حاشیہ۔ پس ہم خیانت کرنے والے جاہلوں اور جھوٹوں کے شر سے اللہ حفاظت کرنے والے، مددگار کی پناہ میں آتے ہیں ۔منه

فهو الذی جعله اللّٰه رحیب الباع، خصیب الرِباع، فی هذه الخزائن العلمیة. ومن ادعی أنه من الواصلین والفقراء العرفاء، ولیس من عارفی هذه اللسان کالأدباء، ففَقْرُه لیس فقر سیّد الکونَین، بل هوسواد الوجه فی الدّارَین. ولا تعجَبْ بهذا البیان، ولا تغضب قبل العرفان، فإن الذی یدّعی محبّة الفرقان، کیف یَصْدءُ ذهنه فی هذه اللسان، وکیف تقاصَرَ مع دعاوی المحبة وشوق الجَنان، وکیف یمکن أن لا یتجلی لقلبه لطف الرحمٰن، ولا یعلّمه اللّٰهُ لسانَ نبیّه بالامتنان. ثم إنها معیَار لحُبّ الرسول والفرقان، فإن الذی أحبَّ العربیة فبحُبِّ الرسولؐ والفرقان أحبَّها، ومن أبغضَها فببُغض الرسولؐ والفرقان أبغضَها، فإن المحبّین یُعرَفون بالعلامات ،

تو وہ وہی ہے جسے اللہ نے اس علمی خزانہ میں وسیع فکر اور زرخیز ذہن بخشا ہے اور جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ واصلین حق اور صاحب معرفت فقراء میں سے ہے مگر ادباء کی طرح اس زبان کے جاننے والوں میں سے نہیں ہے تو اس کا فقر، سیّد الکونینؐ کی طرح نہیں بلکہ وہ دنیا اور آخرت میں روسیاہ ہے اور تو اس بیان پر تعجب نہ کر۔ اور حقیقت جاننے سے پہلے غضب میں نہ آ کیونکہ جو شخص فرقان مجید کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کا ذہن اس زبان میں کیسے زنگ آلود ہو سکتا ہے اور کیسے دلی شوق اور محبت کے دعووں کے باوجود وہ (اس زبان کے حصول) سے قاصر رہ سکتا ہے۔ اور کیونکر یہ ممکن ہے کہ خدائے رحمٰن کا لطف اس کے دل کے لئے جلوہ گر نہ ہو اور بطور احسان اللہ تعالیٰ اسے اپنے نبیؐ کی زبان نہ سکھائے۔ علاوہ ازیں یہ
رسول اللہؐ اور فرقان مجید کی محبت کا معیار ہے۔ ﴿۲٦٦﴾
کیونکہ جس شخص نے عربی سے محبت کی تو اس نے رسول اللہؐ اور فرقان حمید کی محبت کی وجہ سے اس زبان سے محبت کی اور جس نے اس (زبان) سے بغض رکھا تو اس نے رسول اللہؐ اور فرقان حمید سے بغض رکھنے کی وجہ ہی سے اس سے بغض رکھا۔ کیونکہ محبت کرنے والے نشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں،

وأدنٰـى درجة الـحبّ أن تَحُثَّـك للـمضـاهـاة ، حتـى تؤثِـر طـرق الـمـحبـوب وتـجـعلهـا مـن الـمحبـوبات، ومن لم يعرف هذا الـذوق فـإنـه مـن الكـافـرين فـي مشـرب الـعـاشـقين. ومَن أحـبَّ الـفـرقـان وسيّـدنـا خاتم الأنبياء ، كـمـا هـو شـرط المحبة والوفاء ، فـمـا أظـن أن يبـقـى فـي الـعـربية كـالـجهـلاء ، بـل يقوده حبُّـه إلى أعـلٰى مراتب الكمال، ويسبق كلَّ سابـق فـي الـمـقال، ويصير نطقه كـالـدرة البيضاء ، ويُضمَّخ كلامه بـطِيـب عـجيب ويُـودَع أنـواعَ الـصـفاء ، ففكِّرْ كالمحبّين. ولولا الـحب لـمـا أُعطيتُها، فمن الحب لـقِيتُهـا، فهـذا آيةُ حُبّـي من أرحم الـراحـمين. والـحـمد لله على ما أعطى وهو خير المنعمين.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عِـلمي مِنَ الـرحمٰن ذی الآلاءِ
بـاللّٰه حُـزتُ الفضلَ لا بِدَهَاءِ

اور محبت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ تجھے مماثلت اختیار کرنے پر ابھارے، یہاں تک کہ تو محبوب کے طور اطوار کو ترجیح دے اور انہیں اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے بنا لے۔ اور جو اس ذوق کو نہیں پہچانتا تو یقیناً وہ عاشقوں کے مسلک میں کافروں میں سے ہے اور جس نے فرقان حمید اور سیّدنا خاتم الانبیاءؐ سے محبت کی جیسا کہ یہ محبت اور وفا کی شرط ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ عربی زبان میں جاہلوں کی طرح رہے گا بلکہ اُسے اس کی محبت کمال کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا دے گی اور وہ ہر کلام میں سبقت لے جانے والے پر سبقت لے جائے گا۔ اور اس کی گفتگو چمکدار سفید موتی کی طرح ہوجائے گی۔ اوراس کے کلام کو عجیب خوشبو سے معطر کیا جائے گا اور قسما قسم کی چمک اس کو ودیعت کی جائے گی۔ پس تو محبت کرنے والوں کی طرح غور کر۔ اور اگر محبت نہ ہوتی تو مجھے عربی زبان کا علم عطا نہ کیا جاتا۔ پس محبت کی وجہ سے میں نے اسے پایا ہے۔ پس یہ خدائے ارحم الراحمین کی طرف سے میری محبت کا نشان ہے اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اس (نعمت) پر جو اس نے عطا کی اور وہ سب سے بہتر نعمتیں عطا کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میرا علم خدائے رحمٰن کی طرف سے ہے جو نعمتوں والا ہے۔ میں نے خدا کے ذریعہ فضلِ الٰہی کو حاصل کیا ہے نہ کہ عقل کے ذریعہ۔

كَيفَ الوصُول إلٰى مَدارجِ شكرِهِ
نثني عَلَيه وليُس حولُ ثنـاءِ
اللّٰه مَولانا وكَافلُ أمـرنا
في هذه الدّنيا وبَعْـد فناءِ
لولا عنايته بزمنِ تطَلُّبي
كادت تُعفِّيني سيولُ بكائي
بشرى لنا إنا وجدْنا مُونسًا
ربًّا رحيمًا كاشِفَ الغَمّاءِ
أُعطِيتُ مِن إلْفٍ معارفَ لُبَّهَا
أُنزِلتُ مِن حِبٍّ بدار ضياءِ
نتلوَ ضيَاءَ الحقّ عند وضوحِهِ
لَسْنا بمبتاع الدجى بِبَراءِ
نفسي نَأَتْ عن كل ما هو مظلمٌ
فأنختُ عند منوِّري وَجْنائي
غلبَتْ على نفسي محبّةُ وجهِهِ
حتى رَمَيتُ النفسَ بالإلغاءِ
لمّا رأيتُ النفسَ سدّتْ مُهْجَتي
ألقيتُها كالمَيْتِ في البَيْداءِ
اللّٰه كهفُ الأرض والخضراءِ
ربٌّ رحيم ملجأُ الأشياءِ
بَرٌّ عَطوفٌ مأمَنُ الغرماءِ
ذو رحمةٍ و تبرُّعٍ وَعَطاءِ

ہم اس کے شکر کی منزلوں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں کہ ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور ثنا کی طاقت نہیں۔
خدا ہمارا مولیٰ ہے اور ہمارے کام کا متکفّل ہے اس دنیا میں بھی اور فنا کے بعد بھی۔
اگر میری جستجوئے پیہم کے دور میں اس کی عنایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ آہ وزاری کے سیلاب مجھے نابود کر دیتے۔
ہمارے لئے خوشخبری ہے کہ ہم نے مونس وغم خوار پا لیا ہے جو ربِّ رحیم ہے اور غم ومصیبت کا دور کرنے والا ہے۔
مجھے محبوب کی طرف سے معارف کا مغز عطا کیا گیا ہے اور میں اپنے محبوب کی طرح سے روشنی کی جگہ میں اتارا گیا ہوں۔
ہم حق کی روشنی کی، اس کے ظاہر ہوتے ہی، پیروی کرتے ﴾۲٦٧﴿
ہیں۔ چاند طلوع ہو جانے کے بعد ہم تاریکی کے خریدار نہیں۔
میرا نفس ہر تاریک چیز سے دور ہے۔ پس میں نے اپنی مضبوط اونٹنی کو اپنے منوّر کرنے والے کے پاس بٹھا دیا۔
میرے نفس پر اس کی ذات کی محبت غالب ہوئی یہاں تک کہ میں نے نفس کو بیکار کر کے نکال پھینکا۔
اور جب میں نے دیکھا کہ نفس میری روح کی راہ میں روک ہے تو میں نے اسے اس طرح پھینک دیا جیسے کہ مردار بیابان میں (پڑا ہو)۔
اللہ ہی پناہ ہے زمین وآسمان کی۔ وہ ربّ رحیم ہے اور سب چیزوں کی جائے پناہ۔
وہ حسنِ سلوک کرنے والا مہربان، مصیبت زدوں کے لئے جائے امن ہے۔ وہ رحمت واحسان اور بخشش والا ہے۔

أحـدٌ قـــديــم قـائم بـوجودهِ	وہ یگانہ، قدیم اور بغیر سہارے کے بخود قائم دائم ہے۔
لَـم يتـخـــذْ وَلَـدًا و لا الشركـاءِ	نہ اس نے کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ ہی (اپنے) شریک۔
ولـه التـفـرّد فـي المحَامد كلـها	اور اسے تمام صفات میں یگانگت حاصل ہے۔
ولـه عـلاء فـــوق كلّ عـــلاءِ	اور اسے ہر بلندی سے بڑھ کر بلندی حاصل ہے۔
الـــعَـاقـلـــون بـعَالَمـيــن يَرونهُ	عقل مند لوگ تو کائنات کے ذریعہ اسے دیکھتے ہیں۔
وَالـعَــــارفونَ بـه رأوا أشيــــاءِ	اور عارفوں نے اس کے ذریعہ اشیاء کو دیکھا ہے۔
هـــذا هـو المعبود حقًّا لِلْوَرٰى	یہی مخلوقات کے لئے معبود برحق ہے، وہ ایک یگانہ و یکتا
فَـــــردٌ وَحيُد مَـــبدء الأضواءِ	ہے اور سب روشنیوں کا مبدا ہے۔
هذا هو الـحِبُّ الذى آثـرتُهُ	یہی وہ محبوب ہے جسے میں نے (سب پر) ترجیح دی ہے۔
ربُّ الورى عين الهـدى مولائى	مخلوقات کا ربّ، سرچشمۂ ہدایت اور میرا مولا ہے۔
هـاجتْ غـمامةُ حُبّهٖ فـكـأنّها	اس کی محبت کا بادل اٹھا پس گویا وہ بادل بادِشمالی کی تیز رو
ركـبٌ عـلٰى عُسْبُورةِ الحَذْواءِ	اونٹنی پر سواروں کی طرح ہے۔
ندعوه فى وقت الكروب تضرّعًا	بے قراری کے وقت ہم اسے عاجزی سے پکارتے ہیں اور
نـرضـى بـــه فـى شـــدّة و رخـاءِ	سختی اور نرمی میں اسی پر خوش ہیں۔
حَوجاءُ☆ أُلـفـتـه أثـارت حُرّتى	اُس کی الفت کے بگولے نے میری خاک اڑادی۔
فـفـدَى جَنانى صـولةَ الحَوجاءِ☆	پس میرا دل اس بگولے پر فدا ہو گیا۔
أعـطـى فـمـا بـقِيَتْ أمــانى بَعْدهُ	اس نے مجھے اتنا دیا کہ اس کے بعد کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ اس کے فیض
غمَرتْ أيادى الفيض وجهَ رجائى	کے احسانات (کی کثرت) میری امید کی انتہائی بلندی پر بھی چھا گئی۔
إنّـا غُــــمِسـنا مِن عـنـــاية ربّنا	ہوا و ہوس کے پارہ پارہ ہو جانے کے بعد ہم اپنے رب کی
فـى الـنور بَعْد تـمـزُّق الأهواءِ	عنایت سے نور میں غوطہ زن کئے گئے ہیں۔
إنّ الـمـحبّة خُـمِّرتْ فى مُهْجتى ﴿۲۶۸﴾	یقیناً محبت میری روح میں خمیر کر دی گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں
وأرى الـوداد يـلُـوح فـى أهبـائى	کہ محبت میرے تمام ذرّات وجود میں چمک رہی ہے۔

☆ حوجاء اور الحَوجاء سہو معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک دوسرے قصیدہ میں یہی شعر بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے۔ ''هَوجاءَ الفته أثارت حُرّتى ففدا جنانى صولة الهوجاء'' (مِنن الرحمٰن روحانی خزائن جلد۹ صفحہ ۱۷۰)۔ (ناشر)

إنـي شربت كؤوس موت للهُدٰى
فـوجـدتُ بعد الموت عينَ بقاءِ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے پیالے پیئے۔
پس موت کے بعد میں نے بقا کا چشمہ پالیا۔

إنّـي أُذِبتُ مِنَ الوداد و نارهِ
فأرى الغروبَ يسيل من إهرائي

میں محبت اور اس کی آگ سے پگھلایا گیا ہوں اور میں دیکھ رہا
ہوں کہ میرے آنسو گداز ہوجانے کی وجہ سے رواں ہیں۔

الدمع يجرى كالسيول صبابةً
والقلب يُشوَى من خيال لقاءِ

عشق کی وجہ سے آنسو سیلابوں کی طرح رواں ہیں اور دل
ملاقات کے خیال سے بریاں ہے۔

وأرى الوداد أنارَ باطنَ باطنى
وأرى التعشّق لاحَ فى سِيمائى

اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت نے میرے باطن کی گہرائی کو روشن کردیا
ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ عشق میرے چہرے پر نمودار ہے۔

الخَلقُ يبغُون اللّذاذةَ فى الهوىٰ
ووجدتُها فى حُرقةٍ وَ صَلاءِ

لوگ تو حرص و ہوا میں لذّت تلاش کرتے ہیں اور میں نے
اسے پایا ہے سوزش اور جلنے میں۔

اللّٰه مقصد مُهْجَتى و أريده
فى كل رشحِ القلم و الإملاءِ

اللہ میری جان کا مقصود ہے اور میں اسی کو چاہتا ہوں قلم
کے ہر قطرہَ (روشنائی) اور ہر اِملاء میں۔

يا أيّها الناس اشربوا من قِربتى
قد مُلأ من نور المفيض سِقائى

اے لوگو! میری مَشک سے پیئو کیونکہ فَیّاض حقیقی کے نور
سے میری مَشک پُر کی گئی ہے۔

قوم أطاعونى بصدق طويّةٍ
والآخرون تكبّروا لغطاءِ

ایک قوم نے میری صدقِ نیّت سے اطاعت کی ہے اور
دوسروں نے نفس کے پردے کی وجہ سے تکبّر کیا ہے۔

حسدوا فسبّوا حاسدين ولم يزلُ
حسَدتْ لئامٌ كلَّ ذى نعماءِ

انہوں نے حسد کیا سو حسد کرتے ہوئے گالیاں دیں اور ایسا ہی
ہوتا رہا ہے کہ کمینوں نے ہر صاحبِ نعمت کا حسد کیا ہے۔

مَن أنكر الحقَّ المبين فإنّهُ
كلبٌ وعَقب الكلبِ سِربُ ضِراءِ

جس نے کھلے کھلے حق کا انکار کیا تو وہ کتا ہے اس حالت میں کہ
اس کتے کے پیچھے شکاری کتوں کا ایک گروہ چلا آرہا ہے۔

آذَوا وسبّونى وقالوا كافرٌ
فاليوم نقضى دَينَهم بربَاءِ

انہوں نے مجھے ایذا دی اور گالیاں دیں اور کہا کہ یہ
کافر ہے۔ آج ہم ان کا قرضہ مع سود ادا کررہے ہیں۔

واللّٰهِ نحن المسلمون بفضلهٖ	خدا کی قسم! ہم اس کے فضل سے مسلمان ہیں۔
لٰكن نَرٰى جهلٌ علَى العلماءِ	لیکن جہالت علماء کے سر پر سوار ہوگئی ہے۔
نختار آثار النَّبيِّ وأَمْرَهٗ	ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور آپ کے حکم کو اختیار کر رہے
نقفو كتابَ اللّٰه لا الآراءِ	ہیں۔ہم کتاب اللہ کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ دوسروں کی آراء کی۔
إنّا بَراءٌ في مناهج دينهٖ	ہم اس کے دین کی راہوں میں ہر زندیق اور عقل کے
مِن كلّ زنديق عدوٍّ دَهاءِ	دشمن سے بیزار ہیں۔
إنا نطيع محمّدًا خيرَ الورىٰ	ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں جو مخلوق میں سب سے بہتر
نورُ المُهَيمن دَافِع الظَّلماءِ	ہیں۔خدائے مہیمن کا نور ہیں اور ظلمتوں کو دور کرنے والے ہیں۔
أفنحنُ من قوم النصارى أكفَرُ ﴾۲۶۹﴿	تو کیا ہم قوم نصاریٰ سے بھی زیادہ کافر ہیں۔تُف ہے تم پر
وَيلٌ لكم ولهذه الآراءِ	اور تمہاری ان آراء پر۔
يا شيخَ أرضِ الخبث أرضِ ”بطالةٍ“	اے بٹالہ کی خبیث زمین کے شیخ! تو نے کینہ اور بغض سے
كفّرتني بالبغض والشحناءِ	میری تکفیر کی ہے۔
آذيتَني فَاخْشَ العواقب بعدهٗ	تو نے مجھے ایذا دی ہے پس اب تو اس کے بعد عواقب سے
والنّار قد تبدو من الإيراءِ	ڈر اور آگ سلگانے سے اکثر بھڑک ہی اٹھتی ہے۔
تبّتْ يداك تبعتَ كلَّ مفاسدٍ	تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔تو نے ہر قسم کے فساد کی
زلّتْ بك القدمانِ في الأنحاءِ	پیروی کی۔مختلف اطراف میں تیرے قدموں نے لغزش کھائی۔
أودىٰ شَبابُكَ والنوائبُ أخرفتْ	تیری جوانی ضائع ہوگئی اور حوادث نے تیری عقل ماردی
فالوقت وقت العجز لا الخيلاءِ	ہے۔سو یہ وقت عاجزی کا ہے نہ کہ تکبّر کا۔
تبغيْ تبارِيْ والدوائرَ مِن هوىٰ	تو ہوائے نفس سے میری تباہی اور گردشیں چاہتا ہے۔
فعليكَ يسقُط حجرُ كلّ بلاءِ	سو تجھ پر ہر مصیبت کا پتھر پڑ رہا ہے اور پڑے گا۔
إني من المَولٰى فكيف أُتَبَّرُ	میں تو خدا کی جانب سے ہوں پس میں کس طرح ہلاک ہوسکتا
فاخْشَ الغُيُور ولا تَمُتْ بجفاءِ	ہوں۔تو غیّور خدا سے ڈر اور (اپنے) ظلم سے ہلاک نہ ہو۔

أفـتضرِبنَّ على الـصَّفاة زجاجـةً
لا تـنتهرْ☆ واطـلبْ طـريق بـقاءِ
اُتْـرُكْ سبيـل شـرارة وخـبـاثـةٍ
هَـوِّنْ عـليك ولا تـمُتْ بعناءِ
تُـبْ أيّهـا الـغـالـي وتـأتـي ساعةٌ
تـمسـي تـعُضّ يـمينَک الشلّاءِ
يـا ليت ما ولدتْ كمثلک حامِلٌ
خـفّـاش ظلمـاتٍ عدوّ ضـيـاءِ
تسعٰی لتأخذني الحكومةُ مجرمًا
ويل لـكلّ مـزوِّر وَشّـاءِ
لـو كـنـتُ أُعـطيـتُ الولاءَ لعُفْتُـهُ
مـا لي ودنياكم؟ كفانِ كِسائي
مُـتـنـا بموت لا يـراه عـدوُّنـا
بـعُـدتْ جـنـازتـنـا من الأحيـاءِ
تُغري بقولٍ مفترًى وتخرّص
حـكّـامَنا الـظانين كـالـجهـلاءِ
يا أيّها الأعمٰى أتُـنكر قادرًا
يـحـمـي أحبّـتَـه من الإيواءِ
أنَسيتَ كيف حمَى القدير كليمَهٗ
أو مـا سـمعتَ مآلَ شمسِ حِراءِ
نـحو السّماء و أمرِها لا تنظُرَنْ
فى الأرض دُسَّتْ عينُک العَمْياءِ

کیا تو پتھر پر شیشے کو مار رہا ہے؟ خودکشی نہ کر۔
اور زندگی کی راہ تلاش کر۔
تو شر اور خباثت کا راستہ چھوڑ دے، ہوش سے کام لے۔
اور مشقت سے ہلاک نہ ہو۔
اے غلو کرنے والے! توبہ کر۔ جب کہ وہ گھڑی آ رہی ہے
کہ تو اپنے مفلوج دائیں ہاتھ کو دانتوں سے کاٹنے لگے گا۔
کاش کہ کوئی ماں تیرے جیسا ظلمتوں کا چمگادڑ اور روشنی کا
دشمن نہ جنتی۔
تو کوشش کر رہا ہے کہ حکومت مجھے مجرم سمجھ کر گرفتار کرے۔
ہر فریبی، چغل خور پر پھٹکار ہے۔
اگر مجھے حکومت بھی دی جاتی تو میں اسے ناپسند کرتا۔ میرا تمہاری
دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میرے لئے تو میری کملی ہی کافی ہے۔
ہم تو ایسی موت مر گئے ہیں جس کی حقیقت ہمارا دشمن نہیں جانتا
اور ہمارا جنازہ زندوں (کی نگاہوں) سے دور پڑا ہوا ہے۔
تو افتراء اور اٹکل سے اکسا رہا ہے ہمارے ان حکّام کو جو
ناواقفوں کی طرح بدظن ہیں۔
اے اندھے! کیا تو اس قادر کا انکار کرتا ہے جو اپنے پاس
جگہ دے کر اپنے محبّوں کی حمایت کرتا ہے۔
کیا تو بھول گیا ہے کہ کس طرح قادر خدا نے اپنے کلیم موسیٰ کی ﴿۲۷۰﴾
حمایت کی۔ اور کیا تو نے غارِ حراء کے سورج کے انجام کو نہیں سنا۔
تیری نگاہ آسمان اور اس کے حکم کی طرف ہرگز نہیں جائے گی
کیونکہ تیری نابینا آنکھ تو زمین میں دھنسی ہوئی ہے۔

☆ سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست ’’تَـنْـتَـحِرْ‘‘ ہے۔ فارسی ترجمہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ناشر)

غرّتْك أقوالٌ بغير بصيرةٍ
سُتِرتْ عليك حقيقة الأنباءِ

تجھے عدمِ بصیرت کی وجہ سے بعض باتوں نے دھوکہ دیا ہے
اور تجھ پر آئندہ کی خبروں کی حقیقت پوشیدہ ہوگئی ہے۔

أدخلتَ حزبك في قليبِ ضلالةٍ
أفهذه من سيرة الصلحاءِ

تو نے اپنے گروہ کو ضلالت کے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔
کیا نیکوں کی سیرت ایسی ہی ہوتی ہے؟

جاوزتَ بالتكفير من حدّ التقى
أشَققتَ قلبي أو رأيتَ خفائي

تو تکفیر کر کے تقویٰ کی حد سے تجاوز کر گیا ہے کیا تو نے میرا
دل پھاڑ کر دیکھا ہے یا میرے اندرونے کو دیکھ لیا ہے؟

كَمِّلْ بخُبثك كلَّ كَيدٍ تقصدُ
واللّٰهُ يكفي العبدَ للإزراءِ

ہر مکر جو تو کرنا چاہتا ہے اپنی خباثت سے کمال تک پہنچا دے۔
اور اپنے بندے کو پناہ دینے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

تأتيك آياتي فتعرفُ وَجْهَهَا
فاصبِرْ ولا تترُكْ طريق حياءِ

میرے نشان تیرے پاس آئیں گے پس تو ان کی حقیقت
کو پہچان لے گا۔ پس صبر کر اور حیا کا طریق نہ چھوڑ۔

إني كتبتُ الكتبَ مثلَ خوارقٍ
اُنظُرْ أعندك ما يصوب كمائي

میں نے معجزات کے رنگ میں کتابیں لکھی ہیں۔ دیکھ کیا
تیرے پاس ایسا پانی ہے جو میرے پانی کی طرح برسے۔

إن كنت تقدر يا خصيم كقدرتي
فاكتُبْ كمثلي قاعدا بحذائي

اے میرے مخاصم! اگر تو میری طرح قدرت رکھتا ہے۔
تو میری طرح میرے سامنے بیٹھ کر لکھ۔

ما كنتَ ترضى أن تُسمَّى جاهلًا
فالآن كيف قعدتَ كاللّكْناءِ

تُو تو جاہل کہلانے پر راضی نہ تھا سو اب تو ژولیدہ زبان
عورت کی طرح کیسے بیٹھ گیا ہے۔

قد قلتَ للسّفهاء إنّ كتابهٗ
عَفصٌ يُهيج القيءَ من إصغاءِ

تو نے بیوقوفوں سے کہا کہ اس کی کتاب بدمزہ ہے جس
کے سننے سے قے آتی ہے۔

ما قلتَ كالأدباء قُلْ لِيْ بعدما
ظَهرتْ عليك رسائلي كقُياءِ

مجھے بتا کہ تو نے ادیبوں کی طرح کیا کہا ہے اس کے بعد
کہ تجھے میرے رسالے قے کی طرح دکھائی دیئے۔

قد قلتَ إني باسلٌ متوغّلٌ
سَمَّيتَني صيدًا من الخيلاءِ

تو نے دعویٰ کیا ہے کہ میں دلاور ہوں اور علم میں مہارت
رکھنے والا ہوں اور تکبّر سے تو نے میرا نام شکار رکھا تھا۔

الیَوم مــــنّــی قـد هرَبتَ کأرنبٍ
خـوفًــا مِنَ الإخزاء والإعـــراءِ
فَـــکِّـرْ أمــا هـذا التـخوّف آیــةٌ
رعبًـا مـن الـرحـمٰـن لــلإدراءِ
کیف النضال و أنتَ تهرُب خشیةً
اُنـظُرْ إلٰـی ذلٍّ مِنَ اسْــتعلاءِ
إنّ الــمــهَـیـمِـن لا یحبّ تـکبّرًا
مِـن خَـلْـقـه الـضعـفاء دود فناءِ
عُـفِّـرتَ مِن سهمٍ أصَابک فاجئًا
أصبحتَ کالأموات فی الجَهْراءِ
الآن أیـن فـررتَ یـا ابنَ تـصلّفٍ
قد کـنـتَ تحسبنا مِن الجهلاءِ
یـا مَـن أهاج الفتن قُمْ لـنـضالنا
کـنا نعدّک نَـوْجـةَ الحَثْواءِ
نـــطقی کَمَوْلِیِّ الاءَسِرَّةِ جَـنّــةٍ
قولی کقِنْوِ النخل فی الخَلْقاءِ
مُزِّقتَ لـکـنْ لا بــضرب هَراوةٍ
بـل بـالسیـو ف الجاریات کـماءِ
إن کـنـت تحسدنی فـإنی بـاسِلٌ
اُصـــلِی فؤاد الـحاسد الـخطّاءِ
کـذّبتَنی کـفّـــرتنی حـــقّرتنی
و أردتَّ أن تَـطَـأَ نَّـنِـیْ کـعَـفـاءِ

آج تو تُو میرے مقابلے میں خرگوش کی طرح بھاگا ہے۔
رُسوا اور ننگا ہونے کے خوف سے۔
سوچ کہ کیا تیرا یہ مرعوب ہوکر ڈرنا تجھے سمجھانے کے لئے
خدائے رحمٰن کی طرف سے نشان نہیں ہے۔
تُو مجھ سے کس طرح مقابلہ کرسکتا ہے حالانکہ تو مجھ سے ڈر کر بھاگ رہا
ہے۔ دیکھ اس ذلّت کی طرف جو تکبّر کرنے کی وجہ سے تجھے پہنچی ہے۔
بے شک خدائے مہیمن تکبّر کو پسند نہیں کرتا اپنی کمزور مخلوق ﴿۲۷۱﴾
کی طرف سے، جو فنا کا کیڑا ہے۔
تُو خاک آلود کردیا گیا ہے اس تیر سے جو اچانک تجھے آ لگا
ہے تو بیابان میں مُردوں کی طرح ہوگیا ہے۔
اے لاف زن! اب تو کہاں بھاگ گیا ہے؟ تُو تو ہمیں
جاہلوں میں سے خیال کیا کرتا تھا۔
اے وہ شخص جس نے فتنے برپا کئے! ہمارے مقابلے کے
لئے اٹھ۔ ہم تو تجھے غبار والی زمین کا طوفان سمجھتے ہیں۔
میرا نطق اس باغ کی طرح ہے جس کی وادیوں میں دوسری بارش ہوئی
ہو۔ اور میرا قول کھجور کے خوشے کی طرح ہے جو زرخیز زمین میں ہو۔
تُو پارہ پارہ کردیا گیا ہے لیکن ڈنڈے کی ضرب سے نہیں
بلکہ تلواروں سے جو آبِ رواں کی طرح (تیز) تھیں۔
اگر تو مجھ سے حسد کرتا ہے تو میں ایک دلاور آدمی ہوں
حاسد خطاکار کے دل کو جلاتا ہوں۔
تُو نے میری تکذیب کی، مجھے کافر کہا اور مجھے حقیر سمجھا اور تو
نے ارادہ کیا ہے کہ مجھے مٹی کی طرح ضرور پامال کردے۔

هذا إرادتک القدیمة مِن هوَی
والـلّٰهُ کـهفی مُهلِکُ الأعداءِ

یہ حرص وہوا کی وجہ سے تیرا پرانا ارادہ ہے، اور اللہ میری پناہ ہے جو دشمنوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔

إنّی لشرُّ النّاس إن لم یأتِنی
نصرٌ من الرحمٰن للإعلاءِ

میں بد ترین مخلوق ہوں گا اگر خدائے رحمٰن کی مدد مجھے غالب کرنے کے لئے نہ آئے۔

ما کان أمر فی یدیک و إنّهٗ
ربٌّ قدیر حافظُ الضعفاءِ

تیرے ہاتھ میں تو کوئی اختیار نہیں اور خدا کی یہ شان ہے کہ وہ، ربّ قدیر اور کمزوروں کا محافظ ہے۔

الکبر قد ألقاک فی درکِ اللّظٰی
إنّ التکبّر أردأُ الأشیاءِ

تکبّر نے تجھے دوزخ کے نچلے طبقہ میں ڈال دیا ہے۔ یقیناً تکبّر ہر ایک چیز سے بدتر ہے۔

خَفْ قهرَ ربٍّ ذی الجلال إلی متٰی
تقفو هواک وتَنزُوَنْ کظِباءِ

خدائے ذوالجلال کے قہر سے ڈر۔ کب تک تو اپنی خواہش کی پیروی کرے گا اور ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتا رہے گا۔

تبغیُ زوالیُ والمهَیمن حافظی
عادیتَ ربًّا قادرًا بمرائی

تو میرا زوال چاہتا ہے جب کہ خدائے نگہبان میرا محافظ ہے مجھ سے جھگڑا کرنے میں تُو نے ربّ قدیر کی دشمنی مول لے لی۔

إنّ المقرَّب لا یضاع بفتنةٍ
والأجر یُکتب عند کُلّ بلاءِ

(خدا کا) مقرّب کسی فتنے سے ضائع نہیں ہوتا۔ ہر مصیبت کے وقت اس کا اجر لکھا جاتا ہے۔

ما خاب مَن خاف المهیمنَ ربَّهٗ
إنّ المهیمن طالبُ الطلباءِ

جو اپنے ربّ مہیمن سے ڈرے وہ نامراد نہیں ہوتا کیونکہ یقیناً نگران خدا تو اپنے طالبوں کا طالب ہے۔

﴿۲۷۲﴾ هلْ تطمَع الدنیا مذلّةَ صادقٍ
هیئات ذاک تخیُّل السفهاءِ

کیا دنیا صادق کی ذلّت کی طمع رکھتی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ تو بےوقوفوں کا خیال ہے۔

إنّ العواقب للذی هو صالحٌ
والکرّة الأولٰی لأهل جفاءِ

لڑائی کا انجام نیکوکار کے حق میں ہی نکلتا ہے البتہ پہلا حملہ اہلِ جفا کا ہوتا ہے۔

شهدتْ علیه، خصیمِ، سُنّةُ ربّنا
فی الأنبیاءِ و زمرةِ الصلحاءِ

اے مخاصم! اسی امر پر ہمارے ربّ کی سنت گواہ ہے جو انبیاء اور صلحاء کے گروہ میں (جاری) ہے۔

مُتْ بالتغيّظ واللَّظَى يا حاسدی
إنّا نموت بعزّةٍ قعساءِ

إنّا نریٰ كلَّ العلٰی مِن ربّنا
والخَلقُ يأتينا لبَغْي ضياءِ

هم يذكرونك لاعنينَ و ذِكرُنا
فی الصّالحات يُعَدُّ بعد فناءِ

هل تَهْدِمَنَّ القصرَ قصرَ إلٰهنا
هل تُحرِقَنْ ما صنَعهٗ بنّائی

يرجون عثرةَ جَدِّنا حسداءُ نا
ونذوق نعماءً ا علٰی نعماءِ

لا تحسبنْ أمری كأَمْرٍ غُمّة
جاء ت بک الآيات مثل ذُكاءِ

جاء ت خيارُ الناس شوقًا بعد ما
شمُّوا رياحَ المِسک من تلقائی

طاروا إلیّ بألفة وإرادةٍ
كالطَّيرِ إذْ يأْوی إلی الدَّفْواءِ

لفَظتُ إلیّ بلادُنا أكبادَها
ما بقی إلّا فضلة الفضلاءِ

أو مِن رجال اللّٰه أُخْفِیَ سرُّهمُ
يأْتونني من بعدُ كالشهداءِ

ظهرتْ من الرحمٰن آيات الهُدیٰ
سجدتْ لها أمم من العرفاءِ

اے میرے حاسد! تو غضب اور آگ کی لپٹ سے مر جا،
ہم تو قائم و دائم عزت کے ساتھ مریں گے۔

ہم تو یہی پاتے ہیں کہ تمام بلندیاں ہمارے ربّ سے ہی ملتی
ہیں اور مخلوق روشنی کی طلب ہمیں ہمارے پاس آتی ہے۔

(اے حاسد) لوگ تیرا ذکر تو لعنت سے کریں گے اور نیک
کاموں کے بارے میں ہمارا ذکر فنا کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔

کیا تو اس محل کو گرا دے گا جو ہمارے معبود کا محل ہے؟ کیا تو اس
چیز کو جلا ڈالے گا جسے میرے معمار (اللہ تعالیٰ) نے بنایا ہے؟

ہمارے حاسد چاہتے ہیں کہ ہمارا نصیب جاتا رہے
حالانکہ ہم نعمت پر نعمت چکھ رہے ہیں۔

میرے کام کو مشتبہ کام کی طرح نہ جان۔ تیرے پاس تو
سورج کی طرح روشن نشان آ چکے ہیں۔

نیک آدمی میرے پاس شوق سے آئے ہیں بعد اس کے
کہ میری جانب سے انہوں نے کستوری کی خوشبو سونگھی۔

وہ میری طرف الفت اور ارادت سے پرواز کر کے آئے
اس پرندے کی طرح جو بڑے درخت پر پناہ لیتا ہے۔

ہمارے ملک نے ہماری طرف اپنے جگر گوشوں کو پھینک دیا ہے
اور اب فاضلوں میں سے صرف بچے کھچے ہی باقی رہ گئے ہیں۔

یا وہ مردانِ خدا باقی رہ گئے ہیں جن کے حالات پوشیدہ ہیں
اور وہ ان کے بعد میرے پاس گواہوں کی طرح آئیں گے۔

خدائے رحمٰن کی طرف سے ہدایت کے نشان ظاہر ہو گئے اور ان نشانوں
کی وجہ سے عارفوں کے گروہ (خدا کے حضور) سجدہ ریز ہو گئے۔

أما اللـئام فينكرون شقاوةً
لا يهتدون بهٰذه الاضواء
هم يأْكلون الجِيَفَ مثل كلابنا
هم يشرَهون كأَنْسُرِ الصحراءِ
خَشَّوا ولا تخشى الرجالُ شجاعةً ﴿۲۷۳﴾
في نائبات الدّهر والهيجَاءِ
لما رأيتُ كمالَ لطفِ مهيمني
ذهب البلاء فما أحسُّ بلائي
ما خاب مثلي مؤمن بل خصمُنا
قد خاب بالتكفير والإفتاءِ
اَلْغُمْرُ يبدُو☆ ناجذيه تغيّظًا
اُنظُرْ إلى ذي لوثة عَجْماءِ
قد أسخطَ المولٰى ليُرضى غيرهٗ
واللّٰهُ كان أحقَّ للإرضاءِ
كسّرتُ ظرف علومهم كزجاجةٍ
فتطايروا كتطاير الوَقْعاءِ
قد كفّروا مَن قال إني مُسلمٌ
لمقالة ابن بطالةٍ وعُواءِ
خوف المهيمن ما أرى في قلبهمْ
فارتْ عُيونُ تمرُّدٍ وإباءِ
قد كنتُ آمُلُ أنّهم يخشونهٗ
فاليوم قد مالوا إلَى الأهواءِ

مگر بد بخت لوگ اپنی بدبختی کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں وہ ان روشنیوں سے ہدایت نہیں پا رہے۔

ہمارے کتوں کی طرح مردار کھا رہے ہیں وہ صحراء کے گِدھوں کی طرح (مردار کے) حریص ہیں۔

انہوں نے (مجھے) ڈرایا حالانکہ بہادر مرد شجاعت کی وجہ سے زمانے کے حوادث اور لڑائی میں ڈرا نہیں کرتے۔

جب میں نے اپنے نگہبان خدا کی کمال مہربانی کو دیکھا تو مصیبت جاتی رہی سو میں اپنی کوئی مصیبت محسوس نہیں کرتا۔

میرے جیسا مومن نامراد نہیں رہا بلکہ ہمارا دشمن تکفیر اور فتویٰ بازی میں نامراد ہو گیا۔

جاہل آدمی غصے سے اپنے دانت دکھاتا ہے (تو) اس احمق چوپائے کی طرف نگاہ کر۔

اس نے اپنے مولیٰ کو ناراض کر دیا تا کہ اس کے غیر کو خوش کرے اور خدا کا راضی کیا جانا زیادہ سزاوار اور مناسب ہے۔

میں نے ان کے علوم کے برتن کو شیشے کی طرح توڑ دیا پس وہ غبار کے اڑنے کی طرح اڑ گئے۔

انہوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا جو کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ان کی یہ بات (شیخ) بٹالوی کے قول اور اس کے چیخنے چلّانے کی وجہ سے ہے۔

میں ان کے دلوں میں خدائے مہیمن کا خوف نہیں دیکھتا بلکہ (ان کے) سرکشی اور انکار کے چشموں نے جوش مارا ہے۔

میں امید کرتا تھا کہ وہ اس سے ڈریں گے پر آج تو وہ حرص و ہوا کی طرف جھک گئے ہیں۔

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”یُبْدِی“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

نَضَّوا الثياب ثيابَ تقوى كلُّهمُ
ما بقى إلّا لِبْسة الإغواءِ

ان سب نے تقویٰ کے جامے اتار پھینکے اور ان پر بہکانے کے لباس کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

هل من عفيفٍ زاهدٍ في حزبهمُ
أو صالح يخشى زمان جزاءِ

کیا ان کے گروہ میں کوئی پرہیزگار اور زاہد باقی ہے؟ یا ایسا صالح جو یوم جزاء سے ڈرتا ہو؟

واللّٰه ما أدري تقيًّا خائفًا
في فِرقة قاموا لهدم بنائي

خدا کی قسم! میں نہیں پاتا کوئی ڈرنے والا پرہیزگار اس گروہ میں جو میری عمارت کو ڈھانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مَا إنْ أرى غيرَ العمائم واللُّحىٰ
أو آنُفًا زاغت من الخيلاءِ

میں پگڑیوں اور داڑھیوں یا ایسے ناکوں کے سوا جو تکبّر سے ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتا۔

لا ضيرَ إنْ ردّوا كلامي نخوةً
فسيَنجَعَنْ في آخَرين ندائي

کچھ مضائقہ نہیں اگر انہوں نے میرے کلام کو تکبّر سے ردّ کر دیا ہے پس عنقریب دوسروں میں میری آواز ضرور اثر انداز ہو کر رہے گی۔

لا تنظُرَنْ عجبًا إلىٰ إفتائهمْ
غُسّ تلا غُسًّا بنَقْعِ عَمَاءِ

ان کے فتووں کو تعجب سے نہ دیکھ۔ ایک کمینہ اندھے پن کے غبار کی وجہ سے (دوسرے) کمینے کی پیروی کر رہا ہے۔

قد صار شيطان رجيم حِبَّهُمْ
يمسي ويُضحي بينهم للقاءِ

شیطانِ رجیم ان کا محبوب بن گیا ہے وہ ان کے درمیان ملاقات کے لئے صبح شام آتا ہے۔

أعمىٰ قلوبَ الحاسدين شرورُهمْ
أعرى بواطنَهم لباسُ رِياءِ

حاسدوں کے دلوں کو ان کی شرارتوں نے اندھا کر دیا ہے اور ان کے اندرونے کو ریا کے لباس نے ننگا کر دیا ہے۔ ﴿۲۷۴﴾

آذَوا وفي سُبل المهَيمن لا نرىٰ
شيئًا ألذَّ لنا من الإيذاءِ

انہوں نے دکھ دیا اور خدائے مُہیمن کی راہ میں ہم کسی شے کو دکھ پانے سے زیادہ لذیذ نہیں سمجھتے۔

ما إنْ أرىٰ أثقالهم كجديدةٍ
إنّي طليح السَّفر والأعباءِ

مَیں اُن کے بوجھوں کو کوئی نئے بوجھ نہیں پاتا میں سفروں اور بوجھوں کا عادی اور مشتاق ہوں۔

نفسي كعُسْبُرةٍ فأُحْنِقَ صَلْبُها
مِن حمل إيذاء الورىٰ وجفاءِ

میرا نفس اونٹنی کی طرح ہے سو اس کی پشت لاغر کر دی گئی ہے مخلوق کے ظلم وایذاء اٹھانے سے۔

هـذا و رَبِّ الصّادقين لَأَجْتَنِي
نِعم الجنٰى مِن نخلة الآلاءِ

اس بات کو پلّے باندھ لے۔اور سچوں کے رب کی قسم ہے کہ میں نعمتوں کی کھجور سے اچھے میوے چنتا ہوں۔

إنّ اللئام يحقّرون و ذمُّهم
ما زادني إلا مقام سَناءِ

کمینے لوگ تو میری تحقیر کرتے ہیں اور ان کی مذمّت مجھے صرف رفعت کے مقام میں ہی بڑھاتی ہے۔

زَمَعُ الأناس يحملقون كثعلبٍ
يؤذونني بتحوُّب ومُواءِ

رذیل لوگ لومڑی کی طرح مجھے گھورتے ہیں اور مجھے لومڑی اور بلّی کی آواز نکال کر دکھ دیتے ہیں۔

واللّٰهِ ليس طريقهم نهج الهدىٰ
بل مُنيةٌ نشأت من الأهواءِ

اللہ کی قسم! ان کا طریق ہدایت کا طریق نہیں بلکہ ایک ایسی آرزو ہے جو حرص وہوا سے پیدا ہوئی ہے۔

أعرضتُ عن هذيانهم بتصامُمٍ
وحسبتُ أن الشرّ تحت مِراءِ

میں نے ان کے ہذیان سے بہرہ بن کر اعراض کیا اور میں نے جان لیا کہ بحث مباحثہ کے نیچے شر (مخفی) ہے۔

حسِبوا تفضُّلَهم لأجل تصبُّرى
فعَلَوا كمِثل الدُّخِّ مِن إغضائى

میرے صبر کرنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو غالب سمجھ لیا تو میری چشم پوشی کی وجہ سے انہوں نے دھوئیں کی طرح بلندی کا اظہار کیا۔

ما بقِي فيهم عِفّةٌ وزهادةٌ
لا ذرّةٌ مِن عيشةٍ خَشْناءِ

ان میں کوئی عفّت اور پرہیزگاری باقی نہیں رہی اور نہ ہی مجاہدانہ زندگی کا کوئی ذرّہ باقی ہے۔

قعدوا على رأس الموائد مِن هَوًى
فرّوا من البأساءِ الضرّاءِ

وہ حرص وہوا کی وجہ سے دسترخوانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور تکلیفوں اور سختیوں سے بھاگ نکلے ہیں۔

جَمَعُوا من الأوباش حزب أرازلٍ
فكأنهم كالخِثْيِ للإحماءِ

انہوں نے اوباش لوگوں میں سے کمینوں کا ایک گروہ جمع کرلیا گویا کہ اوپلوں کی طرح ہیں جو حرارت حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

لـمّا كتبتُ الكتب عند غُلوّهمُ
ببلاغة وعذوبة وصفاءِ

اور جب میں نے ان غلو کے وقت کتابیں لکھیں جو بلاغت، شیرینی اور وضاحت سے پُر تھیں۔

قالوا قرأنا ليس قولًا جيّدًا
أو قولُ عاربةٍ من الأدباءِ

انہوں نے کہا ہم نے پڑھ لی ہیں (یہ) کوئی عمدہ بات نہیں ہیں۔ یہ ادیبوں میں سے کسی ماہر عرب کا قول ہے۔

عربٌ أقام ببيتــه مُـتَستّرًا
أملَى الـكـتابَ ببكرةٍ ومساءِ

کوئی فصیح (ادیب) ہے جو اس گھر میں پوشیدہ طور پر ٹھہرا ہوا ہے اور وہی صبح و شام کتاب لکھواتا ہے۔

اُنظُرْ إلٰى أقوالهم و تـنـــاقُضٍ
سَـــلَب العنـادُ إصابة الآراءِ

تو ان کی باتوں اور (ان کے) تضاد کو دیکھ۔ دشمنی نے ان سے صحیح رائے سلب کر لی ہے۔ ﴿۲۷۵﴾

طَـورًا إلـى عـربٍ عـزَوه وتارة
قـالوا كلام فـاسد الإمـــلاءِ

کبھی تو نے میرے کلام کو کسی عرب کی طرف منسوب کیا اور کبھی یہ کہا کہ اس کلام کی املاء خراب ہے۔

هٰـذا مِـنَ الـرّحمٰن يا حزبَ العِدا
لا فِـعْـل شـاميٍّ ولا رفـقــائی

اے دشمنوں کے گروہ! یہ تو خدائے رحمٰن کی طرف سے ہے نہ یہ کسی شامی کا فعل ہے نہ میرے رفیقوں کا۔

أعلى المهيمنُ شأنَنا وعلومنا
نبـنی مـنـازلَنا عـلی الـجَـوزاءِ

خدائے نگہبان نے ہماری شان اور علوم کو بلند کر دیا ہے اس لئے ہم اپنی منزلیں بُرجِ جَوْزَا پر بنا رہے ہیں۔

خَلُّوا مقامَ الـمـولـويّـةِ بعدَهٗ
وتَستّروا فی غَيهَبِ الـخَوقاءِ

اب اس کے بعد مولویّت کا مقام چھوڑ دو اور اندھے کنوئیں کی تاریکی میں چھپ جاؤ۔

قد حُدّدتُ كالمرهفات قريحتی
فـفهِـمتُ مـا لا فهـمه أعـدائی

میری طبیعت تلواروں کی طرح تیز کر دی گئی ہے پس میں وہ چیز سمجھا ہوں جس کو میرے دشمن نہیں سمجھے۔

هـذا كتـابـی حـازَ كلَّ بـلاغـة
بهَـر الـعـقـولَ بـنـضـرة و بهـاءِ

یہ میری کتاب ہے جس نے ہر قسم کی بلاغت کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے اور اس نے تازگی اور خوبی سے عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔

الـلّٰه أعـطـانـی حدائقَ عـلـمـهٖ
لـو لا الـعناية كـنـتُ كـالسّفهاءِ

اللہ نے مجھے اپنے علم کے باغ عطا فرمائے ہیں۔ اگر اللہ کی عنایت نہ ہوتی تو میں بھی بے وقوفوں کی طرح ہوتا۔

إنـــی دعوت الـلّٰـه ربًّـا مـحسنًا
فـأرى عيـونَ الـعـلـم بـعد دعائی

میں نے اپنے اللہ ربِّ مُحسن سے درخواست کی تو میری دعا کے بعد اس نے (مجھے) علم کے چشمے دکھا دیئے۔

إنّ الـمهيـــمـن لا يُـعِـــزّ بـنخوةٍ
إنْ رُمْـتَ درجـــاتٍ فكُنْ كـعَـفاءِ

بے شک خدائے نگہبان تکبّر پر عزت نہیں دیتا۔ اگر تو درجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو خاک کی طرح ہو جا۔

واللّٰهِ قد فرّطت فی أمری هوًى
و أبيتَ كـالـمستـعـجل الخطّاءِ

خدا کی قسم! تو نے ہوا و ہوس کی وجہ سے میرے معاملے میں کوتاہی کی ہے اور جلد باز خطا کار کی طرح انکار کر دیا ہے۔

الحُـرّ لا يستعجِلنُ بل إنّهٗ
يرنو بإمعان وكشفِ غطاءِ

تعصّب سے آزاد (انسان) جلد بازی نہیں کیا کرتا وہ گہری نظر سے اور پردہ اٹھا کر دیکھتا ہے۔

يخشى الكرامُ دعاءَ أهل كرامةٍ
رُحمًا على الأزواج و الأبناءِ

شرفا اہلِ کرامت کی دعا سے، اپنے بیوی بچوں پر رحم کرتے ہوئے، ڈرتے ہیں۔

عندى دعاء خاطفٌ كصواعقٍ
فحَذارِ ثم حذارِ مِن أرجائى

میری دعا ایسا تیر ہے جو بجلیوں کی طرح تیزی سے اپنے نشانے پر جا لگتا ہے (پس مخالفانہ طور پر) میرے قریب آنے سے بچو اور پھر بچو۔

واللّٰه إنى لا أريد إمامةً
هذا خيالک مِن طريق خطاءِ

خدا کی قسم! میرا امام بننے کا خود کوئی ارادہ نہیں۔ تیرا یہ خیال غلطی سے پیدا ہوا ہے۔

إنّا نريد اللّٰه راحةَ روحِنا
لا سُؤددًا و رياسةً و عَلاءِ

بے شک ہم تو صرف اللہ کو چاہتے ہیں جو ہماری روح کی راحت ہے۔ ہم کسی سرداری، ریاست اور غلبہ کو نہیں چاہتے۔

إنّا توكّلنا على خَلّاقِنَا ﴿۲۷۶﴾
معطى الجزيل وواهب النعماءِ

ہم نے اپنے پیدا کرنے والے پر توکّل کیا ہے جو بہت دینے والا اور نعمت کا عطا کرنے والا ہے۔

من كان للرَّحمٰن كان مكرَّمًا
لا زال أهلَ المجد والآلاءِ

جو خدا کا ہو گیا وہ بزرگ بن جاتا ہے اور ہمیشہ بزرگی اور نعمتوں والا بنا رہتا ہے۔

إن العدا يؤذوننى بخباثةٍ
يؤذون بالبهتان قَلْبَ بَراءِ

بے شک دشمن خباثت سے مجھے تکلیفیں دے رہے ہیں وہ بہتان لگا کر ایک بے گناہ انسان کے دل کو ایذا پہنچا رہے ہیں۔

هم يُذعِرون بصيحة ونعُدّهم
فى زُمرِ وتَى لا من الأحياءِ

وہ چیخ و چلّا کر (ہمیں) ڈراتے ہیں حالانکہ ہم انہیں مُردوں کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں نہ کہ زندوں میں۔

كيف التخوف بعد قربِ مُشجِّعٍ
مِن هذه الأصوات والضوضاءِ

جرأت عطا کرنے والے (خدا) کے قرب کے بعد ان آوازوں اور شور و غوغا سے ڈر کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

يسعى الخبيث لِيُطفِئنْ أنوارَنا
والشمس لا تخفَى من الإخفاءِ

خبیث کوشش کرتا ہے کہ ہمارے انوار کو بجھا دے اور آفتاب تو چھپانے سے چھپ نہیں سکتا۔

إنّ المـــهيمن قد أتمَّ نـــوالَـهُ
فـضــلًا عـلـىّ فصرتُ مِن نُحلاءِ

بے شک خدائے نگہبان نے اپنی بخشش کو کمال تک پہنچا دیا ہے مجھ پر فضل کرتے ہوئے، پس میں بخشش کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

نـعـطی العلومَ لدفعِ متربةِ الورى
طـالـتْ أيـاديـنا عـلى الـفقراءِ

مخلوق کی تنگ دستی کرنے کے لئے ہم علوم کا مال عطا کرتے ہیں اور محتاجوں پر ہمارے احسانات بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔

إن شـئـتَ ليست أرضُـنا ببعيـدةٍ
مِن أرضِک المنحوسة الصَّيداءِ

اگر تو بھی کچھ لینا چاہتا ہے تو ہماری زمین کچھ دور نہیں ہے تیری اس زمین سے جو منحوس، سپاٹ اور سنگلاخ ہے۔

صعبٌ عليک زمانُ سُؤلِ محاسِبٍ
إن متَّ يا خصمی علی الشحناءِ

حساب لینے والے (خدا) کے سوالوں کی گھڑی تجھ پر سخت ہوگی۔ اے میرے دشمن! اگر تو کینے میں مر گیا۔

مـا جـئـتُ مِن غير الضرورة عابثًا
قد جئتُ مثلَ المُزْنِ فی الرَّمْضاءِ

میں بے ضرورت اور بے مقصد نہیں آیا بلکہ میں تپتی ہوئی زمین پر بارش برسانے والے بادل کی طرح آیا ہوں۔

عينٌ جرتْ لِعطاشِ قومٍ أُضجروا
أو مـــاءُ نَقْـعٍ طـافِـحٍ لظِمـاءِ

پیاس کے مارے بے کل لوگوں کے لئے ایک چشمہ جاری ہو گیا اور پیاسوں کے لئے بہت سا صاف پانی جاری ہو گیا ہے۔

إنـی بـأفضال الـمهيـمن صـادقٌ
قـد جـئـتُ عـند ضرورة و وباءِ

بے شک میں خدائے نگہبان کے فضلوں سے صادق ہوں اور میں ضرورت اور وبا کے وقت آیا ہوں۔

ثـم الـلـئام يـكــذّبون بخبثهم
لا يـقبَلون جـوائزی وعـطائی

پھر بھی کمینے لوگ اپنے خُبث کی وجہ سے مجھے جھٹلاتے ہیں اور میری بخشش و عطا کو قبول نہیں کرتے۔

كَـلِـــمُ الـلـئـام أسنّــةٌ مذروبةٌ
وصـدورهم كـالحَرّة الـرَّجْلاءِ

کمینوں کی باتیں تیز نیزے ہیں اور ان کے سینے سخت سنگلاخ زمین کی طرح ہیں۔

مـن حـارب الـصدّيقَ حارب ربَّهُ
ونبــيَّـه وطوائـفَ الـصلحـاءِ

جو شخص صدّیق سے لڑائی کرتا ہے وہ اپنے ربّ اور اس کے نبی اور صلحاء کے گروہوں سے جنگ کرتا ہے۔

واللّٰـهِ لا أدری وُجـوهَ كُشاحةٍ
مِـن غير أنّ البـخل فـارَ كمـاءِ

اللہ کی قسم! میں اُن کی دشمنی کی وجوہ نہیں جانتا بجز اس کے ﴿۲۷۷﴾
کہ بخل نے ان میں پانی کی طرح جوش مارا ہے۔

ما كنتُ أحسَب أنهم بعداوتی
يذَرون حُكمَ شريعةٍ غرّاءِ

مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ وہ میری عداوت میں روشن شریعت کے حکم کو بھی چھوڑ دیں گے۔

عاديتُهم للّٰهِ حين تلاعبوا
بالدِّين صوّالين مِن غُلواءِ

میں خدا کی خاطر اُن کا دشمن ہوا جب وہ دین سے کھیلنے لگے۔ جب کہ وہ حد سے بڑھتے ہوئے حملہ کرنے لگے۔

رُبِّبْتُ مِن دَرِّ النبيِّ و عينِهِ
أُعطيتُ نورًا منْ سراجِ حِراءِ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ اور آپ کے چشمے سے پلا ہوں اور غارِ حرا کے آفتاب سے مجھے نور عطا کیا گیا ہے۔

الشمس أُمٌّ والهلال سليلُها
ينمو و ينشأ مِن ضياء ذُكاءِ

سورج ماں ہے اور ہلال اُس کا فرزند جو سورج کی روشنی سے نشو ونما پاتا ہے۔

إنی طلعتُ كمثل بدرٍ فانظروا
لا خير فی مَن كان كالكُهُمَاءِ

بے شک میں بدر کی طرح طلوع ہوا۔ سوتم دیکھو۔ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو کمزور نظر والی عورت کی طرح ہو۔

يا ربّ أيِّدْنا بفضلك وانتقِمْ
ممَّنْ يدُعُّ الحقَّ كالغُثّاءِ

اے میرے ربّ! ہماری تائید کر اپنے فضل سے اور انتقام لے اس شخص سے جو حق کو خس وخاشاک کی طرح دھتکارتا ہے۔

يا ربّ قومی غلّسوا بجهالةٍ
فارحَمْ وأنزِلْهم بدار ضياءِ

اے میرے ربّ! میری قوم جہالت سے اندھیرے میں چلی گئی ہے سو تو رحم کر اور انہیں روشنی کے گھر میں اتار۔

يا لائمی إن العواقب للتُّقی
فاربَأْ مآلَ الأمر كالعقلاءِ

اے مجھے ملامت کرنے والے! انجام متقیوں کے حق میں ہوا کرتا ہے پس تو دانشمندوں کی طرح مآل کار کے بارہ میں غور وفکر کر۔

اللّٰهُ أيّدنی وصافا رحمةً
و أمدّنی بالنعم و الآلاءِ

اللہ نے میری تائید کی ہے اور اپنی رحمت سے دوست بنایا ہے اور مجھے قسم قسم کی نعمتوں سے مدد دی ہے۔

فخرجتُ مِن وَهْدِ الضلالة والشقا
ودخلتُ دار الرشد والإدراءِ

پس میں بدبختی اور گمراہی کے گڑھے سے نکل گیا ہوں اور میں ہدایت اور تعلیم دینے کے گھر میں داخل ہو گیا ہوں۔

واللّٰهِ إن الناس سَقطٌ كُلّهم
إلّا الذی أعطاه نعمَ لقاءِ

اور اللہ کی قسم! سب کے سب لوگ بیکار شے ہیں سوائے اس شخص کے جسے خدا نے اپنے دیدار کی نعمت دی ہو۔

إنّ الذی أروی المهیمنُ قَلْبَهٗ
تأتیه أفواج کمثل ظِماءِ
ربّ السماء یُعِزّہ بعنایة
تعنو له أعناقُ أهل دهاءِ
الأرض تُجعَل مثلَ غلمان لهٗ
تأتی له الأفلاک کالخدماءِ
مَن ذا الذی یُخزی عزیزَ جنابهٖ
الأرض لا تُفنی شموسَ سماءِ
الخَلْقُ دودٌ کلهم إلا الذی
زکّاه فضلُ اللّٰه من أهواءِ
فانهَضْ له إن کنتَ تعرف قدرهٗ
واسبِقْ ببذل النفس والإعداءِ
إن کنت تقصد ذُلَّه فتُحقَّرُ
و ستَخْسَأُ کالکلب یوم جزاءِ
غلبتْ علیک شقاوۃٌ فتحقّرُ
مَن کان عند اللّٰه من کرماءِ
صعبٌ علیک سراجنا وضیاؤنا
تمشی کمشی اللُّصّ فی اللَّیلاءِ
تهذی وأَیْمُ اللّٰهِ ما لک حیلة
یومَ النشور وعند وقت قضاءِ
برقٌ من المولی نریک ومیضَهٗ
فاصبر کصبر العاقل الرَّنّاءِ

وہ شخص جس کے دل کو خدائے نگہبان نے سیراب کر دیا ہو اس کے پاس فوجوں کی فوجیں پیاسوں کی طرح آتی ہیں۔
آسمان کا مالک اپنی عنایت سے اسے عزت دیتا ہے اور عقلمندوں کی گردنیں اس کے آگے جھک جاتی ہیں۔
زمین اس کے لئے غلاموں کی طرح بنا دی جاتی ہے اور آسمان اس کے لئے خادموں کی طرح ہو جاتے ہیں۔
وہ کون ہے جو جنابِ الٰہی کے پیارے کو ذلیل کرے آسمان کے سورجوں کو زمین فنا نہیں کر سکتی۔
﴿۲۷۸﴾ خلقت ساری کی ساری کیڑے کی حیثیت رکھتی ہے سوائے اُس شخص کے جسے اللہ کے فضل نے ہوا و ہوس سے پاک کر دیا ہو۔
پس تو اُس شخص کی خاطر اٹھ اگر تو اس کی قدر پہچانتا ہے اور نفس کو قربان کرنے اور دوڑانے میں سبقت لے جا۔
اگر تو اس کی ذلّت چاہتا ہے تو تُو خود حقیر کیا جائے گا اور کتے کی طرح جزا کے دن راندۂ درگاہ ہوگا۔
تجھ پر بدبختی غالب آ گئی ہے سو تو حقیر جانتا ہے اس شخص کو جو اللہ کے نزدیک معززین میں سے ہے۔
ہمارا چراغ اور ہماری روشنی تجھ پر گراں ہے تُو اندھیری رات میں چوروں کی طرح چل رہا ہے۔
تُو بیہودہ گوئی کر رہا ہے اور بخدا قیامت کے دن اور فیصلے کے وقت تیرے لئے کوئی حیلہ نہ ہوگا۔
یہ مولیٰ کی طرف سے بجلی ہے جس کی چمک ہم تجھے دکھائیں گے پس تو غور سے دیکھنے والے عاقل کی طرح صبر کر۔

وأرى تـغيُّـظَـكم يـفور كـلُجّةٍ
مـوج كـمـوج البـحر أو هَوجـاءِ

اورمَیں دیکھتا ہوں کہ تمہارا غصہ گہرے پانی کی طرح جوش مار رہا ہے سمندر کی لہر یا تند ہوا کی طرح ہے۔

والـلّٰـهِ يكفى مِـن كُماةِ نـضالِنا
جَـــلـدٌ مـن الفتـيـان لـلأعداءِ

خدا کی قسم! ہمارے جنگجو بہادروں میں سے ایک جواں مرد دلیر ہی سب دشمنوں کے لئے کافی ہوگا۔

إنـا عـلٰـى وقت الـنـوائب نـصبرُ
نُـــزجى الزمانَ بشـــدّة و رخاءِ

بے شک مصیبتوں کا وقت آنے پر ہم صبر کرتے ہیں ہم تنگی اور فراخی کی حالت میں زمانہ گزار دیتے ہیں۔

فِتـن الـزمانِ ولدنَ عند ظهوركمْ
والسَّيل لا يـخـلو من الـغُثّـاءِ

تمہارے ظاہر ہوتے ہی زمانہ کے فتنے پیدا ہوگئے اور فتنوں کا سیلاب خس وخاشاک سے خالی نہیں ہوتا۔

عُــــفْـنـا لُـقيّـاكم ولا أسـتكرهُ
لو حلَّ بيتـى عـاسِلُ البَيداءِ

ہم تمہارے مقابلے سے کراہت کرتے ہیں حالانکہ میں نہیں کراہت کرتا اگرچہ میرے گھر میں جنگل کا بھیڑیا ہی اتر پڑے۔

اليـوم أنـصحكم وكيف نصاحتى
قـومٌ أضـاعوا الـدين لـلشـحناءِ

آج میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میری نصیحت سے کیسے فائدہ اٹھا سکتی ہے وہ قوم جس نے دین کو کینے کی وجہ سے ضائع کر دیا۔

قُــلنا تعالوا لـلنّضال ونـاضِلوا
فتَـكنّسوا كـالـظبى فى الأفلاءِ

ہم نے کہا کہ مقابلے کے لئے آؤ اور مقابلہ کرو پس وہ چھپ گئے جس طرح ہرن بیابانوں میں چھپ جاتا ہے۔

لا يبـــصـرون ولا يـرون حـقيـقةً
و تَهـالـكوا فى بـخلهم و رياءِ

وہ بصیرت اختیار نہیں کرتے اور نہ حقیقتِ حال کو دیکھتے ہیں اور اپنے بخل اور ریاء میں مر چکے ہیں۔

هـل فى جماعتهم بصيرٌ ينظرُ
نحوى كمثل مبصّر رنّاءِ

کیا ان کی جماعت میں کوئی بصیرت مند ہے جو دیکھے۔ میری طرف ایک غور کرنے والے مبصّر کی طرح۔

﴿۲۷۹﴾ ما نـاضـــلـونى ثم قالوا جاهلٌ
اُنـظُـــرْ إلٰى إيذائِهم وجـفـاءِ

انہوں نے مجھ سے مقابلہ تو نہ کیا اور کہہ دیا کہ جاہل ہے۔ ان کی ایذا اور ظلم کو دیکھ۔

دعـوى الـكُماةِ يلوح عند تقابُلٍ
حدُّ الظُباتِ ينير فى الهيجاءِ

بہادروں کا دعویٰ مقابلہ پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تلواروں کی دھار جنگ میں ہی چمکتی ہے۔

رجلٌ ببطـــنِ ’’ بَطَالة ‘‘ بَطّالةٌ
تـغلى عـداوتـه كــرعدِ طَخاءِ
لا يحضر المضمارَ مِن خوفٍ عرَا
يهـذى كنسوان بـحـجـب خفاءِ
قـد آثر الـدنيـا و جِيفةَ دَشُتِهـا
و الموت خير مـن حـياة غطاءِ
يـا صيدَ أسيـافى إلٰى ما تـأبِزُ
لا تُـنـجِينّك سيـرةُ الأطلاءِ
نَـجّسـتَ أرضَ ’’بطالة‘‘ منحوسة
أرض مـحـرِبـئةٌ من الـحِرباءِ
إنـى أريـدک فـى النظال كصائدٍ
لا يـــركَـنَـنُ أحــد إلى إرزاءِ
صدرُ القناة ينوش صدرَک ضربُهُ
ويريک مُــرَّانى بـحارَ دماءِ
جاشت إليک النفس من كلماتنا
خـوفًا فكيف الحال عند مِرائى
أُعـطيتُ لُسُنًا كـاللقوع مُروِّيًا
وفـصيـلُهـا تـأثــيـرهــا ببهاءِ
إن شئتَ كِدُ كلَّ المكائدحاسدًا
البــدر لا يغسو بـلَـغُــيِ ضِــراءِ
كـذّبـتَ صـدّيقًا وجُرُتَ تـعمّدًا
ولـئن سطا فيُريک قعرَ عَفاءِ
مـا شـمَّ أنـفـى مرغمًا فى مشهدٍ
وأثَرتُ نقعَ الموت فى الأعداءِ

ایک آدمی جو بٹالہ میں رہتا ہے بہت ہی نا کارہ ہے۔
اس کی عداوت بادل کی گرج کی طرح جوش مارتی ہے۔
اس خوف کی وجہ سے جو اسے لاحق ہے وہ میدان میں نہیں آیا۔
وہ پوشیدگی کے پردوں میں عورتوں کی طرح بدزبانی کرتا ہے۔
اس نے دنیا اور اس کے جنگل کے مردار کو پسند کرلیا۔
غافلانہ ومحجوبانہ زندگی سے تو مرجانا ہی بہتر ہے۔
اے میری تلوار کے شکار! تو کب تک اچھل کود کرے گا۔
ہرن کے بچوں کا کردار تجھے نجات نہیں دے گا۔
تو نے بٹالہ کی منحوس زمین کو جو گرگٹوں کی آماجگاہ ہے، ناپاک کردیا ہے۔
میں تجھے مقابلے میں شکاری کی طرح چاہتا ہوں پس چاہیے کہ کوئی تجھے پناہ دینے کی طرف مائل نہ ہو۔
نیزے کی اَنّی کا یہ حال ہے کہ اسکی ضرب تیرے سینے کو چھید دے گی۔اور میرے لچکدار سخت نیزے تجھے خون کے دریا دکھادیں گے۔
میرے کلمات سے خوف کے مارے تیری جان لبوں تک پہنچ گئی ہے تو مجھ سے مباحثہ کے وقت تیرا کیا حال ہوگا؟
میں ایسے محاوراتِ زبان دیا گیا ہوں جو بہت دودھیل اونٹنی کی طرح سیراب کرنے والے ہیں اور اس کا بچہ اس کی خوبصورت تاثیر ہے۔
اگر تو چاہے تو ہر ایک مکر حسد کرتے ہوئے کر گزر۔ چودھویں کا چاند کسی اندھے کی لغو باتوں سے بےنور نہیں ہوجاتا۔
تو نے ایک صدیق کی تکذیب کی ہے اور عمداً ناانصافی کی ہے اور اگر وہ تجھ پر حملہ کردے تو تجھے زمین کی گہرائی دکھادے گا۔
میری ناک نے کسی جنگ میں ذلّت کی بُو نہیں سونگھی اور میں نے دشمنوں میں موت کا غبار اڑادیا ہے۔

والـلّٰـهِ أخـطأ تـم لنكبةِ بَخْتِكمُ
بــاريتُـــمُ ابـنَ كـريهــةٍ فَجّـاءِ

خدا کی قسم! تم نے اپنی بدبختی کی وجہ سے غلطی کی ہے کہ اس شخص سے لڑائی ٹھانی ہے جو لڑائی کا دھنی اور اچانک حملہ کرنے والا ہے۔

إنـي بحقدك كلَّ يوم أُرفَـعُ
أنـمـي علَى الشحناء والبغضاءِ

میں تیرے کینے کی وجہ سے ہر روز بلند مرتبہ پا رہا ہوں اور باوجود تمہارے بغض اور کینے کے ترقی کر رہا ہوں۔

نـلـنا ثـــريّـاء السّـمـاء وسَمْكـه
لــــنـردّ إيـــمـــانًـا إلَى الغبراءِ

ہم نے آسمان کے ثریا اور اس کی بلندی کو پالیا ہے تا کہ ہم ایمان کو زمین کی طرف لوٹائیں۔

أُنـــظُـرُ إلـى الفـتن التي نيرانها
تـجرى دمـوعًـا بـل عيون دماءِ

ان فتنوں کی طرف دیکھو جن کی آگیں آنسو جاری کرتی ہیں بلکہ خون کے چشمے۔

فـأقــامـني الرحمٰن عند دخانها
لـفلاح مُـدّلـجيـن فى اللـيلاءِ

ان فتنوں کے دھوئیں کے وقت خدائے رحمٰن نے مجھے کھڑا کیا ہے تاریک رات میں چلنے والوں کو نجات بخشنے کے لئے۔

وقد اقتضتْ زفراتُ مرضَى مقدمى
فحضرتُ حمّالًا كئوسَ شفاءِ

مریضوں کی آہوں نے میری آمد کا تقاضا کیا تو میں ان کے لئے شفا کے پیالے اٹھائے ہوئے حاضر ہو گیا۔

لـمـا أتيـتُ الـقوم سبُّوا كالـعدا
و تـخيّـروا سُبل الشقا بــإبــاءِ

جب میں قوم کے پاس آیا تو اس نے مجھے دشمنوں کی طرح گالیاں دیں اور انکار کی وجہ سے بدبختی کے رستے کو اختیار کر لیا۔

قــالوا كـذوب كَيْـذُبـانٌ كذبةٌ
بـل كـافـر و مـزوِّر و مُـرائِى

انہوں نے کہا کہ یہ کاذب ہے، کذّاب ہے اور مجسم جھوٹ ہے بلکہ کافر ہے، فریبی ہے اور ریاکار ہے۔

مَـن مُـخبِرٌ عـن ذلّتى ومصيبتى
مولاى خَتْمَ الـرسـل بحرَ عطاءِ

کوئی ہے جو میری ذلّت اور مصیبت کی خبر دے، میرے مولا خاتم الرسل ؐ کو جو بخشش کا سمندر ہیں۔

يا طيّبَ الأخلاق والأسماءِ
أفـأنـت تُـــبـــعد نـا من الآلاءِ

اے پاکیزہ اخلاق اور پاک ناموں والے نبی! کیا تو ہمیں اپنی نعمتوں سے دور رکھے گا۔

أنت الذى شغَف الجَنانَ محبّةً
أنـت الـذى كالرُّوح فى حَوبائى

تُو وہ ہے جس کی محبت دل میں گھر کر گئی ہے۔ تُو وہ ہے جو میرے بدن میں روح کی طرح ہے۔

أنـت الـذى قد جذب قلبى نحوهٗ
أنـــت الـذى قـد قــام للإصبـاءِ

تُو وہ ہے کہ جس کی طرف میرا دل کھچا ہوا ہے۔ تُو وہ ہے جو میری دلبری کے لئے کھڑا ہے۔

أنــت الــذی بــوداده و بــحبّــهٖ
أُیِّـــدتُ بــالإلهـام و الإلـــقـاءِ

تُو وہ ہے کہ جس کی محبت اور دوستی کے باعث میں الہام اور القاءِ الٰہی سے تائید یافتہ ہوا۔

أنت الذی أعطی الشریعة و الهدی
نـجّـی رقـاب الـنّاس من أعــباءِ

تُو وہ ہے جس نے شریعت اور ہدایت دی ہے اور لوگوں کی گردنوں کو بوجھوں سے نجات دی ہے۔

هیئات کیف نفرّ مـنک کمفسدٍ
روحـی فـدَتُک بـلوعــةٍ ووفاءِ

ہم تجھ سے مفسد کی طرح کیسے بھاگ سکتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے۔
میری تو جان بھی آپ پر سوزشِ عشق اور وفاداری سے قربان ہے۔

آمـنـتُ بــالـقـرآن صُحفِ إلٰهنـا
وبـکـل مــا أخبـــرتَ من أنبـاءِ

میں اپنے معبود کے صحیفوں (یعنی) قرآن پر ایمان لایا ہوں اور ان تمام اخبارِ غیبیہ پر بھی جن کی تو نے خبر دی۔

یـا سیدی یـا مـوئـــلَ الضعفاءِ
جـئناک مـظلومین من جهلاءِ

اے میرے سردار! اے ضعیفوں کی جائے پناہ! ہم تیرے پاس جاہلوں (کے ظلم) سے مظلوم ہو کر آئے ہیں۔

إنّ المحبّة لا تضاع وتشتری
إنّـا نـحبّــک یـا ذُکـاءَ سَخَاءِ

محبت ضائع نہیں ہوتی بلکہ اس کی قیمت پڑتی ہے۔
اے آفتابِ سخاوت! یقیناً ہم تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔

یٰا شـمسَنا انظُرْ رحمةً وتحـنّنًا
یَسْعَی إلیک الـخلق لـلإرکاءِ

اے ہمارے آفتاب! رحمت اور مہربانی کی نگاہ ڈالئے۔ ﴾۲۸۱﴿
مخلوق آپ کی پناہ کے لئے دوڑ آ رہی ہے۔

أنـت الـذی هو عیـنُ کلّ سعـادةٍ
تَهـوی إلیک قلوب أهل صـفاءِ

تُو ہی ہے جو ہر سعادت کا چشمہ ہے۔ اہل صفاء کے دل تیری طرف مائل ہو رہے ہیں۔

أنــت الـذی هــو مـــبدء الأنوارِ
نـوَّرتَ وجــه الـمـدن و البیـداءِ

تُو ہی ہے جو مبدءِ انوار ہے تو نے شہروں اور بیابانوں کے چہرے کو منور کر دیا ہے۔

إنی أریٰ فی وجهک المتهللِ
شــأنًــا یفوق شیونَ☆ وجــهِ ذُکاءِ

میں تیرے روشن چہرے میں دیکھ رہا ہوں ایسی شان جو آفتاب کے چہرے کی شانوں سے بھی بڑھ کر ہے۔

شَـمْسُ الهُدی طلعتْ لنا من مکّةٍ
عیـن الندا نبَـعتْ لـنا بـحِــراءِ

ہمارے لئے مکہ سے ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا اور ہمارے لئے بخشش کا چشمہ غارِ حراء سے پھوٹا۔

☆ سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے "شئون" ہونا چاہیے۔ (ناشر)

ضَاهَتْ أَيَاةُ الشمس بعضَ ضيائهٖ
فإذا رأيتُ فهاجَ منه بكائى
نَسْعى كَفِتْيانٍ بدينِ مُحَمَّدٍ
لَسْنَا كرجُلٍ فاقِدِ الأعضاءِ
أَعْلَى المهيمِنُ هِممنا فى دِينهٖ
نَبنى مَنَازِلَنا على الجوزاءِ
إنا جُعِلْنا كالسيوف فندمَغُ
رأس اللئام وهامة الأعداءِ
ومِنَ اللئام أرى رُجَيلًا فاسقًا
غُولًا لعينًا نُطفة السُّفهاءِ
شَكِسٌ خَبيثٌ مُفْسِدٌ ومزوِّرٌ
نَحْسٌ يُسمَّى "السَّعْد" فى الجهلاءِ
ما فارقَ الكفرَ الذى هو إرثهٗ
ضاهَى أَبَاه وأُمَّه بعماءِ
قد كان مِن دُودِ الهنُودِ وزَرعهم
مِن عَبَدة الأَصْنَام كالآباءِ
فالآن قد غلَبَتْ عليه شقاوةٌ
كانت مُبِيدةَ أُمِّه العمياءِ
إنى أراه مُكذِّبًا ومكفِّرًا
ومحقِّرًا بالسبّ والإزراءِ
يُؤذِى فما نَشكو وما نَتأَسَّفُ
كَلْبٌ فيَغْلِى قلبه لِعُواءِ

آفتاب کی روشنی آپ کی روشنی سے کچھ ہی مشابہت رکھتی ہے۔ جب میں نے (آپ کو) دیکھا تو اس سے میری گریہ وزاری میں جوش آ گیا۔

ہم جوانوں کی طرح دینِ محمّدؐ کے لئے کوشاں ہیں۔
ہم ایسے آدمی کی طرح نہیں جو بے دست و پا ہو۔

خدائے نگہبان نے ہماری ہمتوں کو دین کے بارے میں بلند کر دیا ہے۔ ہم اپنی منزلیں بُرجِ جَوْزَا پر بنا رہے ہیں۔

ہم کو تلواروں کی طرح بنا دیا گیا ہے پس ہم کمینوں کے سر اور دشمنوں کی کھوپڑی پھوڑ دیتے ہیں۔

اور کمینوں میں سے مَیں ایک مردکِ فاسق کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ملعون چھلاوا اور بے وقوفوں کا تخم ہے۔

وہ بدخُلق، بڑا مفسد اور دروغ گو ہے۔
منحوس ہے جو جاہلوں میں سعد کہلاتا ہے۔

اس نے اس کفر کو نہیں چھوڑا جو اس کی میراث ہے اور اندھے پن میں اپنے ماں باپ کے مشابہ ہو گیا ہے۔

وہ کرمِ ہنود تھا اور انہی کی کھیتی میں سے تھا۔ آباء واجداد کی طرح بتوں کے پجاریوں میں سے تھا۔

اب اس پر شقاوت غالب آ گئی ہے اور یہی شقاوت اس کی اندھی ماں کی ہلاکت کا موجب ہوئی تھی۔

میں اسے مکذّب اور مکفرّ اور گالی گلوچ کے ساتھ حقارت کرنے والا اور عیب لگانے والا پاتا ہوں۔

وہ ایذا دیتا ہے، سو نہ ہم شکوہ کرتے ہیں اور نہ افسوس۔
وہ ایک کتا ہے اس کا دل بھونکنے کے لئے جوش مار رہا ہے۔

کَحَلَ العنادُ جفونَہ بعَجاجۃٍ
فالآن مَــن یحمیہ من إقذاءِ
یا لاعِنی إنّ المھَیـمِن یَنظُرُ
خَفْ قھرَ ربّ قادر مولائی
الحق لا یُصلَی بنار خدیعۃٍ
أنّی مِن الخفّاش خسرُ ذُکاءِ
إنی أراک تمیس بالخُیَلاءِ
أنَسیتَ یوم الطعنۃ النَّجْلاءِ
لَا تتّبِعْ أَھْواءَ نَفسِک شقوۃً
یلقیک حُبُّ النفس فی الخَوقاءِ
فرسٌ خَبیثٌ خَفْ ذُرَی صھواتِہٖ
خَفْ أن تزلّک عدوُ ذی عدواءِ
إنّ السُّمُوم لَشَرُّ ما فی العَالِمِ
ومِنَ السُّموم عَداوۃُ الصلحاءِ
آذَیتَنی خبثًا فلَستُ بصادقٍ
إنْ لم تَمُتْ بالخزی یا ابنَ بغاءِ
اللّٰہ یُخزی حزبَکم و یُعزّنی
حتی یجیء الناس تحت لوائی
یا ربَّنا افْتَحْ بیننَا بکرامۃٍ
یا مَن یری قلبی ولُبَّ لِحائی
یا مَن أری أبوابہ مفتوحۃ
لِلسَّائلین فلا تَرُدّ دعائی
آمین

﴿۲۸۲﴾ عناد نے اس کی پلکوں میں غبار کا سُرمہ ڈال دیا ہے
اب اس کو آنکھ میں تنکا پڑ جانے سے کون بچا سکتا ہے۔
مجھے لعنت کرنے والے! بے شک نگران خدا دیکھ رہا ہے۔
تو میرے مولیٰ ربّ قادر کے قہر سے ڈر۔
حق کو مکر وفریب کی آگ سے جلایا نہیں جا سکتا۔
چمگادڑ سے آفتاب کو نقصان کیسے پہنچ سکتا ہے؟
میں دیکھتا ہوں کہ تُو تکبّر سے مٹک مٹک کر چل رہا ہے۔
کیا تو نے فراخ زخم لگنے کے دن کو بھلا دیا ہے؟
تو بدبختی سے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔
نفس کی محبت تجھے کنوئیں میں ڈال دے گی۔
نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اس کی پشت پر سوار ہونے سے ڈر۔
تو اس بات سے ڈر کہ تجھے ناہموار دوڑنے والے کی دوڑ گرا نہ دے۔
بے شک تمام عالم میں بدترین چیز زہر ہے اور صالحین کی
عداوت بھی زہروں میں سے ایک زہر ہے۔
تو نے خباثت سے مجھے ایذا دی ہے پس اے سرکش!
اگر تو رسوائی سے نہ مرا تو میں سچا نہیں۔
اللہ تمہارے گروہ کو رُسوا کرے گا اور مجھے عزت دے گا
یہاں تک کہ سب لوگ میرے جھنڈے تلے آجائیں گے۔
اے ہمارے ربّ! ہمارے درمیان، از راہِ کرم، فیصلہ فرما دے۔
اے وہ ذات جو میرے دل اور مغز پوست کو (یعنی اندرونے کو) جانتی ہے۔
اے وہ ذات جس کے دروازے مَیں سوالیوں کے لئے
کھلے پاتا ہوں۔ پس میری دعا کو ردّ نہ فرما۔
آمین

الیوم قضینا ما کان علینا من التبلیغات، وعصمنا نفسنا من مأثم ترک الواجبات، وحان أن نصرف الوجہ عن ھذہ المباحثات، إلّا ما ینفی لَبْس السائلین والسائلات، وأزمعنا أن لا نخاطب☆ العلماء بعد ھذہ التوضیحات، ولو سبّونا کما أروا من قبل من العادات، وما غلّظنا علیھم إلا للتنبیھات، وإنّما الأعمال بالنّیات. فالآن نودّعھم بدموع جاریۃ من الحسرات، وعیون غریقۃ فی سیل العبرات، وھذہ منّا خاتمۃ المخاطبات. تمّت

آج ہم نے حق تبلیغ جو ہم پر واجب تھا اسے ادا کردیا ہے۔ اور فرائض کے ترک کرنے کے گناہ سے اپنے آپ کو بچالیا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ان مباحثات سے اپنی توجہ ہٹالیں۔ سوائے اس بحث کے جو سوال کرنے والے مردوں اور عورتوں کے شبہات کے ازالہ کے لئے ہو۔ اور ہم نے وضاحتوں کے بعد علماء کو مخاطب نہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اگر چہ وہ ہمیں گالیاں ہی دیں۔ جیسا کہ وہ قبل ازیں بھی اپنی عادت ظاہر کر چکے ہیں۔ ہم نے ان پر سختی محض تنبیہہ کی خاطر کی ہے اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ پس اب ہم جاری آنسوؤں اور سیل اشک میں ڈوبی آنکھوں کے ساتھ بڑے افسوس سے ان کو الوداع کرتے ہیں۔ اور ہماری طرف سے ان کے ساتھ یہ آخری گفتگو ہے۔

☆ جو علماء مقابلہ اور مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں بعض کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ قاضی عبید اللہ قاضی مدراس، مولوی محمود مدراس، مولوی غلام رسول، مولوی شیخ عبداللہ چک عمر کھاریاں گجرات، صاحبزادہ محمد امین چکوڑی، مولوی کلیم اللہ مچھیانہ، نجم دین شادیوال، فضل احمد قلعدار // غلام علی شاہ منگووال، حافظ سلیمان ڈنگہ کھاریاں، مولوی عبدالصمد حکیم صدر پشاور، مولوی رحمۃ اللہ بڑ بھنی میر پور جموں، مولوی حشمت پکھر وٹ میر پور // مولوی نیاز احمد قصبہ کھاریاں، خلیفہ محی الدین باولی گجرات، مولوی فیض احمد ڈوگا //، مولوی صدرالدین ملکی //، مولوی آغا خان سوداگر صدر پشاور، مولوی عبداللہ صاحب //، شیخ شیر محمد افسر نہر // // میاں محمد فاضل راجوال کھاریاں گجرات، مولوی احمد دین سادھوکے //، مولوی کرم دین پوڑانوالا // //، اللہ دتہ بلانی //، غلام محمد //، نوردین // //۔

﴿۲۸۳﴾

قابلِ توجہ گورنمنٹ ہند

انّا قرأنا فی جریدة سِوِل ملتری انه یشکونا فی حضرة الدّولة البرطانیة. ویظن کانّا اعداء ھذہ الدولة المبارکة. وینبّہ الدولة علی سوء نیاتنا وشر عواقبنا و یحثّھا علی ان تضیق علینا الحرّیة التی شملت طوائف الاقوام علی اختلاف مذاھبھم. وتبائن مشاربھم. وھذہ ھی الشئ الذی یثنی به علی الدولة بخصوصیّتھا ومزیّتھا علی دُول اخریٰ اعنی انّھا اعطت نسبة المساوات کل مذھب فی نظر القانون. وما خصّ احدًا لیکون محل الظنون. وھذا امر لا نری نظیرہ فی زمن الاوّلین.

وقد کتبنا غیر مرة انا نحن من خدام مصالح الدولة. وخادمیه من کمال الصدق والامانة

قابلِ توجہ گورنمنٹ ہند

ہم نے اخبار ’’سول اینڈ ملٹری گزٹ‘‘ میں پڑھا ہے کہ اس نے برطانوی حکومت کی جناب میں ہماری شکایت کی ہے اور سمجھتا ہے کہ گویا ہم اس مبارک حکومت کے دشمن ہیں اور وہ حکومت کو ہماری بدنیتی اور بداعمالی سے متنبہ کرتا ہے اور حکومت کو اکساتا ہے کہ ہماری اس آزادی کو تنگ کردے جو مختلف اقوام کے گروہوں کو ان کے اختلاف مذاہب و مسالک کے باوجود حاصل ہے۔ یہی وہ خصوصیت اور امتیاز ہے جس کی وجہ سے اس حکومت کو دیگر حکومتوں کے بالمقابل ستائش کی جاتی ہے۔ یعنی اس حکومت نے ہر مذہب (کے لوگوں) کو قانونی نقطہ نظر سے برابری کا مقام دے رکھا ہے اور کسی کو خاص حقوق نہیں دیئے کہ گورنمنٹ پر شک کیا جا سکے اور یہ وہ امر ہے جس کی نظیر ہم پہلے لوگوں کے زمانہ میں نہیں دیکھتے۔

اور ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے مصالح کے خادم ہیں۔ اور اس کے کامل صدق اور امانت سے خادم ہیں

وامتلأت قلوبنا شكرًا. وصدورنا اخلاصًا. بمارئينا منها من انواع الاحسان. والمنة والامتنان. وانا لسنا من قوم يعصون ولى النعمة. ويخفون فى قلوبهم امور الغش والخيانة. ويثيرون الفتن من خُبث القريحة. بل نحن بفضل اللّٰه نشكر الدولة على مننها. وندعوا اللّٰه ان ينجينا بها من شر الدنيا وفتنها. وقد نجونا بها من البلايا والمحن. وانواع الخسران والفتن. ونعيش بالامن والعافية تحت ظلّها الظليل. وحُفظنا من آفات الاشرار بعدله الدّميل. انّها انارت سبلنا وسدت خللنا. وانا نرى فى لياليها أمنًا مارئينا فى نهارٍ قبل هذه الدولة. فما جزاء هذا الاحسان الّا الشكر بخلوص النّية.

اور ہمارے دل شکر گزاری سے لبریز ہیں اور ہمارے سینے اخلاص سے۔ کیونکہ ہم نے اس (حکومت) سے طرح طرح کے احسانات اور مہربانیاں دیکھی ہیں اور ہم ایسے لوگ نہیں کہ محسن کی نافرمانی کریں اور اپنے دلوں میں دھوکا اور خیانت کے امور پوشیدہ رکھیں۔ اور بدخصلتی سے فتنوں کی آگ بھڑکائیں۔ بلکہ ہم اللہ کے فضل سے سرکار کے احسانات کے سبب اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس گورنمنٹ کے ذریعہ دنیا کے شر اور فتنوں سے نجات عطا فرمائے۔ اور (پہلے بھی) ہم اس کے ذریعہ مصائب اور آلام سے اور طرح طرح کے فتنوں اور خساروں سے نجات پا چکے ہیں۔ اور ہم اس کے گھنے سائے میں امن و عافیت سے رہ رہے ہیں اور ہم شریروں کی آفات سے اس کے مندمل کرنے والے عدل کے ذریعہ محفوظ ہیں۔ اس نے ہمارے راستے روشن کئے اور رکاوٹیں دور کیں اور ہم نے اس کے عہد میں راتوں میں وہ امن دیکھا جو ہم نے اس سرکار سے قبل دن کو بھی نہیں دیکھا تھا۔ پس اس احسان کی جزا بجز خلوص نیت سے شکر گزاری کے اور کیا ہوگی۔

و شكرهم شئ قد ملأ به روحنا وجناننا وضميرنا ولساننا. ولسنا كافرى نعم المنعمين. ولنا على هٰذا الدعوى براهين ساطعة. و دلائل قاطعة. وهى انا لا نثنى على الدولة من هذا اليوم فقط بل فى هٰذا نفدت اعمارنا. وذابت عظامنا. وعليه توفت كبارنا. وكانوا عند الدولة من المكرمين وطالما قمنا للحماية بخلوص القلب والمُهجة واشعنا الكتب فى حماية اغراض الدولة الى بلاد الشام والروم وغيرها من الديار البعيدة. وهذا امر لن تجد الدولة نظيرها فى غيرنا من المخلصين. فلا نعبأ بمفتريات جريدة. ولا نخشى تحرير انامل مفسدة . ويا اسفا علَى الذى يخوّف الدولة من غوائل عواقبنا. ويرغّبها فى تعاقبنا.

اور اس کی شکر گزاری ایسی شے ہے جس سے ہماری جان، ہمارا دل، ہماری ضمیر اور ہماری زبان لبریز ہے۔ اور ہم محسنوں کے احسانات کی ناشکری کرنے والے نہیں ہیں۔ اور اس دعویٰ پر ہمارے پاس روشن دلائل اور قطعی ثبوت موجود ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہم فقط آج کے دن سے گورنمنٹ کی ستائش نہیں کرتے بلکہ اسی میں ہماری عمر بیت گئی ہے اور ہماری ہڈیاں گھل گئی ہیں اور اسی پر ہمارے آباءواجداد کی وفات ہوئی۔ اور وہ گورنمنٹ کی نگاہ میں معزز تھے۔ اور ایک عرصہ سے ہم اس کی حمایت میں مصروف ہیں اور ہم نے حکومت کے مقاصد کی حمایت میں کتب شام اور روم اور دیگر دور دراز ممالک میں بھجوائیں۔ اور یہ وہ امر ہے کہ گورنمنٹ اس کی نظیر ہمارے علاوہ دیگر مخلصین میں نہیں پائے گی۔ پس ہم اخبار کے افتراؤں کی پروا نہیں کرتے اور نہ ہی مفسد ہاتھوں کی تحریر سے ڈرتے ہیں۔ وائے افسوس اس شخص پر جو گورنمنٹ کو ہمارے آئندہ حملوں سے ڈراتا ہے اور اس کو ہمارے تعاقب پر اکساتا ہے۔

الـم يـفـكـر انّنا ذرية آباء انفدوا اعـمـارهـم فـى خـدمـات هذه الدولة افنسيت الدولة مساعيهم بهذه السرعة. لِمَ لا تمنع الدولة اولـئک الـطـغـاة الـمـفـسـدين عـن نشـر مثل تلک الاكاذيب. واشاعة هـذا البهتـان العجيب. فـانهـا سـم زعـاف لـلـذيـن لا يعرفون الحقيقة. ولا يفتشون الاصـلية. فـكـاد ان يـصدقوهـا كـالـمـخـدوعيـن. انـه يبـكـى علٰى حـرّيّتـنـا ولا يـرٰى حرّيته

﴿۲۸۴﴾ التـى تـصـوّل عـلـى الـصّـادقين. ويـجـعـل الـمـخـلـصيـن مـن الـمـفسدين. اليس بواجب علٰى اهـل الـجـرائد ان لا يتّبعوا كلّما بـلـغتهـم مـن الحاسدين من اهل الـغـرض والـنقمة. اليس عليهم ان يـكتبـوا بـالـصـداقة وسلامة الـطـويّة أهُم خارجون من حدود القانون اوهم من المعفوّين.

کیا وہ یہ نہیں سوچتا کہ ہم ان آباء کی اولاد ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اس گورنمنٹ کی خدمات میں گزار دیں۔ کیا گورنمنٹ ان کی مساعی کو اس قدر جلد فراموش کردے گی۔ گورنمنٹ کیوں ان سرکش مفسدوں کو ایسے جھوٹ نشر کرنے اور ایسے انوکھے بہتان کو پھیلانے سے نہیں روکتی۔ کیونکہ یہ حقیقت سے ناآشنا لوگوں کے لئے جو اصل حقیقت معلوم نہیں کرسکتے زہر قاتل ہیں۔ قریب ہے کہ وہ فریب خوردہ لوگوں کی طرح انہیں سچ سمجھیں۔ وہ ہماری آزادی پر ماتم کرتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی آزادی راست بازوں پر حملہ کرتی ہے۔ اور مخلص دوستوں کو فسادی قرار دیتی ہے۔ کیا یہ اخبارات والوں کی ذمّہ داری نہیں کہ وہ ہر اس بات کو جو انہیں معاد پرست اور کینہ ور حاسد لوگوں کی طرف سے پہنچے اس کے پیچھے نہ چلیں۔ کیا ان کا فرض نہیں کہ وہ سچائی اور صحت نیت سے لکھا کریں کیا وہ قانون کی حدود سے باہر ہیں یا وہ معاف کئے گئے لوگوں میں سے ہیں؟

يـااهـل الـجـرائد والمكائد أتـامـرون الـنـاس بـالبرو تنسون انـفسـكـم. أهـذا خيـر لـكم بل شـرّلكم لو كنتم تعلمون أ تجعل الدولة المخلصين كالمفسدين. او يـخـفـى عـليـه مـا تكتمون فـى انـفسـكـم كـالـمـنـافقين. قـدجرّبت الدولة عواقب آبائنا. ورأت مـرارًا مـا هـو فى وعاء نا. وقـد بـلـغـنـا تحت تجاربها الى ستّين. فان حدنا قبل ذالک الٰى نـحـو خـمسيـن سنة عـن طريق الـخـلـوص. وآثـرنـا طـرقًـا فـاسد ة كـالـلّـصـوص. فللدولة ان تـظـن كلما تظن كالمجربين الـعـارفيـن. فـان القليل يُقـاس عـلـى الكثيـر والـصـغيـر علـى الـكبير. وكذالک جـرت عادة الـمـتـفـرسيـن. و اِلّا فـاتقوا الله واسـتـحيـوا و لا تـجتـرء وا اِن كـنـتـم صـالـحين. و واللّٰـه انـا نـحـن بـراء مـن تـلـک التهمة.

اے اخبارات والواور سازش کرنے والو! کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔ کیا یہ تمہارے لئے بہتر ہے (نہیں) بلکہ یہ تمہارے لئے بہت بُرا ہے، کاش تم جانتے۔ کیا یہ حکومت اخلاص رکھنے والوں کو فسادی قرار دے دے گی۔ یا جو تم اپنے دلوں میں منافقوں کی طرح چھپاتے ہو وہ اس پر مخفی رہے گا۔ یقیناً یہ گورنمنٹ ہمارے آباء واجداد کا انجام پرکھ چکی ہے۔ اور اسے بارہا دیکھ چکی ہے جو ہمارے تھیلے میں ہے۔ اور ہم اس کی نگرانی میں ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ اگر ہم نے اس سے قبل پچاس سالوں میں کبھی خلوص کے طریق سے انحراف کیا ہو اور چوروں کی طرح غلط راستے اختیار کئے ہوں تو حکومت کو روا ہے کہ وہ تجربہ کار دانش مند لوگوں کی طرح جو چاہے سو چاہے۔ کیونکہ قلیل کو کثیر کے مطابق اور چھوٹے کو بڑے پر قیاس کیا جاتا ہے۔ اور اہل فراست کا یہی معمول ہے۔ وگرنہ اللہ سے ڈرو اور حیا سے کام لو اور اگر تم صالح ہو تو بے باکی سے کام نہ لو۔ اور اللہ کی قسم ہم اس تہمت سے بَری ہیں۔

وما لنا ولهذه المعصية. وتُنزّه النظائر السابقة ذيلنا عن مثل هذه البهتانات. والتهم والخرافات. وكيف وانا لا ننسى الى ان نموت نعم هذه الدولة. ولا منن هذه الحكومة. وقد اوصينا من كتاب الله بشكر المحسنين.

وهي آيات واحاديث لا يسع المقام سردها الآن وقد كتبنا من قبل وابسطنا فيه البيان. فلينظر من كان من الشائقين. وانا رئينا من هذه الدولة انواع الراحة. وحفظت بها دماءنا واعراضنا واموالنا من انواع المصيبة. وتوارد بها علينا من نعم لا نستطيع ان ندخلها تحت الحصر والاحصاء. فندعو لهذه الدولة طول العمر والبقاء. وايّ عاقل يسبّ المحسن وينسى نعمه ولا يذكر المنن.

ہمارا اس معصیت سے کیا واسطہ اور ہمارے گزشتہ حالات ہمارا دامن اس جیسے بہتانات، تہمتوں اور خرافات سے پاک (ثابت) کرتے ہیں۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ہم مرتے دم تک اس گورنمنٹ کے انعامات اور اس کے احسانات فراموش نہیں کرسکتے اور اللہ کی کتاب سے ہمیں احسان کرنے والوں کی شکرگزاری کی تاکید کی گئی ہے۔

اور وہ بہت سی آیات اور احادیث ہیں جن کو درج کرنے کی اس جگہ میں گنجائش نہیں ہم اس سے پہلے ان کو لکھ چکے ہیں اور اس بارے میں مفصّل بات کرچکے ہیں۔ اشتیاق رکھنے والے اسے دیکھ لیں۔ ہم نے اس گورنمنٹ سے طرح طرح کا آرام دیکھا اور اس (گورنمنٹ) کی بدولت ہمارے خون، آبرو اور اموال طرح طرح کے مصائب سے محفوظ ہیں۔ اس کی بدولت ہمیں وہ نعمتیں ملی ہیں جن کا ہم شمار نہیں کرسکتے اور نہ ان کا احاطہ کرسکتے ہیں۔ پس ہم اس گورنمنٹ کی درازیءعمر اور بقا کے لئے دعا کرتے ہیں اور کونسا عاقل اپنے محسن کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اس کے احسانات فراموش کرتا ہے اور انہیں یاد نہیں رکھتا۔

نعوذ باللّٰہ من سوء الفهم ووضع الرأی فی غیر محلّه وقولنا هذا ردّ علی جریدة سِوِل وامّا الذی یزعم انّ حمایة الکفّار کیف یجوز فقد رددنا وساوسه غیر مرة . واثبتنا الامر بکثیر من ادلّة واثبتنا انّ النّبی صلّی الله علیه وسلم وضع هذا الاساس. وقال ما شکر اللّٰه من لا یشکر الناس. فهذا اصول محکم لا یردّه الّا فاسق ولا یقبله الّا صالح ولو بعد اللّتیا والّتی و امّا نحن فهذا مذهبنا ونشکر المحسن ولا نری اختلاف المذاهب ویصعب علینا خلاف ذالک ونختار علیه الموت. ومن اجل ذالک قد اشعنا رأینا هذا فی بلاد الاسلام الی ما وسع لنا وأمکن و اِن فی هذا دلیل قاطع علی اخلاصنا ولکن للذین لا یبخلون.

ہم بُری سمجھ اور بے محل رائے قائم کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اخبار سول ملٹری گزٹ کے جواب میں ہے۔ جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو کہتا ہے کہ کفّار کی حمایت کس طرح جائز ہے تو ہم اس کے وساوس کو کئی مرتبہ ردّ کر چکے ہیں۔ اور ہم اس امر کو کثرت دلائل سے ثابت کر چکے ہیں، اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس اصول کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیاد رکھی اور فرمایا جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی نہیں کرتا۔ پس یہ محکم اصول ہے، اسے فاسق کے علاوہ کوئی ردّ نہیں کرتا اور اسے صرف نیک شخص ہی قبول کرتا ہے۔ خواہ چار و ناچار ہی قبول کرے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ ہم احسان کرنے والوں کے شکرگزار ہوتے ہیں اور ہم مذہب کے اختلاف کو نہیں دیکھتے اور اس (اصول) کی خلاف ورزی ہم پر مشکل ہے۔ اور ہم اس پر مرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اپنی یہ رائے بلادِ اسلامیہ میں جہاں تک ہماری طاقت تھی اور ممکن تھا شائع کی ہے اور اس میں ہمارے اخلاص پر قطعی دلیل ہے مگر انہی کے لئے جو بخل نہیں کرتے۔

فحاصل الكلام انا منزهون عن تلك التهم. ولنا شواهد لا تُرد شهادتها ولا تشك في صحتها. ونتوكل على اللّه. لاحول و لا قوّة الّا باللّه. وهو احكم الحاكمين.

حاصل کلام یہ کہ ہم ان تہمتوں سے پاک ہیں اور ہمارے پاس وہ ثبوت ہیں جن کی شہادت ردّ نہیں کی جاسکتی اور جن کے صحیح ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ کوئی طاقت اور کوئی قوت نہیں مگر اللہ کو اور وہ احکم الحاکمین ہے۔